تسلی کی باتیں

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم

www.Sukkurvi.com

مکتبۃ الاسلام کراچی

www.Sukkurvi.com

تسلی کی باتیں

www.Sukkurvi.com

تسلّی کی باتیں

اس میں بیماری کے فضائل، عیادت کے آداب، موت کے فضائل، تعزیت کے آداب اور تسلی کی باتیں لکھی گئی ہیں۔

www.Sukkurvi.com

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم
مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبۃ الاسلام کراچی

حقوق طبع محفوظ

باہتمام : شاہد محمود

ناشر : مکتبۃ الاسلام کراچی

کورنگی، انڈسٹریل ایریا کراچی

موبائل : 0300-8245793

ای میل : Maktabatulislam@gmail.com

ویب سائٹ : Www.Maktabatulislam.com

www.Sukkurvi.com

ملنے کا پتہ

ادارۃ المعارف کراچی

احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی

موبائل : 0300- 2831960

فون : 021- 35123161 ، 021- 35032020

ای میل : Imaarif@live.com

فہرست مضامین　　نمبر شمار

پیش لفظ ۱۷

آفات وبلیات اور بیماری کے فضائل

مصائب موجب رحمت ہیں ۲۲

مصائب سے گناہ معاف ہوتے ہیں ۲۲

آسان موت، قابلِ رشک نہیں ۲۳

مومن اور منافق کی مثال ۲۳

بیماری کو برامت کہو ۲۴

بینائی چلے جانے پر صبر کا بدلہ جنت ہے ۲۴

بیماری اور پریشانی سے مومن میں نکھار آتا ہے ۲۵

بعض گناہوں پر پکڑ ہوتی ہے ۲۶

بیماری میں صحت والے اعمال لکھے جاتے ہیں ۲۶

بیماری میں گناہوں سے پاک ہونا اور صحت کے اعمال کا اجروثواب ملنا ۲۸

بیماری سے شفا یا موت، دونوں بہتر ہیں ۲۹

شہید کی سات قسمیں ۲۹

طاعون میں مرنے والا شہید ۳۰

www.Sukkurvi.com

طاعون کی موت شہادت ہے ۳۰
طاعون کی حقیقت ۳۰
شہداء اور بستر پر مرنے والوں کا مقدمہ ۳۱
سب سے سخت آزمائش حضرات انبیاء علیہم السلام کی ۳۲
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دہرا بخار آنا ۳۲
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی تکلیف ۳۳
موت کی سختیوں میں آسانی کی دعا ۳۳
اہل خیر کی پکڑ دنیا میں ہوتی ہے ۳۴
جیسی آزمائش ویسا اجر وثواب ۳۴
مسلسل آزمائشوں سے گناہ باقی نہیں رہتا ۳۴
آفات وبلیات بلند درجات کا وسیلہ ہیں ۳۵
انسان کے چاروں طرف ۹۹ موتوں کا گھیرا ۳۵
کاش! ہمارے بدن قینچیوں سے کاٹ دیئے جاتے ۳۵
رنج وغم سے گناہ مٹ جاتے ہیں ۳۶
بیماری کے ایام میں مومن اور منافق کا فرق ۳۶
بیماری پر صبر کا بدلہ ۳۷
مرض الوفات سے بیشمار گناہوں کا معاف ہونا ۳۸
بخار کو برا مت کہو، اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں ۳۸

www.Sukkurvi.com

بخار کی آگ جہنم کی آگ کا عوض ہے ۳۸
بیماری گناہوں کی معافی ۳۹
وطن سے دور مرنے کی فضیلت ۳۹
سفر کی موت، شہادت ہے ۳۹
بیماری کی موت، شہادت کی موت ہے ۴۰

عیادت کے آداب

مسلمان کے چھ حقوق ۴۲
مریض کی عیادت ۴۲
ستر ہزار فرشتوں کی دعا اور جنت کا باغ ۴۲
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا بندے سے شکوہ ۴۳
عیادت پر ستر سال جہنم سے دور ۴۴
تو اور تیرا چلنا مبارک ۴۴
عیادت کرنے والا رحمتِ الٰہی میں ڈوب جاتا ہے ۴۵
بیمار پر دم کرنا ۴۵
بیماری، پھوڑے پھنسی اور زخم کا دم ۴۵
دم کا طریقہ ۴۶
مُعوّذات کے ذریعے دم ۴۶
مُعوّذات سے مراد ۴۷

www.Sukkurvi.com

بدن میں درد کا دم ۴۷
حضرت جبرئیل علیہ السلام کا دم ۴۷
بخار اور ہر قسم کے درد کا دم ۴۸
ہر بیماری کا دم ۴۸
بچوں کو نظرِ بد سے بچانے کو عمل ۴۹
مہلک بیماری میں شفا کی بہترین دعا ۵۰
معمولی بیماری میں عیادت ۵۰
عیادت کے دوران دعا ۵۰
خادم اور نوکر کی عیادت ۵۱
شکریہ کے ساتھ مریض کی صحت کی اطلاع ۵۱
مریض کو تسلی دینا ۵۲
بیماری پاکی کا ذریعہ ہے ۵۲
مریض کی خواہش پوری کرنا ۵۳
مریض سے دعا کی درخواست ۵۴
دورانِ عیادت شور سے اجتناب ۵۴
عیادت کر کے جلدی جائیں ۵۴
عیادت کے آداب کا خلاصہ ۵۵

موت کے وقت کے آداب

موت کے وقت خوف اور امید کی کیفیت ۵۸

www.Sukurvi.com

کلمہ طیبہ کی تلقین ۵۸
زندگی کا آخری کلمہ، کلمہ طیبہ ہونا ۵۸
حالتِ نزع میں سورۂ یٰسٓ کا پڑھنا ۵۹
میت کے پاس اچھی باتیں کرنا ۵۹
وفات سے پہلے کے آداب ۵۹
موت، مومن کے لئے تحفہ ہے ۶۰
موت کی سختی ۶۰
میت کی آنکھیں بند کرنا اور اس کے لئے دعا کرنا ۶۰
میت کو چادر سے ڈھانپ دینا ۶۲
میت کا بوسہ لینا ۶۲
تدفین میں جلدی کرنا ۶۳
مصیبت کی تلافی کا بہترین عمل ۶۴
جنازہ اور تدفین میں شرکت کا ثوابِ عظیم ۶۴
جنازہ میں پیدل شرکت کرنا ۶۵
مرنے والوں کی برائیوں کا تذکرہ نہ کرو ۶۵
قبر پر بیٹھنے کی ممانعت ۶۵
میت کو دوسرے شہر لے جانے کی ممانعت ۶۵
وطن سے دور مرنے کی فضیلت ۶۷

www.Sukkurvi.com

قبریں پختہ بنانا اور اس پر گنبد تعمیر کرنا ۶۸
قبر پر نشان لگانا ۶۸
میت کی بے اکرامی جائز نہیں ۶۹
تدفین کے بعد کچھ دیر قبر پر ٹھہرنا ۶۹
میت کے سرہانے اور پاؤں کی جانب سورۂ بقرہ کا اول و آخر پڑھنا ۷۰
صاحبِ قبر کو ایذا نہ دو ۷۰
محض آنسوں بہنا صبر کے خلاف نہیں ۷۰
یہ لوگ ہم میں سے نہیں ۷۱
دو دروازے پیدائش پر کھلنا اور موت پر بند ہونا ۷۲
جنت میں بیت الحمد نام کا محل ۷۲
تعزیت کی فضیلت ۷۳
میت کے گھر والوں کے لئے کھانے کا انتظام ۷۳
جاہلیت کا طریقہ اختیار کرنے کی ممانعت ۷۳
نوحہ کرنے والی کو جنازہ کے ہمراہ لے جانے کی ممانعت ۷۴
کیا شیطان دوبارہ گھر میں گھسانا چاہتی ہو ۷۴
وفات سے تدفین تک کے آداب ۷۵
تعزیت کے آداب کا خلاصہ ۷۸
تعزیت اور تسلی کے کلمات ۸۱

www.Sukurvi.com

تسلی کے کلمات

ہر آنے والا ایک روز ضرور جائے گا ۸۴
مومن کا اصلی گھر جنت ہے ۸۵
دنیا کے قید خانہ میں مومن کے لئے دو پابندیاں ہیں ۸۶
موت سے گذر کر مومن اپنے اصلی گھر جاتا ہے ۸۷
عالمِ برزخ میں استقبال کی تیاریاں ۸۸
اہلِ برزخ کا میت سے اپنے زندہ رشتہ داروں کا حال معلوم کرنا ۸۸
روح قبض کرنے کے لئے نورانی فرشتوں کی آمد ۸۹
بآسانی جسم سے روح نکلنا ۸۹
ہر آسمان پر فرشتوں کا استقبال ۹۱
قبر میں منکر نکیر کی آمد اور سوال و جواب ۹۳
قبر حدِ نگاہ تک کشادہ ہونا ۹۳
''نیک اعمال'' قبر میں تنہائی کے ساتھی ۹۳
یا اللہ! قیامت جلدی قائم فرما ۹۴
آخرت میں پچھتاوہ نیک آدمی کو بھی ہوگا ۹۵
مرنے والوں کے دعا اور ایصالِ ثواب ۹۵
قبر میں قرآن کریم کی تلاوت ۹۶
ستر ہزار قرآن کریم کے بدلے ایک سبحان اللہ کی فرمائش ۹۷

www.Sukkurvi.com

دنیا میں نیک اعمال پر اجر و ثواب ملتا ہے ۹۸
مرحومین کے لئے ایصالِ ثواب ۹۸
جنت میں محلات ۹۹
یٰسٓ شریف پڑھنے کا ثواب ۱۰ قرآنِ کریم کے برابر ۱۰۰
اپنی قبر کی بھی تیاری کیجئے ۱۰۱
روزانہ ایک قرآن کا ایصالِ ثواب ۱۰۱
اپنی اور اپنے عزیزوں کی فکر کیجئے ۱۰۴

دنیا ہمارا اصلی وطن نہیں

بیان کا مقصد ۱۰۷
اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیشہ رہنے والی ہے ۱۰۸
انسان کا مسلسل موت کی طرف سفر ۱۰۹
اصل چیز ہے خاتمہ ایمان پر ہونا ۱۰۹
کافر کو بھی انجام کے لحاظ سے بُرا نہ سمجھے ۱۱۱
دنیا ہمارا اصلی وطن نہیں ۱۱۲
ایمان پر خاتمہ کے لیے تین کام کریں ۱۱۲
پہلا کام کثرتِ ذکر اللہ ۱۱۲
تین اذکار سب سے اعلیٰ ہیں ۱۱۳
نمبرا قرآنِ کریم ۱۱۳

www.Sukkurvi.com

نمبر۲ لا الٰہ الا اللہ ______ ۱۱۳
ہماری زندگی کا مقصد ۱۱۴
فتنوں سے بچاؤ کا ذریعہ ۱۱۵
نمبر۳ درود شریف کی کثرت ______ ۱۱۵
دوسرا کام نعمتوں کو سوچنا ۱۱۵
تیسرا کام اخلاص سے اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنا ۱۱۶
اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں بھر جانا ۱۱۷
چارعین کی وضاحت ۱۱۷
صبر کرنے کا صحیح طریقہ ۱۲۰
نازک مزاجی کے چند واقعات ۱۲۰
قاری صاحب کا واقعہ ۱۲۳
دنیا میں آنے کا مقصد آخرت بنانا ہے ۱۲۳
کماؤ بننے کے لیے عاشق بننے کی ضرورت ہے ۱۲۴
حضرت والد صاحبؒ کی نصیحت ۱۲۴
اجتماعی قرآن خوانی کی رسم ۱۲۶
ایصالِ ثواب کی حکایت ۱۲۶

عالمِ برزخ میں مومن کا مقام

حضرت مولانا سحبان محمود صاحبؒ کی رحلت ۱۳۰

www.Sukkurvi.com

موتُ العالِم موتُ العالَم ۱۳۱
مؤمن کا سفرِ آخرت ۱۳۲
ہماری زندگی کی مثال ۱۳۲
دنیا کی حقیقت ۱۳۳
مؤمن کی روح نکلنے کا منظر ۱۳۵
مرنے کے بعد مؤمن کا استقبال ۱۳۶
مؤمن کا علیین میں اندراج ۱۳۷
قبر میں سوال وجواب ۱۳۸
قبر میں فرشتوں کا عجیب سوال ۱۳۸
قبر میں رہائش کا اعلیٰ انتظام ۱۳۹
قبر میں تنہائی کا ساتھی ۱۳۹
نیک عمل ہمیشہ کا ساتھی ۱۴۰
ایک عالم کی عالَم برزخ میں بیداری ۱۴۰
عالمِ برزخ میں قبر کا منظر ۱۴۱
قرآن کریم کی تلاوت اور بلند مقام ۱۴۲
ایک گورکن کا عجیب وغریب واقعہ ۱۴۳
ایک صحابی کا قبر میں نماز پڑھنا ۱۴۴
میت کا قبر میں تلاوت میں مشغول رہنا ۱۴۴

www.Sukkurvi.com

ستر ہزار قرآن شریف کے بدلے ایک سبحان اللہ کا ثواب ۱۴۵
شرفِ قبولیت حاصل کرنے والا کلمہ ۱۴۶
ایک صاحب قبر کی نظر میں عالمِ برزخ ۱۴۷
مرنے والوں کو ایصالِ ثواب کی ضرورت ۱۴۸
اہلِ قبور کے لئے بہترین تحفہ ۱۴۸
حضرت مولانا سحبان محمود صاحبؒ کی درخواست ۱۴۹
حضرت مولانا شمس الحق صاحبؒ کا معمول ۱۴۹
والدین اور مؤمنین کی مغفرت کے لئے قرآنی دعائیں ۱۵۰
ایصالِ ثواب کا صحیح طریقہ ۱۵۱
اہلِ قبور پر خصوصی فضل وکرم ۱۵۱
مرنے والوں کے حقوق کی ادائیگی کا طریقہ ۱۵۲
روزانہ ایک قرآنِ کریم کا ثواب بخشنے والے کا واقعہ ۱۵۴
حضرت مولانا سحبان محمود صاحبؒ کا معمول ۱۵۶
محبوب بندوں کی ایک علامت ۱۵۷
عزیز واقارب سے ملاقات ۱۵۸
اعمال کا اہلِ قبور پر پیش ہونا ۱۵۹
حضور ﷺ کی خدمت میں اعمال کا پیش ہونا ۱۶۰

www.Sukkurvi.com

علامہ اقبالؒ کی ایک رباعی ۱۶۱

صبر و تسلی کے خطوط

بیماری پر تسلی کا خط ۱۶۴
بیماری حفاظتِ ایمان کا ذریعہ ۱۶۶
بیماری مغفرت کا سبب ۱۶۶
بیماری سے صبر کرنے پر صدیقین میں شمار ۱۶۶
تعزیت اور صبر و تسلی ۱۶۷
انتقال پر تسلی کا خط ۱۶۹
مرحومہ آپا جیؒ کے انتقال پر تسلی کا خط ۱۷۴
غم کی زیادتی کے لئے نسخہ اکسیر ۱۷۷
زندگی کو موت سے پہلے غنیمت سمجھو ۱۸۳

www.Sukkurvi.com

پیشِ لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والعاقبة للمتقين، والصلوٰة والسلام علىٰ رسوله الكريم، محمد و آله وأصحابه أجمعين.

اما بعد!

ہر مؤمن بندہ اور بندی کی زندگی میں اچھے برے حالات ضرور آتے ہیں، کبھی غم ہے، کبھی خوشی، کبھی صحت ہے، کبھی مرض، کبھی راحت ہے، کبھی کلفت، کبھی خوشحالی ہے، کبھی بدحالی، کبھی عزت ہے، کبھی ذلت، کبھی قوت ہے، کبھی ضعف، از روئے حدیث مؤمن کے لئے ہر حالت بہتر ہے، لہٰذا جب مرضی کے موافق حالت ہو، اس پر شکر کرے اور اجر وثواب پائے، اور جب مرضی کے خلاف حال پیش آئے تو صبر کرے اور اجر وثواب پائے۔

چنانچہ جب کسی مسلمان بندہ اور بندی کو کوئی بیماری پیش آتی ہے تو احادیث طیبہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تکلیف اور بیماری اس کے حق میں چار حال سے خالی نہیں ہوتی، یا وہ بیماری اس کے لئے گناہوں سے پاکی کا ذریعہ ہے، یا نیکیاں ملنے کا باعث ہوتی ہے، یا اس بیماری سے مؤمن کے درجات بلند ہوتے ہیں، یا اس بیماری میں صبر کرنے سے آخرت کا عذاب معاف ہوتا ہے، اس لئے جب کوئی مؤمن بندہ بیمار ہو تو وہ ان باتوں میں غور کر کے **الحمدللہ** بھی کہے اور **انا للہ وانا الیہ راجعون** بھی پڑھے، تاکہ صبر اور شکر دونوں ادا ہوں، اور آنے والی مبارک احادیث بھی غور سے پڑھے تاکہ اسے تسلی ہو، اور صبر کرنا آسان ہو، نیز بیماری کا علاج کرے

www.Sukurvi.com

اور دعا بھی کرے، کیونکہ یہ دونوں کام سنت ہیں۔

اس کتاب میں صبر و تسلی والی احادیث طیبہ جمع کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ان کے ذریعہ بعض لوگوں کی یہ غلط فہمی دور کی جائے کہ جب ہمارے معاشرے میں موت سے پہلے کسی کو سخت تکلیف میں دیکھا جاتا ہے تو معاذ اللہ یہ سمجھا جاتا ہے "یہ آدمی اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آگیا ہے، اور اس بیماری کو منحوس سمجھا جاتا ہے، جو سراسر غلط ہے، کیونکہ بیمار بندہ کے ساتھ بیماری کی وجہ سے چار حالتوں میں سے کسی نہ کسی حالت کے مطابق معاملہ ہوتا ہے، جن کا ذکر اوپر آیا، چنانچہ بعض بیماروں کے ساتھ ان میں سے ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا کوئی درجہ مقرر ہوتا ہے، اور وہ بندہ اپنے عمل سے جنت میں اپنے مقررہ درجہ تک نہیں پہنچ پاتا، تو اللہ تعالیٰ اسے بیماری اور پریشانی میں مبتلا کر کے صبر کی توفیق عطا فرماتے ہیں، پھر وہ صبر کرنے کی وجہ سے جنت میں اپنے مقررہ مقام پر پہنچ جاتا ہے۔

بندہ نے بعض احباب کے بیمار ہونے پر اور بعض کے انتقال پر ان کی خدمت میں صبر و تسلی کی احادیث اور کچھ صبر و تسلی کی باتیں عرض کیں، جن سے انہیں تسلی ہوئی اور صبر کرنا آسان ہوا، اور بعض موقعوں پر مختصر بیان ہوا جو صبر و سکون کا باعث بنا، بعض احباب کو تعزیت اور عیادت کے لئے خطوط لکھے گئے۔ جن سے فائدہ ہوا، بعد میں خیال آیا، انہیں یکجا کر لیا جائے تاکہ رنج و غم اور صدمہ کے موقعہ پر ان کا پڑھنا یا پڑھ کر سنانا مفید ہو، اس لئے ان سب کو اس رسالہ میں جمع کیا گیا ہے۔

احقر نے اس کتاب کا نام "تسلی کی باتیں" رکھا ہے، اس کتاب کے پانچ حصے ہیں:

www.Sukkurvi.com

☆...... پہلے حصہ میں بیماری کے فضائل اور عیادت کے آداب ہیں۔

☆......دوسرے حصہ میں موت کے فضائل اور تعزیت کے آداب ہیں۔

☆...... تیسرے حصہ میں موت سے تدفین تک کے آداب ہیں۔

☆...... چوتھے حصہ میں تسلی کی کے کلمات ہیں۔

☆...... پانچویں حصہ میں تسلی کے خطوط ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ محض اپنے فضل وکرم سے اس کو قبول فرمائیں، اور مسلمان خواتین وحضرات کے لئے مفید بنائیں۔ آمین۔

بحرمة سيد المرسلين وعلىٰ من تبعهم الى يوم الدين

بندہ محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

۲۵ صفر المظفر ۱۴۳۱ھ
قبیل صلوٰۃ الفجر

بندہ عبدالرؤف سکھروی عفا اللہ عنہ
(مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی)

www.Sukkurvi.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه

ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا

من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له

ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له

ونشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله

صلى الله تعالى عليه وعلى آله واصحابه اجمعين

www.Sukurvi.com

ہموم وغموم، آفات وبلیات
اور
بیماری کے فضائل

www.Sukurvi.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آفات وبلیات اور بیماری کے فضائل

مصائب موجب رحمت ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں، اسے مصائب میں مبتلا فرماتے ہیں''۔ (صحیح بخاری، باب ماجاء فی کفارۃ المرض)

مصائب سے گناہ معاف ہوتے ہیں

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان کو جو کوئی مصیبت پیش آتی ہے، خواہ تھکن ہو، دائمی بیماری ہو، پریشانی ہو، رنج والم ہو، کوئی تکلیف ہو، اور غم ہو، حتیٰ کہ کوئی کانٹا جو اس کے چبھ جائے، اللہ پاک اس تکلیف کے ذریعہ اس کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں''۔

(صحیح بخاری، باب ماجاء فی کفارۃ المرض)

نیز ایک روایت میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مومن کو کوئی بھی مصیبت پیش آئے، حتیٰ کہ اس کو کانٹا چبھ جائے، اللہ پاک اس کی وجہ سے اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی درج فرما دیتے ہیں یا اس کی ایک

www.Sukurvi.com

خطا مٹا کر معاف فرما دیتے ہیں''۔(صحیح مسلم، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه من مرض)

آسان موت، قابلِ رشک نہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ ''میں نے نبیٔ کریم ﷺ کو (بوقتِ وفات) موت کی جن سختیوں میں دیکھا، اس کے بعد میں نے کسی کی آسان موت دیکھ کر اسے رشک بھری نظر سے نہیں دیکھا''۔(مطلب یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کسی کی آسان موت پر رشک نہیں فرماتی تھیں کیونکہ وہ حضور ﷺ کی وفات کے وقت موت کی سختی دیکھ چکی تھیں)

(رواہ الترمذی، باب ماجاء فی التشدید عند الموت)

مومن اور منافق کی مثال

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مومن کی مثال کھیتی کی ہری بھری پتلی شاخوں کی طرح ہے، جسے ہوائیں زیر وزبر کرتی رہتی ہیں، کبھی اسے زمین پر گرا دیتی ہیں اور کبھی اسے سیدھا کھڑا کر دیتی ہیں، (ایسے ہی مومن منجانب اللہ، قسم قسم کے ہموم وغموم میں مبتلا رہتا ہے، کبھی صحت وبیماری، کبھی موافق وناموافق حالات، کبھی خوشحالی وبدحالی کا سلسلہ زندگی بھر اس کے ہاں چلتا رہتا ہے) یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے۔

اور منافق کی مثال درختِ صنوبر کی ہے، جس پر (عموماً) کسی چیز کا اثر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کا اکھڑنا ایک ہی مرتبہ میں ہوتا ہے، (اور اسے ایک ہی دفعہ جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جاتا ہے۔) (صحیح مسلم، باب مثل المؤمن کالزرع)

ایک حدیث شریف میں اس کی مزید وضاحت ہے۔

www.sukkurvi.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مومن کی مثال کھیتی کی سی ہے، جسے ہوائیں مسلسل حرکت میں رکھتی ہیں، ایسے ہی مومن ہمیشہ ابتلاء و آزمائشوں میں گھرا رہتا ہے، اور منافق درختِ صنوبر کی طرح ہوتا ہے، جسے (ہواؤں اور طوفانوں سے) کوئی حرکت نہیں ہوتی، ایسے درخت کی حالت یہ ہوتی ہے کہ (ایک ہی مرتبہ) اس کی کٹائی ہوتی ہے۔

(صحیح مسلم، باب مثل المؤمن کالزرع)

بیماری کو برا مت کہو

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ (حضرت ام سائب رضی اللہ عنہا بیمار پڑ گئیں) نبی کریم ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''خیر تو ہے، (کیوں) تھرتھرا رہی ہو؟''۔ انہوں نے جواب دیا: ''بخار ہوگیا ہے، خدا کرے کہ بخار میں برکت نہ ہو''، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بخار کو برا مت کہو، اس سے انسان کی خطائیں اس طرح مٹ جاتی ہیں، جیسے بھٹی سے لوہے کا زنگ اتر جاتا ہے''۔ (صحیح مسلم، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه من مرض)

بینائی چلے جانے پر صبر کا بدلہ جنت ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''جب میں اپنے بندے کو اس کی آنکھوں کی آزمائش میں مبتلا کروں (یعنی اس کی بینائی لے لوں) پھر وہ صبر کرے، تو میں اس کے بدلہ اسے جنت میں اس کا عوض دوں گا، یعنی بہترین

www.Sukkurvi.com

خوبصورت دو آنکھیں دوں گا۔ (صحیح البخاری، باب فضل من ذهب بصره)

بیماری اور پریشانی سے مومن میں نکھار آتا ہے

حضرت امیہؒ سے مروی ہے کہ انہوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قرآن کریم کی اس آیت کی تفسیر کے متعلق دریافت کیا:

﴿إِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾

(البقرة: ٢٨٤)

ترجمہ

''اور جو باتیں تمہارے دلوں میں ہیں، خواہ تم ان کو ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ تعالیٰ تم سے ان کا حساب لے گا''۔

نیز قرآن کریم کی اس آیت کی تفسیر بھی پوچھی:

﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوْءً ا يُجْزَ بِهِ﴾

ترجمہ

''جو بھی برا عمل کرے گا، اس کی سزا پائے گا''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: جب سے ان آیات کے متعلق میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا ہے، اس دن سے آج تک (تمہارے سوا) کسی نے مجھ سے ان آیات کے بارے میں نہیں پوچھا، پھر فرمایا کہ آپ ﷺ نے ان آیات کے متعلق ارشاد فرمایا: ''کہ بندے کو بخار اور مصیبت کا جو کوئی واقعہ پیش آتا ہے، یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے لئے عتاب ہوتا ہے، حتیٰ کوئی ساز وسامان وہ اپنی ایک جیب میں رکھتا ہے، پھر (دوسری جیب میں اس کو تلاش کرتا ہے) اور اس میں وہ سامان نہیں پاتا، اس پر وہ گھبرا جاتا ہے (اسی میں اسے اس کے بعض

www.Sukkurvi.com

گناہوں کی سزا مل جاتی ہے) چنانچہ رفتہ رفتہ بندہ اپنے تمام گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے (میلا کچیلا سونا، زنگ اور میل کچیل اترنے کے بعد) بھٹی سے سرخ چمکتا ہوا نکلتا ہے"۔(ترمذی، ابواب التفسیر، سورۃ البقرۃ)

بعض گناہوں پر پکڑ ہوتی ہے

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "انسان کو چھوٹی بڑی جو بھی مصیبت لاحق ہوتی ہے، وہ اس کے کسی گناہ ہی کی وجہ سے ہوتی ہے، (اور پکڑ کسی کسی گناہ پر ہوتی ہے) اکثر و بیشتر گناہ تو اللہ تعالیٰ (محض اپنے فضل و کرم سے درگذر فرماتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے قرآن کریم کی درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ﴾

ترجمہ

"اور تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں کی وجہ سے پہنچتی ہے، اور بہت سے کاموں سے تو وہ درگذر ہی فرماتے ہیں۔

(جامع الترمذی، ابواب التفسیر، ومن سورۃ حم عسق)

بیماری میں صحت والے اعمال لکھے جاتے ہیں

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے، یا سفر پر جاتا ہے، (اور بیماری یا سفر کی وجہ سے کچھ معمولات اس کے متاثر ہوتے ہیں) تو اس کے نامۂ اعمال میں وہ سب اعمال لکھے جاتے ہیں جو وہ صحت اور مقیم ہونے کے زمانہ میں کیا کرتا تھا"۔

www.Sukkurvi.com

(صحیح البخاری، باب یکتب للمسافر مثل ما کان یعمل فی الاقامۃ)

نیز ایک روایت میں اس کی مزید وضاحت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب بندہ عبادت کا کوئی بہترین معمول اپنائے ہوتا ہے، پھر وہ بیمار پڑ جاتا ہے، (اور بیماری کی وجہ سے اپنے اس معمول کو جاری نہیں رکھ پاتا) تو جو فرشتہ اس کے اعمال لکھنے پر مامور اور مقرر ہوتا ہے، اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کے نامۂ اعمال میں تم ویسے ہی اعمال درج کرتے رہو جیسے تم اس وقت لکھتے تھے جب یہ بیماری کی قید سے آزاد تھا، یہاں تک کہ میں اسے بیماری سے آزاد کردوں (یعنی شفا دے دوں) یا اس کو (موت دے کر) اپنے پاس بلا لوں۔ (شرح السنہ بحوالہ مشکوۃ المصابیح، کتاب الجنائز)

حضرت شقیقؒ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوئے، ہم ان کی عیادت کے لئے گئے، وہ رونے لگے، اس پر انہیں تنبیہ کی گئی، (یعنی یہ کہا کہ آپ تو جلیل القدر صحابی ہیں، آپ کو صبر کرنا چاہئے، بے صبری میں رونا آپ کی شان نہیں) انہوں نے فرمایا: ''میں بیماری کی تکلیف کی وجہ سے نہیں رو رہا، بلکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''بیماری سے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے''، میں اس لئے رو رہا ہوں کہ یہ بیماری مجھے بڑھاپے اور کمزوری میں لاحق ہوئی ہے، یہ بیماری جوانی اور جدوجہد کے زمانہ میں نہیں آئی، کیونکہ بندہ جب بیمار ہوجاتا ہے تو بیماری سے پہلے اس کے جو اعمال اس کے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں، بیماری کے باعث وہ خیر کے کام نہ کرنے کے باوجود اس کے نامۂ اعمال میں برابر لکھے جاتے ہیں۔ (رزین بحوالہ مشکوۃ المصابیح، کتاب الجنائز)

www.Sukkurvi.com

(یعنی مجھے رونا اس لئے آرہا ہے کہ بڑھاپے میں کمزوری کے باعث میرے بہت سے معمولات ترک ہو گئے، اور کچھ اعمال باقی ہیں، اب بیماری آئی ہے تو وہ کچھ ہی اعمال میرے نامہ اعمال میں لکھے جائیں گے، کاش! یہ بیماری جوانی میں آتی جب رات بھر اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوتی تھی، دن میں روزہ اور جہاد ہوتا تھا، تاکہ بیماری میں بن کئے زیادہ سے زیادہ اعمال میرے نامہ اعمال میں درج ہوتے۔

یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اپنا اجتہاد ہے، شاید اس وقت انہیں وہ حدیث یاد نہ رہی جو اوپر بیان ہوئی ہے کہ سفر کی وجہ سے گھر میں رہنے سے جو معمولات ترک ہوتے ہیں، سفر میں اللہ تعالیٰ برابر ان کا اجر وثواب عطا فرماتے ہیں، ایسے ہی بڑھاپے میں جوانی والے اعمال کا ثواب بھی اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں)

بیماری میں گناہوں سے پاک ہونا اور صحت کے اعمال کا اجر وثواب ملنا

حضرت شدّاد بن اوس اور شیخ صنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک آدمی کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور اس سے کہا: ''کیسے مزاج ہیں؟''، اس نے کہا: ''الحمد للہ، اللہ تعالیٰ کا فضل ہے''، حضرت شدادؓ نے اس سے فرمایا: ''تمہیں مبارک ہو، خوش ہو جاؤ یہ بیماری تمہاری برائیوں کے لئے کفارہ اور تمہاری خطاؤں کی معافی کا ذریعہ ہے، میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے کسی مومن بندے کو کسی آزمائش میں مبتلا کروں اور وہ میری آزمائش پر ''الحمد للہ'' کہے تو وہ اپنے بستر علالت سے گناہوں سے پاک صاف ہو کر اس طرح اٹھتا ہے جیسے اس دن تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا تھا، اور اللہ پاک مزید ارشاد فرماتے ہیں: ''میں نے اپنے بندے کو بیماری میں قید کیا ہے، اور

اسے آزمائش میں مبتلا کیا ہے، تم (اے فرشتو! اس کے نامہ اعمال میں) اس کے لئے ان سب اعمال کا ثواب لکھتے رہو، جو یہ تندرست ہونے کی حالت میں کیا کرتا تھا''۔

(مسندِ احمد)

بیماری سے شفا یا موت، دونوں بہتر ہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی بندہ جسمانی طور پر کسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو فرشتہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کے وہ نیک اعمال لکھتے جاؤ جو یہ کیا کرتا تھا، (اس کے بعد دو صورتیں ہوتی ہیں، یا بندے کو شفا مل جاتی ہے، یا اس بیماری میں اس کی موت واقع ہو جاتی ہے، اور یہ دونوں حالتیں مومن کے لئے خیر ہی خیر ہیں) اگر اللہ پاک اسے شفا دیدیتے ہیں تو یہ بیماری اسے (گناہوں سے) دھو دیتی ہے، اور بالکل ہی پاک وصاف کر دیتی ہے، اور اگر اللہ پاک اس کی روح قبض فرمالیں تو (بیماری کی برکت سے اللہ تعالیٰ) اس کی مغفرت فرماتے ہیں، اور اس پر رحم فرماتے ہیں''۔

(شرح السنہ بحوالہ مشکوۃ المصابیح، کتاب الجنائز)

شہید کی سات قسمیں

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''راہِ خدا میں شہید ہونے کے علاوہ بھی شہادت کی سات قسمیں ہیں:

(۱)...... طاعون میں مرنے والا شہید ہے۔

(۲)...... ڈوب کر مرنے والا شہید ہے۔

(۳)...... پہلو کے زخم میں مبتلا ہو کر مرنے والا شہید ہے۔

(۴)...... پیٹ کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے۔

www.Sukkurvi.com

(۵)......جل کر مرنے والا شہید ہے۔
(۶)......کسی دیوار یا ملبے کے نیچے دب کر مرنے والا شہید ہے۔
(۷)......درد زہ یا بوقتِ ولادت مرنے والی عورت شہید ہے۔

(سنن أبی داؤد، باب فی فضل من مات فی الطاعون)

طاعون میں مرنے والا شہید

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''طاعون، ہر مسلمان کی شہادت ہے''۔(صحیح البخاری، باب ما یذکر فی الطاعون)

طاعون کی موت شہادت ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے طاعون کے متعلق دریافت کیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''طاعون حقیقت میں ایک عذاب ہے، جو اللہ تعالیٰ جس پر چاہتے ہیں مسلط فرما دیتے ہیں، البتہ مومنین کے حق میں اللہ تعالیٰ اسے رحمت بنا دیتے ہیں، اسلئے جو کوئی بندہ طاعون میں مبتلا ہو جائے، پھر وہ صبر اور ثواب کی امید کے ساتھ اسی شہر میں مقیم رہے، اور اس کے دل میں اس بات کا یقین ہو کہ اس کے ساتھ اس وباء میں وہی کچھ ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر میں لکھا ہے، تو اس کو اللہ تعالیٰ شہید جیسا اجر و ثواب عطا فرمائیں گے''۔

(صحیح البخاری، باب ما یذکر فی الطاعون)

طاعون کی حقیقت

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''طاعون دراصل ایک عذاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک طبقہ پر

www.Sukkurvi.com

یا تم سے پہلی کسی قوم پر مسلط فرمایا تھا، جب تم سنو کہ فلاں علاقے میں طاعون کی وباء پھوٹ پڑی ہے، تو آگے مت بڑھو، (اور اس شہر میں مت جاؤ) اور تم کسی علاقے میں ہو اور وہیں یہ وباء پھوٹ پڑے تو اب راہِ فرار اختیار کرتے ہوئے اس شہر سے مت نکلو"۔ (صحیح البخاری، باب ما یذکر فی الطاعون)

شہداء اور بستر پر مرنے والوں کا مقدمہ

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "(قیامت کے روز) شہداء اور بسترِ علالت پر مرنے والے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان لوگوں کے متعلق دعویٰ دائر کریں گے جو طاعون کی وباء میں مر گئے ہوں گے، (یعنی ہر فریق ان کی عظمتِ شان دیکھ کر انہیں اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے گا) چنانچہ شہداء اپنا مقدمہ اس طرح پیش کریں گے: "یہ (طاعون میں مرنے والے) ہمارے بھائی ہیں، ہماری طرح یہ بھی قتل ہوئے ہیں"، (ہم دشمن کی تلوار سے مرے، یہ طاعون کے وار سے وفات پا گئے ہیں)

بستروں پر مرنے والے کہیں گے: "یہ ہمارے بھائی ہیں، یہ بھی بستروں پر مرے جیسے ہم مرے"۔...... اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے: "ان طاعون والوں کے زخم دیکھو، اگر ان کے زخم شہداء کے زخموں کی طرح ہیں، تو یہ ان میں سے ہیں اور انہی کے ساتھ رہیں گے"، (اگر ان کے زخم عام بیماروں کی طرح ہیں تو پھر یہ عام بیماروں کے ساتھ ہوں گے)...... جب زخم دیکھے جائیں گے تو ان کے زخم شہداء کے زخموں کی طرح ہوں گے، (اس طرح یہ شہداء کے مقام پر فائز ہوں گے)

(مسند احمد، کتاب الجهاد، مسألة الشهادة)

سب سے سخت آزمائش حضرات انبیاء علیہم السلام کی

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے نبیٔ کریم ﷺ سے دریافت کیا: ''اے اللہ کے رسول! سب سے کڑی آزمائش کن لوگوں کی ہوتی ہے؟''، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''انبیاء علیہم السلام کی، پھر جو جتنا انبیاء علیہم السلام کے مشابہ ہوتا ہے، درجہ بدرجہ ان کی آزمائش ہوتی ہے، انسان کو اس کے دین کے لحاظ سے آزمایا جاتا ہے، اگر اس کا دین مضبوط ہوتا ہے تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے، اور اگر اس کا دین کمزور ہوتا ہے تو اس کے ساتھ دین کے لحاظ سے نرمی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی اسی سنت کے مطابق بندہ کے ساتھ آزمائشوں کا معاملہ چلتا رہتا ہے، یہاں تک کہ (مصائب وآلام میں گھرا ہوا انسان) اس طرح زمین پر چل رہا ہوتا ہے کہ اس کا ایک بھی گناہ باقی نہیں بچتا''۔ (سنن الترمذی، باب ما جاء في الصبر على البلاء)

حضور ﷺ کو دہرا بخار آنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں، میں نبیٔ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ شدید بخار میں مبتلا تھے، میں نے آپ کے جسدِ اطہر کو ہاتھ لگایا اور عرض کیا: ''آپ کو تیز بخار ہے؟، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! مجھے اتنا بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے''، میں نے عرض کیا: ''تو آپ کو اجر بھی دہرا ملتا ہوگا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''، پھر آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا: ''جو کوئی مسلمان بیماری یا کسی بھی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے اس کے گناہ ایسے جھاڑ دیتے ہیں جیسے (پت جھڑ کے موسم میں) درخت

کے پتے جھڑ جاتے ہیں"۔ (صحیح البخاری، باب ثواب المؤمن فیما یصیبہ من مرض)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی تکلیف

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں کوئی آدمی ایسا نہیں دیکھا جس کی (موت کی) تکلیف حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہو"۔ (صحیح البخاری، باب شدۃ المرض)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میری ٹھوڑی اور سینے کی درمیان ہوئی ہے، (یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو اس وقت آپ کا سر مبارک میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل آخری لمحات کو جتنا میں جانتی ہوں اتنا کوئی دوسرا نہیں جانتا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی موت کی سختی مجھے بری نہیں لگی"، (کیونکہ آخری لمحات کی سختی اگر کوئی بری چیز ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں مبتلا نہ ہوتے، اور اس سے بندے کے درجات بلند ہوتے ہیں، جیسا کہ آنے والی احادیث سے معلوم ہوگا)

(صحیح البخاری، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ)

موت کی سختیوں میں آسانی کی دعا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ "میں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حالتِ موت میں اس طرح دیکھا، آپ کے پاس پانی کا ایک پیالہ رکھا تھا، جس میں آپ بار بار ہاتھ ڈالتے اور چہرے پر ملتے تھے، اور یہ دعا کرتے تھے:

"اے اللہ! موت کی سختیوں میں میری مدد فرما"۔

(سنن الترمذی، باب ماجاء فی التشدید عند الموت)

www.Sukkurii.com

اہل خیر کی پکڑ دنیا میں ہوتی ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو دنیا میں جلدی اس کو (معمولی بیماریوں اور صدمات کی صورت میں) سزا دیتے ہیں، اور جب کسی بندے کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے گناہوں کے باوجود سزا کو روکے رکھتے ہیں یہاں تک کہ قیامت کے روز اسے پوری پوری سزا دیتے ہیں''۔

(سنن الترمذی، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء)

جیسی آزمائش ویسا اجر وثواب

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جتنی بڑی آزمائش ہوگی، اتنا ہی زیادہ اجر وثواب ملے گا، اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت فرماتے ہیں تو اسے آزمائش میں مبتلا فرماتے ہیں، جو اللہ پاک سے راضی ہوگیا، اس کی خوش قسمتی اور سرخروئی کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا کافی ہے، اور جو اللہ پاک سے ناراض ہوگیا، اس کی بدبختی اور تباہی کے لئے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کافی ہے''۔ (سنن الترمذی، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء)

مسلسل آزمائشوں سے گناہ باقی نہیں رہتا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مومن بندے اور مومن بندی پر اس کی جان، مال اور اولاد کے سلسلہ میں مسلسل آزمائشیں آتی رہتی ہیں یہاں تک کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا تو اس کا ایک بھی گناہ بچا ہوا نہیں ہوگا''۔ (سنن الترمذی، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء)

www.Sukurvi.com

آفات وبلیات بلند درجات کا وسیلہ ہیں

حضرت محمد بن خالد السلمیؒ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب کسی بندے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کی کوئی اعلیٰ اور برتر منزل طے ہو جاتی ہے، اور بندہ اپنے عمل سے وہاں تک نہیں پہنچ پاتا، تو اللہ تعالیٰ اسے جسمانی یا مالی یا آل واولاد کے متعلق آزمائش میں مبتلا فرما دیتے ہیں، پھر اس آزمائش پر صبر واستقامت کی توفیق عطا فرماتے ہیں، پھر (صبر کی بدولت) اسے اس مقام بلند تک پہنچا دیتے ہیں جو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے ہو چکا ہوتا ہے''۔

(سنن أبی داؤد، باب الأمراض المکفرۃ للذنوب)

انسان کے چاروں طرف ۹۹ موتوں کا گھیرا

حضرت عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''انسان کا نقشہ اس طرح ڈیزائن کیا گیا ہے کہ اس کے اطراف میں ۹۹ موتوں کو کھڑا کیا گیا ہے، اگر ۹۹ موتوں کے تیر خطا ہو جائیں تو آگے بڑھاپے کے (گڑھے) میں جا گرے گا اور آخر کار مر جائے گا''۔ (سنن الترمذی، أبواب القدر)

کاش! ہمارے بدن قینچیوں سے کاٹ دیئے جاتے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دنیا میں مصائب وآلام کی زندگی گزارنے والوں کو جب (آخرت میں بے حد وحساب اجر وثواب سے) نوازا جائے گا، تو دنیا میں سکھ چین کی زندگی گزارنے والے قیامت کے روز آرزو اور تمنا کریں گے: ''کاش! دنیا میں ان کے بدن قینچیوں سے

کاٹ دیئے جاتے" (اور آج ہمیں بھی اس طرح بے حساب اجر و ثواب ملتا)

(سنن الترمذی، ابواب الزهد)

رنج وغم سے گناہ مٹ جاتے ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب کسی بندے کے گناہ بہت ہو جاتے ہیں اور اس کے پاس کوئی ایسا عمل (مثلاً توبہ یا کوئی نیک عمل) نہیں ہوتا جو اس کے گناہوں کے لئے کفارہ بنے تو اللہ تعالیٰ اسے رنج وغم میں مبتلا فرما دیتے ہیں تاکہ اس سے اس کے گناہ مٹ جائیں"۔

(مسند احمد، مسند الصدیقہ عائشہؓ)

بیماری کے ایام میں مومن اور منافق کا فرق

حضرت عامر الرّام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذکر فرمایا: "جب مومن بندہ کسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے شفا عطا فرماتے ہیں، تو اس سے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے، اور مستقبل میں وہ بیماری اس کے لئے باعثِ نصیحت ہوتی ہے"، (یعنی مومن یہ بات اچھی طرح جانتا اور سمجھتا ہے کہ جو بیماری اس کو لگی تھی، وہ اس کے گناہوں کی وجہ سے لگی تھی، جو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی، اور وہ میرے گناہ دھونے آئی تھی، چنانچہ فی الحال وہ اللہ پاک کے فیصلہ پر راضی ہوتا ہے، اور آئندہ گناہوں سے بچنے اور توبہ کرنے کا خاص اہتمام کرتا ہے)

اور جب کوئی منافق کسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے اور پھر شفایاب ہوتا ہے تو اس کی مثال اس اونٹ کی سی ہے، جسے اس کے گھر والوں نے باندھ دیا ہو اور پھر کھول

www.sukkurvi.com

دیا ہو، اونٹ کو کچھ پتا نہیں چلتا کہ اس کو اس کے گھر والوں نے کیوں باندھا تھا، اور اب اسے کیوں کھولا ہے؟ (ایسے ہی منافق کو بیماری کے نہ آنے کی وجہ معلوم ہوتی ہے اور نہ جانے کی وجہ)...... اس دوران ایک آدمی نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! یہ بیماریاں کیا چیز ہیں؟ اللہ کی قسم! میں تو کبھی بیمار نہیں ہوا''، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''آپ ہماری مجلس سے اٹھ جاؤ! تم ہم میں سے نہیں ہو''۔ (کیونکہ منافقین اور کفار زیادہ مصائب میں مبتلا نہیں ہوتے، وہ درختِ صنوبر کی طرح ہوتے ہیں، جسے تند وتیز ہواؤں سے کوئی حرکت نہیں ہوتی، لیکن وہ ایک ہی مرتبہ میں جڑ سے اکھڑ جاتا ہے، ایسے ہی کفار اور منافقین کی ایک ہی مرتبہ موت کے بعد گرفت ہوگی، جو انتہائی خطرناک ہے) (سنن أبی داؤد، باب الأمراض المکفّرۃ للذنوب)

بیماری پر صبر کا بدلہ

حضرت عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''میں تمہیں ایک جنتی عورت دکھاؤں؟''، میں نے کہا: ''ضرور''، فرمایا: ''یہ سیاہ فام عورت جنتی ہے، یہ ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور کہا: ''مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے، اور اس میں میرا ستر بھی کھل جاتا ہے، آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا فرمائیں''، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''چاہو تو صبر کرو، اور اس کے بدلے میں تمہیں جنت ملے گی، اور اگر چاہو تو میں دعا کردیتا ہوں، اللہ تعالیٰ تمہیں صحت وعافیت عطا فرمائیں گے'' (اس دوسری صورت میں جنت کا وعدہ نہیں ہے) اس نے کہا: ''میں بیماری پر صبر کرتی ہوں (تاکہ مجھے جنت ملے، اس کے لئے مجھے دنیا کی تکلیف کی کوئی پروا نہیں) اس نے مزید کہا: ''بیماری میں میرا

ستر کھل جاتا ہے، آپ یہ دعا فرمادیں میرا ستر نہ کھلے"، آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمادی۔ (صحیح البخاری، باب فضل من یصرع من الریح)

مرض الوفات سے بیشمار گناہوں کا معاف ہونا

حضرت یحیٰی بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ: "نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص کو موت آئی، ایک آدمی نے (رشک کے انداز میں) کہا: "کیا خوش قسمت ہے، بیماری میں مبتلا ہوئے بغیر ہی موت کی آغوش میں چلے گئے"، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ارے تیرا بھلا ہو، تمہیں کیا خبر! اگر اللہ پاک اسے بیماری میں مبتلا فرمادیتے تو نجانے اس کے کتنے گناہ مٹ جاتے اور معاف ہوجاتے"۔

(رواہ مالک، باب ما جاء فی اجر المریض)

بخار کو برا مت کہو، اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بخار کا تذکرہ ہوا، ایک آدمی نے بخار کو برا کہا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اسے برا مت کہو، اس سے گناہ ایسے دور ہوتے ہیں جیسے آگ میں لوہے کا زنگ دور ہوتا ہے"۔ (سنن ابن ماجہ، باب الحمّی)

بخار کی آگ جہنم کی آگ کا عوض ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مریض کی عیادت کے لئے تشریف لائے، آپ نے اس سے فرمایا: "تمہیں خوشخبری ہو، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "یہ (بخار) میری وہ آگ ہے جو میں اپنے مومن بندے پر دنیا میں مسلط کرتا ہوں تاکہ قیامت کے دن کی آگ کا بدل بن جائے"۔

www.Sukurvi.com

(یعنی بخار اور بیماری دنیا کی آگ ہے، جو اہل ایمان پر اس لئے دی جاتی ہے تا کہ یہ لوگ قیامت کے دن جہنم کی آگ سے محفوظ رہ سکیں) (مسند احمد)

بیماری گناہوں کی معافی

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالٰی ارشاد فرماتے ہیں: مجھے میری عزت کی قسم، مجھے میرے جلال کی قسم! مجھے اپنے جس بندے کو معاف کرنا منظور ہوتا ہے میں اسے دنیا سے اس وقت تک نہیں نکلنے دوں گا جب تک اس کی گردن میں پڑے ہوئے ایک ایک گناہ کو رزق کی تنگی اور جسمانی بیماری کی صورت میں وصول نہ کرلوں"۔ (رزین)

وطن سے دور مرنے کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کی مدینہ طیبہ میں وفات ہوئی اور وہ پیدا بھی مدینہ ہی میں ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور ارشاد فرمایا: "کاش! یہ پیدا کہیں ہوتا اور مرتا کہیں اور"۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: "ایسا کیوں اے اللہ کے رسول!"۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب کوئی بندہ پیدا کہیں اور ہو اور مرے کہیں تو اس کی جائے پیدائش سے جائے وفات تک پوری زمین کو ناپا جاتا ہے، اور اس کے عوض جنت میں اضافی اجر وثواب دیا جاتا ہے"۔ (سنن النسائی، باب الموت بغیر مولده)

سفر کی موت، شہادت ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

www.Sukkurvi.com

ارشاد فرمایا: ''مسافری کی موت شہادت کی موت ہے''۔

(سنن ابن ماجه، باب ماجاء فيمن مات غريبا)

بیماری کی موت، شہادت کی موت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو آدمی بیماری میں وفات پاتا ہے، اسے شہادت کی موت نصیب ہوتی ہے، اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھا جائے گا، اور صبح و شام اسے جنت سے رزق دیا جائے گا''۔(سنن ابن ماجه، باب ما جاء فيمن مات مريضاً)

www.Sukurvi.com

عیادت کرنا، بیمار کو تسلی دینا

عیادت کا عظیم اجروثواب اور

عیادت کے آداب

www.Sukkurvi.com

عیادت کے آداب

مسلمان کے چھ حقوق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(۱)...... جب اس سے ملو تو سلام کرو۔

(۲)...... جب وہ تمہیں دعوت کے لئے بلائے تو اس کی دعوت قبول کرو۔

(۳)...... جب وہ تم سے کوئی نصیحت کرنے کو کہے تو اسے کوئی نصیحت کرو۔

(۴)...... جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو اس کی چھینک کا جواب یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہہ کر دو۔

(۵)...... جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت اور مزاج پرسی کرو۔

(۶)...... جب وہ وفات پا جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرو''۔

(صحیح مسلم، باب من حق المسلم للمسلم رد السلام)

مریض کی عیادت

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، مریض کی عیادت کرو، اور قیدی آزاد کراؤ''۔

(صحیح البخاری، باب وجوب عیادة المریض)

ستر ہزار فرشتوں کی دعا اور جنت کا باغ

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

www.Sukhanvi.com

فرمایا: ”جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کے لئے جاتا ہے تو وہ واپس آنے تک مسلسل جنت کے پھلوں (اور نعمتوں) میں رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ واپس آجائے“ (یعنی عیادت سے فارغ ہوجائے)۔

(صحیح مسلم، باب فضل عیادۃ المریض)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ”جو کوئی مسلمان صبح کے وقت کسی مسلمان کی عیادت (اور مزاج پرسی) کرنے جاتا ہے، تو ستر ہزار فرشتے شام تک اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں، اور اگر شام میں اس کی عیادت کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں، اور اسے جنت میں ایک باغ بھی ملتا ہے“۔

(سنن الترمذی، باب ما جاء فی عیادۃ المریض)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا بندے سے شکوہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن (اپنے بندوں سے) فرمائیں گے: ”اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تھا، تو مجھے پوچھنے نہیں آیا“، وہ کہے گا: ”یا اللہ! میں آپ کی عیادت کیسے کرتا، آپ تو رب العالمین ہیں، (آپ بیماری سے پاک ہیں)، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے: ”کیا تمہیں معلوم نہیں ہوا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے، پھر بھی تم نے اس کی عیادت نہیں کی، کیا تمہیں کچھ علم ہے؟ اگر تم اس کی عیادت کرتے تو اس کے پاس تم مجھے پاتے“، (یعنی اس کی عیادت میں تمہیں میری رضا حاصل ہوتی)

”اے انسان! میں نے تم سے کھانا مانگا، تم نے کھانا نہیں کھلایا“۔ بندہ حیرت سے عرض کرے گا: ”اے میرے پروردگار! میں آپ کو کیسے کھانا کھلاتا؟ آپ تو تمام

www.Sukurvi.com

جہانوں کے پروردگار ہیں''۔ (اور کھانے پینے سے بے نیاز ہیں) اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے: ''کیا تمہیں معلوم نہیں میرے فلاں بندے نے تم سے کھانا مانگا تھا، اور تم نے اسے کھانا نہیں کھلایا، کیا تمہیں علم ہے اگر تم اسے کھلا دیتے تو (آج اس کا اجروثواب) میرے یہاں پاتے''

''اے انسان! میں نے تم سے پانی مانگا تھا، تم نے مجھے پانی نہیں پلایا''، وہ کہے گا: ''اے پروردگار! میں آپ کو کیسے پانی پلاتا آپ تو تمام جہانوں کے پروردگار ہیں؟'' (آپ کو پانی کی حاجت نہیں) اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے: ''میرے فلاں بندے نے تم سے پانی مانگا تھا، تم نے اسے پانی نہیں پلایا، اگر تم اسے پانی پلا دیتے تو (آج اس کا اجروثواب) میرے یہاں پاتے''۔(صحیح مسلم، باب فضل عیادة المریض)

عیادت پر ستر سال جہنم سے دور

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص آداب کی رعایت کے ساتھ اچھی طرح وضو کرے، پھر اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب کی امید کے ساتھ کسی مسلمان بیمار بھائی کی عیادت کرے تو اس کو ستر سال کی مسافت کے برابر جہنم سے دور کردیا جاتا ہے''۔(ابو داؤد، باب فی فضل العیادة علیٰ وضوء)

تو اور تیرا چلنا مبارک

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی کسی بیمار کی مزاج پرسی کرتا ہے تو ایک فرشتہ آسمان سے ندا دیتا ہے: ''تو بھی مبارک، تیرا چلنا بھی مبارک، اور تو نے جنت میں گھر بنالیا''۔

(سنن ابن ماجه، باب ما جاء فی ثواب من عاد مریضا)

www.Sukkurvi.com

عیادت کرنے والا رحمتِ الٰہی میں ڈوب جاتا ہے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص کسی مریض کی عیادت کرنے جاتا ہے، وہ (مریض کے پاس) بیٹھنے تک مسلسل اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہوتا جاتا ہے، اور جب (مریض کے پاس) بیٹھ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ڈوب جاتا ہے''۔ (یعنی پوری طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہو جاتا ہے) (رواہ احمد)

بیمار پر دم کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عادتِ شریفہ یہ تھی کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ مبارک اس (مریض کے جسم) پر پھیرتے، اور درج ذیل دعا پڑھتے جاتے تھے:

اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِىْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا.

ترجمہ

''اے تمام لوگوں کے پروردگار! اس تکلیف کو دور فرما دیجیے، آپ ایسی شفا دیجیے کہ کوئی بیماری نہ بچے، آپ ہی شفا دینے والے ہیں، آپ کے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں ہے''۔ (صحیح البخاری، باب دعاء العائد للمریض)

بیماری، پھوڑے پھنسی اور زخم کا دم

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عادتِ شریفہ یہ تھی کہ جب کسی کو کوئی تکلیف لاحق ہوتی، یا اسے پھوڑا نکل آتا، یا کوئی زخم اور گھاؤ لگ جاتا تو آپ ﷺ اپنی انگلی مبارک اس پر رکھ کر یہ دم کیا کرتے تھے:

www.Sukkurvi.com

بِسۡمِ اللّٰهِ تُرۡبَةُ اَرۡضِنَا بِرِيۡقَةِ بَعۡضِنَا لِيُشۡفٰى
سَقِيۡمُنَا بِاِذۡنِ رَبِّنَا.

ترجمہ

"اللہ کے نام کی برکت سے (یہ عمل کررہا ہوں) ہماری زمین کی مٹی، اور ہمارا تھوڑے سے لعاب کے ذریعے، تاکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہمارا بیمار شفایاب ہوجائے"۔ (صحیح البخاری، باب رقیة النبی ﷺ)

دم کا طریقہ

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس عمل میں آپ ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ پہلے شہادت کی انگلی پر اپنا لعاب دہن لگاتے، پھر انگلی زمین پر رکھتے، لعاب کی وجہ سے کچھ مٹی انگلی کے پورے سے لگ جاتی، پھر آپ وہ انگلی مریض کے زخم، اور پھوڑے پر، یا اس حصہ پر رکھتے جہاں مریض کو درد اور تکلیف ہوتی، انگلی رکھ کر مذکورہ دعا پڑھتے، اس کی برکت سے اللہ پاک شفا عطا فرماتے، چنانچہ یہ عمل اسی طرح کرنا چاہئے (فتح الباری)

مُعَوَّذَات کے ذریعے دم

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوجاتے تھے تو مُعَوَّذَات (قرآنِ کریم کی آخری تین سورتیں) پڑھ کر اپنے اوپر پھونک مارتے تھے، اور پنا ہاتھ اپنے بدن پر پھیر لیا کرتے تھے، چنانچہ جب آپ ﷺ کو وہ بیماری لاحق ہوئی جس میں آپ کی وفات ہوئی تو میں انہیں مُعَوَّذَات کے ذریعے آپ ﷺ کو دم کیا کرتی تھی جس کے ذریعے آپ خود دم فرماتے تھے، (میں پڑھ کر آپ ﷺ کے ہاتھوں پر پھونک مارتی)، پھر آپ کے ہاتھ آپ کے بدن پر پھیر دیا کرتی تھی۔ (صحیح البخاری، باب مرض النبی ﷺ ووفاته)

مسلم کی روایت میں یہ بھی اضافہ ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

www.Sukkurvi.com

کہ: ’’جب اہل خانہ میں سے کوئی بھی بیمار ہوجاتا تو آپ ﷺ اس پر انہی مُعَوِّذَات کے ذریعے دم کیا کرتے تھے‘‘۔

مُعَوِّذَات سے مراد

مُعَوِّذَات سے مراد قرآن کریم کی آخری تین سورتیں ہیں، (۱)......سورۃ اخلاص (۲)......سورۃ الفلق (۳)......سورۃ الناس　(فتح الباری)

بدن میں درد کا دم

حضرت عثمان ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں اپنے جسم میں درد کی شکایت کی، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ’’اپنا ہاتھ اپنے جسم کے اس حصہ پر رکھو جہاں درد محسوس ہورہا ہے، اور تین مرتبہ بسم اللہ پڑھو، اور سات مرتبہ یہ درج ذیل دعا پڑھو:

أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ

ترجمہ

میں اللہ پاک کی عزت اور قدرت کے ذریعے اس بیماری اور اس کی تکلیف سے پناہ مانگتا ہوں جو میں اپنے اندر پا رہا ہوں، اور جس سے میں خوف اور اندیشہ محسوس کررہا ہوں‘‘۔

حضرت عثمان بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری بیماری دور فرمادی۔(صحیح مسلم، باب استحباب وضع یدہ علی موضع الألم مع الدعاء)

حضرت جبرئیل علیہ السلام کا دم

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا: ’’اے محمد! کیا آپ بیماری کی تکلیف محسوس کررہے ہیں؟‘‘ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’جی ہاں‘‘، چنانچہ جبریل

www.Sukurvi.com

علیہ السلام نے آپ پر یہ دم کیا:

بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ

ترجمہ

"میں اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے آپ کو دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کے لئے تکلیف دہ ہو، ہر جاندار کے شر سے، اور ہر حاسد کی آنکھ (یعنی اس کی نظر) کے شر سے، اللہ پاک ہی آپ کو شفا دیں، میں اللہ کے نام کی برکت سے دم کر رہا ہوں"۔ (صحیح مسلم، باب الطب و المرض والرقی)

بخار اور ہر قسم کے درد کا دم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ صحابہ کرام کو بخار اور ہر قسم کے دردوں میں یہ دم سکھایا کرتے تھے کہ اس پر وہ یہ دعا پڑھا کریں (اور دم کرلیا کریں)

بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ.

ترجمہ

"عظمت و کبریائی والی ذات اللہ پاک کے نام کی برکت سے دم کر رہا ہوں، میں اللہ پاک کی پناہ لیتا ہوں جو انتہائی عظمت والا ہے، ہر اس رگ کے شر سے جو خون میں جوش مارتی ہے، اور آگ کی حرارت (یعنی جہنم کی آگ اور بخار) کے شر سے پناہ مانگتا ہوں"۔ (سنن الترمذی، ابواب الطب)

ہر بیماری کا دم

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ

www.Sukurvi.com

ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم میں سے کسی کو کوئی تکلیف ہو، یا اس کے کسی بھائی کو کوئی تکلیف ہو تو اسے یہ دعا پڑھ کر دم کرنا چاہئے:

رَبُّنَا اللّٰہُ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اسْمُکَ. أَمْرُکَ فِی السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ کَمَا أَنَّ رَحْمَتَکَ فِی السَّمَآءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَکَ فِی الْأَرْضِ. اِغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَایَانَا أَنْتَ رَبُّ الطَّیِّبِیْنَ أَنْزِلْ رَحْمَةً مِنْ رَحْمَتِکَ وَشِفَاءً مِنْ شِفَائِکَ عَلٰی ھٰذَا الْوَجَعِ.

ترجمہ

ہمارا پروردگار وہ ہے جس کی تجلیات آسمان میں ہیں، جس کا نام پاک ہیں، جس کا حکم زمین وآسمان میں چلتا ہے، جیسا کہ (یا اللہ!) آپ کی رحمتِ خاص آسمان میں ہے، ایسے ہی اپنی رحمت زمین میں بھی عام کردیجئے، ہمارے بڑے گناہ اور تمام خطائیں معاف فرمادیجئے، آپ پاکیزہ لوگوں کے پروردگار ہیں، آپ اپنی رحمت میں سے رحمتِ خاص نازل فرمادیجئے، اور اس تکلیف پر اپنی شفا میں سے شفا نازل فرمادیجئے''۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس دعا کی برکت سے وہ شفایاب ہوجائے گا''۔

(سنن أبی داؤد، باب کیف الرقی)

بچوں کو نظرِ بد سے بچانے کا عمل

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس طرح اللہ پاک کی پناہ میں دیا کرتے تھے:

''میں تم دونوں کو اللہ پاک کے کامل کلمات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان سے، ہر زہریلی چیز سے، اور وقتاً فوقتاً لگنے والی ہر نظر سے''۔ اور آپ

ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے جد امجد (حضرت ابراہیم علیہ السلام) انہی الفاظ کے ذریعے حضرت اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کو اللہ پاک کی پناہ میں دیا کرتے تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء)

مہلک بیماری میں شفا کی بہترین دعا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کرے اور سات مرتبہ یہ کلمات کہے:

أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ

ترجمہ

"میں اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں جو عظیم ہے اور عرشِ عظیم کا رب ہے کہ تمہیں شفا دے"۔

(تو بیماری کیسی ہی خطرناک اور جان لیوا ہو) اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرمائیں گے، الّا یہ کہ اس کی موت کا وقت آچکا ہو"۔ (سنن الترمذی، ابواب الطب)

معمولی بیماری میں عیادت

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میری آنکھ میں تکلیف تھی، رسول اللہ ﷺ اس معمولی مرض میں (بھی) عیادت کے لئے میرے پاس تشریف لائے"۔ (سنن أبی داؤد، باب فی العیادة من الرمد)

ف:۔ معلوم ہوا کہ عیادت کے لئے کسی بڑی یا خطرناک بیماری کا ہونا ضروری نہیں، معمولی مرض میں بھی عیادت کی جاسکتی ہے، اور اس میں بھی عیادت کا اجروثواب ملتا ہے۔

عیادت کے دوران دعا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

www.sukkurvi.com

نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی آدمی کسی مریض کی عیادت کے لئے آئے تو اسے چاہئے کہ یوں دعا کرے: اے اللہ! اپنے بندے کو شفا عطا فرما، یہ (صحتیاب ہوکر) تیرے دشمنوں کو بری طرح مارے گا، یا تیری رضا کے لئے کسی جنازہ میں شرکت کرے گا''۔ (مطلب یہ کہ یا اللہ! اسے صحت عطا فرما، یہ صحت آپ کی رضا میں صرف کرے گا، معاصی میں نہیں لگائے گا) (سنن ابی داؤد، باب الدعاء للمریض عند العیادۃ)

خادم اور نوکر کی عیادت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ: ''ایک یہودی بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لائے، اور اس کے سرہانے تشریف فرما ہوئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ''اسلام قبول کرلو، اور کلمہ پڑھ لو، اس نے (مشورہ طلب نظروں سے) اپنے سامنے کھڑے والد صاحب کو دیکھا، والد نے کہا: ''ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات مان لو''، چنانچہ اس نے کلمہ پڑھا، (اسی وقت تھوڑی دیر میں اس کا انتقال ہوگیا)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے (خوش خوش) یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے: ''اللہ کا شکر ہے، جس نے اس بچے کو جہنم سے بچالیا''۔ (صحیح البخاری، باب اذا أسلم الصبی فمات هل یصلیٰ علیه)

ف:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر کی عیادت کرنا جائز ہے، اور نابالغ سمجھ دار بچے کا اسلام قبول کرنا صحیح اور معتبر ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی نبی یا ولی کی خدمت کرنا بڑی سعادت کی بات ہے کہ اس کی بدولت اللہ پاک نے مرنے سے چند لمحوں پہلے ایمان کی دولت عطا فرمائی۔

شکریہ کے ساتھ مریض کی صحت کی اطلاع

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مرض میں

www.sukkurvi.com

وفات پائی، اس مرض میں حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے پاس سے باہر تشریف لائے، لوگوں نے ان سے پوچھا: ''اے ابوالحسنؓ! رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟''، حضرت علیؓ نے فرمایا: ''اللہ کے فضل و کرم سے اچھے ہیں''۔

(صحیح البخاری، باب مرض النبی ﷺ و وفاته)

ف:۔ معلوم ہوا کہ مریض کا مرض کیسا ہی پرخطر اور جان لیوا ہو، تیمار دار کو چاہئے کہ لوگوں کے سامنے، بالخصوص مریض کے متعلقین، معتقدین اور چاہنے والوں کے سامنے بیماری کا تذکرہ اس طرح کرے کہ لوگوں میں مریض کے صحت مند ہونے کی امید بندھی رہے، لوگوں میں مایوسی نہ پھیلے۔

مریض کو تسلی دینا

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذکر فرمایا: ''جب تم کسی مریض کی عیادت کے لئے جاؤ تو اسے موت کے بارے میں تسلی دو، (کہ یہ بیماری کچھ بھی نہیں ہے، اللہ نے چاہا تو آپ جلد ٹھیک ہو جائیں گے) کیونکہ تسلی دینے سے تقدیر تو نہیں ٹل سکتی، البتہ اس کا دل خوش ہو جائے گا''۔ (اور مؤمن کا دل خوش کرنا عبادت ہے) (سنن الترمذی، ابواب الطب)

بیماری پاکی کا ذریعہ ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بدو کی عیادت کے لئے تشریف لائے، آپ کی عادتِ شریفہ یہ تھی کہ جب کسی مریض کی عیادت فرماتے تو اس سے ارشاد فرماتے: لا بأس طهور إن شاء الله، (''یہ بیماری کچھ نہیں، اللہ نے چاہا یہ (بیماری) تمہیں گناہوں سے پاک کردے گی'') حسبِ عادتِ شریفہ آپ ﷺ نے اس بدو سے بھی یہی ارشاد فرمایا: لا بأس طهور

إن شـــاء الله ، (" یہ بیماری کچھ نہیں، اللہ نے چاہا یہ (بیماری) تمہیں گناہوں سے پاک کردے گی")، بدو نے کہا: " یہ کیسے کچھ نہیں ہے؟، بلکہ بخار بوڑھے آدمی پر بھڑک چکا ہے، یہ اسے قبر دکھا کر ہی چھوڑے گا" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " چلو یہی ٹھیک ہے"۔ (صحیح البخاری، باب مایقال للمریض ومایجیب)

(مطلب یہ کہ ہم تسلی دے رہے ہیں اور تم تسلی قبول نہیں کر رہے، اور خود ہی ناامید ہوگئے ہو، تو اب ہم کیا کرسکتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ مریض کو بھی بیماری میں مایوس نہیں ہونا چاہئے)

مریض کی خواہش پوری کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مریض کی عیادت کے لئے تشریف لائے، آپ ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا: " تمہارا کیا کھانے کو دل چاہ رہا ہے؟" اس نے کہا: " گندم کی روٹی کھانے کو دل کر رہا ہے"، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس گندم کی روٹی ہو، اسے چاہئے وہ اپنے اس بھائی کے پاس بھجوادے"۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " جب مریض کا دل کسی چیز کے کھانے کو کرے تو اسے وہ چیز کھلا دیا کرو"۔

(سنن ابن ماجه، باب المريض يشتهي الشيء)

ف :۔ بسا اوقات مرض کی شفا اللہ پاک نے ایسی چیز میں رکھی ہوتی ہے جس طرف اطباء کا دھیان نہیں جاتا، اور ڈاکٹروں کو اس کا خیال تک نہیں آتا، اللہ تعالیٰ عین وقت پر اس کی خواہش مریض کے دل میں پیدا فرمادیتے ہیں، جیسے بھوک کے وقت کھانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے، پیاس میں پانی کی خواہش پیدا ہوتی ہے، جب مریض کسی ایسی خواہش کا اظہار کرے تو ڈاکٹروں کے مشورے سے اس کی خواہش پوری کردینی چاہئے، ہوسکتا ہے اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرمادیں، یا کم

www.Sukurvi.com

ازکم مریض کی خواہش پوری ہوجائے۔

مریض سے دعا کی درخواست

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم کسی مریض کی عیادت کو جاؤ تو اس سے کہو کہ وہ تمہارے لئے دعا کرے، کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہے (یعنی مقبول ہے)''۔

(سنن ابن ماجہ، باب ما جاء فی عیادۃ المریض)

دوران عیادت شور سے اجتناب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں، سنت یہ ہے کہ عیادت کے دوران مریض کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھا جائے، اور شور نہ کیا جائے، فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے مرض وفات میں جب شور اور اختلاف زیادہ ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میرے پاس سے اٹھ جاؤ''۔ (رواہ رزین بحوالہ مشکوۃ)

عیادت کر کے جلدی جائیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اونٹنی کے دودھ دوہنے کے درمیان جتنی مدت ہوتی ہے، عیادت اتنی دیر میں ہوجانی چاہئے، اور حضرت سعید بن المسیبؒ سے مرسلاً روایت ہے کہ سب سے افضل عیادت وہ ہے جس میں آدمی جلد کھڑا ہوجائے، (زیادہ دیر نہ بیٹھے)

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ف:۔ اونٹنی کا پورا دودھ نکالنے کے بعد پانچ دس منٹ کے لئے اونٹنی کو چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ اوپر پٹھوں اور ہڈیوں میں دائیں بائیں جو دودھ جمع ہو وہ تھنوں میں اتر آئے، پانچ دس منٹ کے بعد وہ اترنے والا دودھ بھی دوہ لیا جاتا ہے، اس درمیانی

www.sukkurvi.com

وقفے کو عربی میں "فواق ناقة" کہتے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عیادت بس اتنی ہی دیر ہونی چاہئے،......البتہ کوئی تیمار دار ایسا ہو جس سے مریض کا دل لگتا ہو، اور مریض کی اس سے بے تکلفی ہو، تو وہ زیادہ دیر بیٹھ سکتا ہے۔

عیادت کے آداب کا خلاصہ

مذکورہ بالا احادیث سے عیادت کے چند آداب معلوم ہوئے، جو درج ذیل ہیں، جب کسی بیمار کی عیادت کرنی ہو تو ان آداب کا لحاظ رکھنا بہتر اور اچھا ہے:۔

(۱)......مریض کی عیادت کرنا مسلمان کا حق ہے۔

(۲)......عیادت کے لئے باوضو جانا بہتر ہے۔

(۳)......اگر موقعہ ہو تو کھڑے کھڑے عیادت کرنے کی بجائے کچھ دیر مریض کے پاس بیٹھنا چاہئے۔

(۴)......اگر موقعہ ہو تو مریض پر مُعَوِّذَتین یا مُعَوِّذَات پڑھ کر دم کرنا چاہئے۔ نیز جو دعائیں اور اذکار مریض کی عیادت کے لئے گذشتہ صفحات میں گذرے ہیں ان میں جو یاد ہوں، پڑھ کر مریض پر دم کرنا چاہئے۔

(۵)......معمولی امراض جیسے آنکھ کی تکلیف، دانت میں تکلیف اور سر درد وغیرہ میں بھی عیادت کرنی چاہئے تاکہ مریض کا حق ادا ہو اور خود بھی عظیم اجر وثواب حاصل کریں۔

(۶)......عیادت کر کے جب باہر آئیں اور لوگ مریض کے بارے میں پوچھیں تو انہیں اطمینان دلانا چاہئے، چاہے مرض کتنا ہی مہلک اور خطرناک کیوں نہ ہو، لوگوں میں تشویش یا مایوسی نہیں پھیلانی چاہئے۔

(۷)......مریض کو تسلی دینی چاہئے، اور صحت کی امید دلانی چاہئے، اگر مناسب موقعہ ہو تو تسلی کے لئے مختصر طور پر مرض کے فضائل سنانے چاہئیں، اس سے

مریض کو تسلی ہوتی ہے۔

(۸)......کھانے پینے کے معاملے میں ڈاکٹر اور طبیب کے مشورے سے مریض کی خواہش پوری کرنا ممکن ہو تو پوری کرنی چاہئے۔

(۹)......موقعہ ہو تو مریض سے دعا کی درخواست کرنی چاہئے، مریض کو سلام کرنا اور اس کا جواب دینا بھی دعا ہے۔

(۱۰)......مریض کے پاس زیادہ دیر بیٹھنے سے گریز کرنا چاہئے، البتہ اس کے گھر والے اور وہ بے تکلف تیماردار جن کے رہنے سے مریض کو راحت ہو وہ حسبِ ضرورت دیر تک رہ سکتے ہیں۔

(۱۱)......مریض کے پاس شور نہیں کرنا چاہئے، کمرہ کا ماحول پُرسکون ہونا چاہئے۔

(۱۲)......مریض کی ہر ممکن مدد کرنی چاہئے۔ مثلاً اچھا مشورہ، یا نقد رقم یا علاج و معالجے میں مدد وغیرہ

(۱۳)......کافر سے کوئی تعلق ہو تو اس کی بھی عیادت کی جاسکتی ہے۔

www.Sukkurvi.com

⊙ موت کے وقت کے آداب

⊙ موت کی فضیلت

⊙ نمازِ جنازہ، اور تدفین میں شرکت کا ثواب

⊙ تعزیت کے آداب

www.Sukkurvi.com

موت کے وقت کے آداب

موت کے وقت خوف اور امید کی کیفیت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک نوجوان کے پاس تشریف لائے جو موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم اس وقت کیا کیفیت محسوس کر رہے ہو؟“، اس نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول! میں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید لگائے ہوئے ہوں، اور اپنے گناہوں سے ڈر رہا ہوں“۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یہ دو کیفیتیں اس موقع پر جب کسی (مومن) بندہ میں جمع ہو جائیں تو اللہ پاک اسے وہ رحمت عطا فرما دیتے ہیں جس کی وہ امید رکھتا ہے، اور جس سے وہ خوف محسوس کر رہا ہے، اس سے امن عطا فرما دیتے ہیں“۔ (سنن الترمذی، أبواب الجنائز)

کلمہ طیبہ کی تلقین

حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے مردوں کو (موت کے وقت) کلمہ طیبہ لا إلہ إلا اللہ کی تلقین کیا کرو“۔ (صحیح مسلم، باب تلقین الموتی)

زندگی کا آخری کلمہ، کلمہ طیبہ ہونا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص کا آخری کلمہ لا إلہ إلا اللہ ہو، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(سنن أبی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی التلقین)

www.Sukurv.com

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اپنے مردوں کو (موت سے پہلے) اس کلمہ کی تلقین کیا کرو'':

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

صحابہ کرام نے عرض کیا: ''یہ کلمہ زندوں کے لئے کیسا ہے؟''، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بہت ہی عمدہ، بہت ہی عمدہ''۔ (سنن ابن ماجه، باب ماجاء في تلقين الميت)

حالتِ نزع میں سورہ یٰسین کا پڑھنا

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اپنے مرنے والوں پر سورۂ یٰسٓ شریف پڑھا کرو''۔

(سنن أبي داؤد، كتاب الجنائز، باب القراءة عند الميت)

میت کے پاس اچھی باتیں کرنا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم کسی مریض یا میت کے پاس جاؤ تو اچھی اور خیر کی باتیں کیا کرو، کیونکہ فرشتے تمہاری باتوں پر آمین کہتے ہیں''. (صحيح مسلم، باب ما يقال عند المريض والميت)

وفات سے پہلے کے آداب

مذکورہ احادیث سے درج ذیل آداب معلوم ہوئے، اس لئے مرحومین کی وفات سے پہلے ان کو ملحوظ رکھنا چاہئے اور حسبِ موقعہ ان پر عمل کرنا اچھا ہے۔

☆..... موت کے وقت بندے میں اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا خوف اور بخشش کی امید دونوں ہونی چاہئیں، لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کا پہلو غالب رہنا چاہئے، ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ پاک کی رحمت نصیب ہوگی، اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات

www.Sukkurvi.com

ملے گی۔

☆......مرنے والے کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرنی چاہئے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے سامنے درمیانی آواز سے کلمہ طیبہ کا ورد کریں، مرنے والے کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہ کریں، جب وہ ایک مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ لے تو خاموش ہو جائیں، اگر وہ دنیا کی کوئی بات کرے تو مختصر جواب دے کر پھر کلمہ طیبہ کا ورد کریں تا کہ وہ کلمہ پڑھ لے اور اس کی زندگی کا آخری کلمہ، کلمہ طیبہ ہو۔

☆......جب روح نکلنے کی کیفیت لاحق ہو تو موت کی آسانی کی دعا کریں اور سورۂ یٰس شریف کی تلاوت کریں۔

☆......مرنے والے کے سامنے امید افزا اور اچھی باتیں کریں، کیونکہ اس وقت فرشتے آمین کہتے ہیں۔

موت، مومن کے لئے تحفہ ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مومن کا تحفہ موت ہے''۔ (رواہ البیهقی فی شعب الإیمان)

موت کی سختی

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مومن پیشانی کے پسینہ میں مرتا ہے''۔ (سنن الترمذی، أبواب الجنائز)

ف:۔ مطلب یہ ہے کہ مومن موت کی سختیوں میں مبتلا ہوتا ہے، اور موت کے وقت اس کی پیشانی پر پسینہ آتا ہے، جو اس کی سعادت اور خوش بختی کی علامت ہے۔

میت کی آنکھیں بند کرنا اور اس کے لئے دعا کرنا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ (حضرت ابوسلمہؓ کی جب وفات ہوئی تو) نبی کریم ﷺ ابوسلمہؓ کے پاس تشریف لائے، ان کی

www.Sukkurvi.com

آنکھیں کھلی ہوئی تھیں، آپ نے اپنے دست مبارک سے ان کی آنکھیں بند کردیں، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب روح قبض ہوتی ہے تو نظر بھی اس کے پیچھے چلی جاتی ہے'' یہ سن کر ان کے اہل خانہ میں شور مچ گیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اپنے لئے اچھے الفاظ زبان سے نکالو، کیونکہ فرشتے تمہاری باتوں پر (اس وقت) آمین کہتے ہیں''، پھر آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِیْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِی الْمَهْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْهُ فِیْ عَقِبِهٖ فِیْ الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِیْهِ.

ترجمہ

''اے اللہ! ابوسلمہ کی مغفرت فرما، ہدایت یافتہ لوگوں میں ان کے درجات بلند فرما، اور آپ ان کی پیچھے رہنے والی اولاد میں ان کا خلیفہ بن جا، اور اے رب العالمین! ان کی اور ہماری بخشش فرما، ان کی قبر کو کشادہ فرما، اس کو نور سے بھردے'' (آمین)

(صحیح مسلم، باب فی اغماض المیت والدعاء له اذا حضر)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کی نمازِ جنازہ پڑھائی، اس میں آپ ﷺ نے جو دعا کی، وہ میں نے یاد کرلی، آپ ﷺ یہ دعا فرمارہے تھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَایَا كَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْأَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَیْرًا مِنْ دَارِهٖ وَأَهْلًا خَیْرًا مِنْ أَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِنْ زَوْجِهٖ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ. وفی روایة. وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ.

ترجمہ

''اے اللہ! ان کی مغفرت فرما، ان پر رحم فرما، انہیں عافیت عطا فرما، ان سے درگذر

فرما، ان کی خوب خاطر تواضع فرما، ان کی آرامگاہ کو کشادہ فرما، انہیں پانی، برف اور اولوں سے غسل عطا فرما، انہیں گناہوں سے ایسے پاک صاف فرما جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے، انہیں دنیا کے گھر کے بدلے آخرت کا اچھا گھر، اہل وعیال سے بہتر اہل وعیال اور بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما، انہیں جنت میں داخل فرما، قبر اور جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما، اور انہیں قبر کے فتنہ اور جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما"۔

حضرت عوف فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی دعا سن کر میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ اے کاش! اس شخص کی جگہ آج میرا جنازہ ہوتا۔

(صحیح مسلم، باب الدعاء للمیت فی الصلاۃ)

میت کو چادر سے ڈھانپ دینا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوگئی تو آپ پر دھاری دار ایک چادر ڈھانپ دی گئی۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب البرود والحبرة والشملة)

میت کا بوسہ لینا

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ جب حضرت عثمان بن مظعونؓ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کا بوسہ لیا، بوسہ لیتے ہوئے آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار تھیں، گویا وہ منظر آج بھی میری آنکھوں میں ہے کہ آپ کے آنسوں مبارک حضرت عثمان کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔

(سنن الترمذی، أبواب الجنائز وسنن ابن ماجه، باب ماجاء فی تقبیل المیت)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

www.sukkurvi.com

نے آپ ﷺ کا بوسہ لیا جب آپ وفات پا چکے تھے۔

(سنن الترمذی، أبواب الجنائز وسنن ابن ماجه، باب ماجاء فی تقبیل المیت)

تدفین میں جلدی کرنا

حضرت حصین بن وحوح سے مروی ہے کہ حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ بیماری ہوگئے، آپ ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے لگتا ہے کہ طلحہ کی موت کا وقت قریب ہے، جب وفات ہوجائے تو مجھے اطلاع کرنا، اور (غسل، کفن، دفن میں) جلدی کرنا، کیونکہ کسی مسلمان کے جسم کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اسے گھر والوں کے درمیان روک کر رکھا جائے''۔

(سنن أبی داؤد، کتاب الجنائز، باب التعجیل بالجنازة وکراهیة حبسها)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جنازہ دفنانے میں جلدی کرو، کیونکہ اگر وہ نیک ہے، (تو اس کی منزل دنیا سے کہیں زیادہ حسین ہے) اسے اس کی منزل میں جلدی آگے بھیجو، اگر وہ نیک نہیں ہے تو یہ شر ہے، اپنی گردنوں سے جلدی اتارو۔

www.Sukkurvi.com

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب السرعة بالجنازة)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب جنازہ رکھا جاتا ہے، پھر لوگ اسے اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں، تو اگر تو وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے: ''مجھے آگے بڑھاؤ''، اور اگر وہ نیک نہ ہو تو اپنے اہل وعیال سے کہتا ہے: ''ہائے ہلاکت! یہ جنازہ کہاں لے جارہے ہو''، اس کی یہ (دل ہلا دینے والی) فریاد انسانوں کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے، اگر انسان سن لیں تو بیہوش ہوجائیں۔(صحیح البخاری، باب قول المیت وهو علی الجنازة: قَدِّمُونِی)

مصیبت کی تلافی کا بہترین عمل

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ کہے جو اس موقع پر اللہ پاک نے اسے کہنے کا حکم دیا ہے یعنی:

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَأَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا

(''بلاشبہ ہم اللہ تعالیٰ کے مملوک ہیں، اور اللہ ہی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں، اے اللہ! میری اس مصیبت میں مجھے اجر عطا فرما، اور مجھے اس سے بہتر نعم البدل عطا فرما'')

تو اللہ تعالیٰ اسے اس کا بہتر نعم البدل عطا فرماتے ہیں، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں) جب (میرے شوہر) ابوسلمہ کی وفات ہوئی تو میں نے دل میں سوچا کہ ابوسلمہ سے زیادہ بہتر کونسا مسلمان ہوگا، ابوسلمہ کا گھر پہلا گھرانہ ہے جس نے نبی کریم ﷺ کی طرف مدینہ طیبہ میں ہجرت کی ہے، (پھر سوچا کہ ابوسلمہ سے بہتر کوئی ہو یا نہ ہو مجھے تو ہر حال میں حکم الٰہی کی تعمیل کرنی ہے، چنانچہ) پھر میں نے یہ دعا پڑھ لی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے رسول اللہ ﷺ جیسی عظیم ہستی نعم البدل کے طور پر عطا فرمائی۔ (صحيح مسلم، باب ما يقال عند المصيبة)

جنازہ اور تدفین میں شرکت کا ثوابِ عظیم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص ایمان اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازہ کے پیچھے چلا، اور نمازِ جنازہ پڑھنے اور تدفین کے عمل سے فراغت تک اس کے ساتھ رہا تو یہ شخص اجر وثواب کے دو قیراط لے کر اپنے گھر واپس آتا ہے، ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے، اور جس نے صرف نمازِ جنازہ پڑھی پھر میت کے دفن ہونے سے پہلے ہی واپس

www.Sukurvi.com

لوٹ آیا، تو یہ شخص ایک قیراط لے کر واپس آتا ہے۔ (صحیح البخاری، باب اتباع الجنائز من الایمان)

جنازہ میں پیدل شرکت کرنا

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں نکلے، آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو سواری پر دیکھا، آپ نے فرمایا: ''تمہیں شرم نہیں آتی اللہ تعالیٰ کے فرشتے تو پاؤں پر چل رہے ہیں اور تم سواریوں پر سوار ہو؟'' (سنن الترمذی، باب ما جاء فی کراهية الركوب خلف الجنازة)

مرنے والوں کی برائیوں کا تذکرہ نہ کرو

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مردوں کو برا مت کہو، کیونکہ انہوں نے اپنے اعمال جہاں بھیجے تھے، اب خود بھی وہیں پہنچ گئے ہیں۔ (صحیح البخاری، باب ما ينهىٰ من سب الأموات)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اپنے مردوں کی اچھائیاں بیان کیا کرو، اور ان کی برائیوں سے باز رہو''۔ (سنن الترمذی، أبواب الجنائز)

قبر پر بیٹھنے کی ممانعت

حضرت ابومرثد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قبر پر مت بیٹھو، اور اس کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو''۔

(صحیح مسلم، باب النهي عن الجلوس على القبر، والصلاة عليه)

میت کو دوسرے شہر لے جانے کی ممانعت

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی ملیکہؒ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی وفات مکہ کے قریب ''حبشی'' نامی مقام میں ہوئی تو ان کا جنازہ

www.sukkur.com

مکہ مکرمہ میں لایا گیا، اور انہیں مکہ مکرمہ میں ہی دفنایا گیا، (پھر کچھ عرصہ کے بعد) جب حضرت عائشہؓ مکہ مکرمہ تشریف لائیں تو حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ کی قبر پر بھی تشریف لائیں اور انہوں نے درج ذیل دو شعر پڑھے:

وَكُنَّا كَنَدْمَانَيْ جَذِيْمَةَ حِقْبَةً مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيْلَ لَنْ يَتَصَدَّعَا

لَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّيْ وَ مَالِكاً لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعَا

ترجمہ

''ہم دونوں بہن بھائی ایک عرصہ تک ایک ساتھ رہنے کی وجہ سے جذیمہ کے دو وزیر کی طرح تھے، جن کے متعلق کہا جاتا تھا کہ یہ تو کبھی جدا ہی نہ ہوں گے، پھر طویل زمانہ ساتھ رہنے کے باوجود جب ہم جدا ہوئے تو ایسا لگتا ہے کبھی ایک دن بھی ساتھ نہیں رہے''۔

پھر حضرت عائشہؓ نے (قبر کو مخاطب کر کے) فرمایا: اللہ کی قسم! اگر میں تمہاری وفات پر موجود ہوتی تو تم وہیں دفن ہوتے جہاں تمہاری وفات ہوئی ہے، اور اگر اس وقت میں تمہاری وفات پر موجود ہوتی تو دوبارہ تمہاری قبر پر نہ آتی۔

(سنن الترمذی، باب ما جاء فی زیارۃ القبور للنساء)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے روز میری پھوپھی میرے والد کو اپنے شہر کے قبرستان (جنت البقیع میں دفن کرنے کیلئے مدینہ منورہ لے آئیں، حضور ﷺ کے ایک منادی نے آواز لگائی: ''شہداء کو ان کی اصل آرامگاہوں میں لے آؤ''۔ (سنن الترمذی، باب ما جاء فی دفن القتیل فی مقتلہ)

ف:۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ میت کو ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا جائز نہیں، فقہاءِ احنافؒ نے اسے مکروہِ تحریمی کہا ہے، حضرت امام محمدؒ سے مروی ہے کہ ایک دو میل کی مقدار میت کو وفات کی جگہ سے دور لے جانے میں کوئی حرج

www.Sukurvi.com

نہیں، کیونکہ شہر کے قبرستان اتنے دور ہوتے ہی ہیں۔

ہمارے زمانہ میں جو یہ رواج چل نکلا ہے کہ میت کو دور دراز آبائی گاؤں میں منتقل کیا جاتا ہے، یہ صحیح نہیں، اس پر مزید قابلِ افسوس اور صد افسوس صورتحال ہوتی ہے کہ بعض مرتبہ جب میت کو اللہ پاک حرمین شریفین (مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ) میں موت کی سعادت عطا فرماتے ہیں مگر ان کے ورثاء مکہ اور مدینہ سے میت کو اس کے اپنے آبائی علاقے میں کھینچ لاتے ہیں، اور وہاں دفن کرتے ہیں، ہمارے اکابرین نے اس سے سختی سے منع فرمایا ہے، حضرت مولانا انعام الحسنؒ فرماتے ہیں کہ مجھے مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ نے بارہا اس کی وصیت کی کہ:

> ”میری نعش کہیں منتقل نہ کی جائے، اگر ریل میں انتقال ہو جائے تو قریب کے کسی اسٹیشن پر اتار کر وہیں جنگل میں دفن کر دینا، جس جگہ کا ٹکٹ ہو، وہاں بھی نہ لے جانا“۔ (آپ بیتی نمبر۳، ص:۲۱۶)

وطن سے دور مرنے کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کی مدینہ طیبہ میں وفات ہوئی اور وہ پیدا بھی مدینہ ہی میں ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور ارشاد فرمایا: ”کاش! یہ پیدا کہیں ہوتا اور مرتا کہیں اور“۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا: ”ایسا کیوں اے اللہ کے رسول!“۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب کوئی بندہ پیدا کہیں اور ہو اور مرے کہیں اور، تو اس کی جائے پیدائش سے جائے وفات تک زمین کو ناپا جاتا ہے، اور اس کے عوض جنت میں اضافی اجر و ثواب دیا جاتا ہے“۔ (سنن نسائی، کتاب الجنائز، الموت بغیر مولدہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مسافری کی موت شہادت کی موت ہے“۔

(سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فیمن مات غریبا)

www.Sukkuri.com

قبریں پختہ بنانا اور اس پر گنبد تعمیر کرنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے قبریں پختہ بنانے، ان پر (تعارفی نام سے زیادہ) لکھنے، ان پر عمارت بنانے اور قبروں کو پاؤں تلے روندنے سے منع فرمایا۔

(سنن الترمذی، باب کراھیة تجصیص القبور والکتابة علیها)

ف:۔اس حدیث میں قبر پر لکھنے کی ممانعت آئی ہے، اس مراد یہ ہے کہ قبر پر ازراہِ تفاخر غیر ضروری شجرے نہ لکھے جائیں، اسی طرح قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ بھی نہ لکھی جائیں، کیونکہ ان کی بے حرمتی کا اندیشہ ہے کہ کبھی کتبہ گر جائے اور قرآنی آیات گزرنے والوں کے پاؤں تلے آئیں، اس لئے اس سے احتراز ضروری ہے، البتہ جہاں تک قبر پر تعارف کے لئے نام لکھنے کا تعلق ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ آنے والی حدیث میں ہے کہ پہچان کی غرض سے نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر پتھر رکھا تھا، تو پہچان کی غرض سے نام یا کوئی علامت لگائی جا سکتی ہے۔

قبر پر نشان لگانا

حضرت مطلب بن وداعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو تدفین کی غرض سے ان کا جنازہ لایا گیا اور دفن کیا گیا، تدفین کے بعد آپ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ پتھر لاؤ، (وہ صحابی رضی اللہ عنہ پتھر اٹھانے گئے) مگر ان سے وہ پتھر نہ اٹھ سکا، آپ ﷺ خود تشریف لائے، اپنی کلائیوں سے کپڑا اوپر چڑھایا، حضرت مطلب فرماتے ہیں کہ جس صحابی نے مجھے یہ حدیث سنائی انہوں نے کہا، گویا وہ منظر میں اب بھی دیکھ رہا ہوں، حضور ﷺ کی کلائیوں سے کپڑا اوپر

www.sukurvi.com

ہونے کی وجہ سے مجھے آپ ﷺ کی سفید چمکتی ہوئی کلائیاں نظر آرہی ہیں، بہرحال! آپ ﷺ خود وہ پتھر اٹھا کر لائے، اور قبر کے سرہانے رکھ دیا، اور فرمایا: ''یہ میں نے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگا دیا ہے، اور میرے اہل میں سے جس کی وفات ہوگی اسے اس کے قریب دفن کروں گا''۔ (سنن ابی داؤد، باب فی جمع الموتیٰ فی قبر)

میت کی بے اکرامی جائز نہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مردہ آدمی کی ہڈی توڑنا ایسے ہی گناہ ہے جیسے زندہ آدمی کی ہڈی توڑنا''۔

(سنن أبی داؤد، باب فی الحفار یجد العظم)

تدفین کے بعد کچھ دیر قبر پر ٹھہرنا

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے مرض الوفاۃ میں اپنے بیٹے کو وصیت کی: ''جب میں مرجاؤں تو کسی نوحہ کرنے والی کو میرے جنازہ میں شریک نہ کرنا اور نہ کوئی آگ ساتھ لینا، جب تم لوگ مجھے دفن کر چکو تو کچھ پانی میری قبر کی مٹی پر چھڑکنا، پھر میری قبر کے اردگرد اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح ہوتا ہے اور اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے، تاکہ اس دوران میں تم سے انسیت حاصل کروں، اور جان سکوں کہ میں اپنے رب کے بھیجے ہوئے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔ (صحیح مسلم، باب کون الاسلام یہدم ما قبلہ)

ف:۔ تدفین کے بعد میت کے بالکل قریبی رشتہ داروں کو چاہئے کہ تدفین میں شرکت کرنے والے عام لوگوں کو جانے کی اجازت دے دیں کہ جو جانا چاہے چلا جائے، خود کچھ دیر قبر کے گرد کھڑے رہیں، بیٹھنا چاہیں تو بیٹھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، اس دوران قرآن کریم کی تلاوت کریں اور میت کے لئے دعائے مغفرت کریں،

www.Sukkur.com

اور خاص طور سے یہ دعا کریں، یا اللہ! قبر کے اندر میت سے جو سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے، اس میں میت کو درست جواب دینے کی توفیق عطا فرما، یہ عمل مستحب ہے، اور حدیثِ بالا سے ثابت ہے۔

میت کے سرہانے اور پاؤں کی جانب سورۂ بقرہ کا اول و آخر پڑھنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جب کسی کی موت واقع ہو تو اسے اپنے درمیان مت روکو، اسے قبر تک پہنچانے میں جلدی کرو، (اور قبر میں دفن کر کے) اس کے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات (مفلحون تک) اور اس کے پاؤں کی جانب سورۂ بقرہ کی آخری آیات (آمن الرسول سے سورت کے آخر تک) پڑھی جائیں''۔ (بیہقی)

www.Sukkurvi.com

صاحبِ قبر کو ایذا نہ دو

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قبر پر سہارا لگائے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''اس قبر والے کو تکلیف مت دو''۔ (مسند احمد)

ف:۔ قبرستان میں نہ کسی قبر پر بیٹھے، نہ کسی قبر کی ٹیک لگائے، اس سے میت کو تکلیف ہوتی ہے۔

محض آنسوں بہنا صبر کے خلاف نہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو سیف لوہار کے پاس آئے، ابو سیف حضور ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دودھ پلانے والی خاتون کا شوہر تھا، آپ ﷺ نے ابراہیم کا بوسہ لیا، انہیں سونگھا، پھر اس کے بعد دوبارہ ہم حضور ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے تو اس وقت

حضرت ابراہیمؓ حالتِ نزع میں تھے، نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسوں بہنے لگے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! کیا آپ بھی رو رہے ہیں؟''، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابن عوف! یہ رحمت کے آنسوں ہیں''، پھر مزید آنسوں بہے، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''آنکھ اشکبار ہے، دل غمزدہ ہے، مگر ہم زبان سے وہی کہیں گے جو ہمارے رب کو پسند ہے، اے ابراہیم! تمہارے فراق پر ہم دکھی ہیں''. (صحیح البخاری، کتاب الجنائز)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہؓ کو ایک بیماری لاحق ہوئی، نبی کریم ﷺ عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ہمراہ عیادت کے لئے تشریف لائے، جب آپ کمرہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ سعد پر غشی طاری ہے، آپ نے فرمایا: ''کیا وفات ہوگئی؟''، انہوں نے عرض کیا: ''نہیں، اے اللہ کے رسول!''، آپ ﷺ کو رونا آگیا، جب لوگوں نے آپ ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا سنتے نہیں ہو؟ اللہ پاک آنکھ کے رونے اور دل کے غمزدہ ہونے کے سبب عذاب نہیں دیتے، مگر اِس یعنی زبان کے ذریعے (غلط باتیں کہنے اور مصنوعی رونا رونے پر) عذاب دیتے ہیں یا (صبر کرنے پر) رحم فرماتے ہیں''۔(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب البکاء عند المریض)

یہ لوگ ہم میں سے نہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص رخسار پیٹتا ہے، گریبان چاک کرتا ہے، اور جاہلیت کے نعرے لگاتا ہے، اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں''۔(صحیح البخاری، کتاب الجنائز)

حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ پر بیہوشی طاری ہوئی، ان کی بیوی زور سے چلاتی ہوئی آئی، تھوڑی دیر کے بعد حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو ہوش آیا تو فرمایا: ”تمہیں وہ حدیث نہیں معلوم؟“، انہوں نے بیوی کو یہ حدیث سنائی ہوئی تھی کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص سوگ کے طور پر سر منڈالے، چیخے چلائے، اور کپڑے پھاڑ دے، میں اس سے بری ہوں“۔

(صحیح مسلم، باب تحریم ضرب الخلود وشق الجیوب)

دو دروازے پیدائش پر کھلنا اور موت پر بند ہونا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کوئی بھی مومن ہو، آسمان میں اس کے لئے دو دروازے ہیں، ایک سے اس کا عمل اوپر جاتا ہے، اور دوسرے سے اس کا رزق نیچے اترتا ہے، جب وہ وفات پا جاتا ہے تو یہ دونوں دروازے اس کی جدائی پر آنسوں بہاتے ہیں، یہی وہ بات ہے جو اللہ تعالیٰ نے (کافروں کی موت کے بارے میں) ارشاد فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

فما بکت علیھم السماء والأرض ﴿الدخان: ۲۹﴾

ترجمہ

پھر نہ ان پر آسمان رویا نہ زمین۔ (سنن الترمذی، أبواب التفسیر)

جنت میں بیت الحمد نام کا محل

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب کسی آدمی کے بچہ کی وفات ہوتی ہے، تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں: ”تم میرے بندے کے بچہ کی روح قبض کر لی؟“، وہ کہتے ہیں: ”جی ہاں“، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اس کا جگر گوشہ لے لیا؟“، وہ کہتے ہیں: ”جی ہاں“،

www.Sukkuri.com

اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: ''میرے بندے نے اس پر کیا کہا؟''، وہ کہتے ہیں: ''اس نے اس پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا''، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ، اوراس کا نام بیتُ الحمد رکھو''۔ (سنن الترمذی، أبواب الجنائز، باب فضل المصیبة اذا احتسب)

تعزیت کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی مصیبت زدہ آدمی کو تسلی دی اسے اتنا ہی اجر ملے گا، جتنا مصیبت زدہ کو مصیبت برداشت کرنے پر ملتا ہے''۔ (سنن الترمذی، أبواب الجنائز)

حضرت اَبی برزۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس عورت کا بچہ کھو گیا یا وفات پا گیا، اسے کسی نے تسلی دی تو تسلی دینے والے کو جنت میں ایک جوڑا پہنایا جائے گا''۔ (سنن الترمذی، أبواب الجنائز)

میت کے گھر والوں کے لئے کھانے کا انتظام

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جعفر کے اہل وعیال کے لئے کھانا تیار کرو، کیونکہ ان پر (جعفر کی موت کا) وہ غم آیا ہے جس نے انہیں دردوکرب میں مشغول، اور نڈھال کر دیا ہے''۔

(سنن الترمذی، أبواب الجنائز، باب ما جاء فی الطعام یصنع لأهل المیت)

جاہلیت کا طریقہ اختیار کرنے کی ممانعت

حضرت عمران بن حصین اور حضرت اُبو برزۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں نکلے تو آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو

www.Sukurvi.com

دیکھا کہ وہ اپنی چادریں رکھ کر کرتے میں چل رہے ہیں، (جاہلیت میں اظہارِ غم کا یہ ایک طریقہ تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کیا زمانۂ جاہلیت کا پرانا طریقہ اختیار کر رہے ہو یا جاہلیت کے طرز کی مشابہت اختیار کر رہے ہو؟ میں نے (تمہیں دیکھ کر) ارادہ کرلیا تھا کہ تمہیں ایسی بددعا دوں جس سے تمہاری شکلیں بگڑ جائیں"، یہ سن کر فوراً ان لوگوں نے اپنی چادریں اٹھالیں، اور پھر کبھی زمانۂ جاہلیت میں اظہارِ غم کا طریقہ اختیار نہیں کیا۔ (سنن ابن ماجه، باب ماجاء فی النهی عن التسلب مع الجنازة)

نوحہ کرنے والی کو جنازہ کے ہمراہ لے جانے کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کے ہمراہ نوحہ کرنے والی خاتون کو لے جانے سے منع فرمایا۔ (مسندِ احمد)

کیا شیطان دوبارہ گھر میں گھسانا چاہتی ہو

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ جب میرے شوہر ابوسلمہ کی وفات ہوئی تو میں نے دل میں سوچا کہ ابوسلمہؓ پردیسی تھے، اور پردیس میں مرے، آج میں ان پر ایسا رونا روؤں گی جس کے گھر گھر میں چرچے ہوں گے، یوں میں نے رونے کی تیاری کی، ایک انصاری عورت میری مدد کے لئے میرے پاس آگئی، (ہم دونوں مل کر نوحہ کرنے ہی والی تھیں کہ) عین وقت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے (اور آپ سمجھ گئے کہ ہم کیا کرنے والی ہیں) آپ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا: "جس گھر سے اللہ تعالیٰ نے میری برکت سے شیطان کو باہر نکالا ہے، تم پھر اس میں شیطان کو داخل کرنا چاہتی ہو"۔ فرماتی ہیں کہ (یہ سن کر) میں نے رونے کا ارادہ ترک کردیا، پھر میں نہیں روئی۔ (صحیح مسلم، باب البکاء علی المیت)

www.sukkurvi.com

وفات سے تدفین تک کے آداب

o...... جب وفات ہو جائے تو میت کی آنکھیں بند کر دیں، اور اس کی مغفرت کی دعا کریں۔

o...... اور یہ پڑھیں: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ آجِرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا.

o...... میت کے ہاتھ پاؤں درست کر کے اسے چادر سے ڈھانپ دیں۔

o...... میت کے غسل اور کفن کی تیاری کریں۔

o...... غسل اور کفن کے بعد دفنانے میں جلدی کرنی چاہئے، بلا عذرِ معتبر تاخیر درست نہیں۔

o...... میت کے جنازے میں ان سب کو شرکت کرنی چاہئے جسے وفات کی اطلاع ہو، کیونکہ یہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے ذمہ حق ہے، خاص طور پر میت کے اعزہ واقارب اور متعلقین، کو بطورِ خاص شرکت کرنی چاہئے۔

o...... نمازِ جنازہ کے بعد میت کے ساتھ قبرستان جانا چاہئے، اس پر عظیم اجر وثواب ملتا ہے، صرف نمازِ جنازہ پڑھنے پر اُحد پہاڑ کے برابر اجر و ثواب کا ایک قیراط ملتا ہے، اور تدفین میں شرکت پر بھی اسی طرح ایک قیراط اجر وثواب ملتا ہے۔

o...... جنازہ کے ساتھ پیدل جانا افضل ہے، مجبوری میں سوار ہو کر بھی جا سکتے ہیں۔

o...... وفات کے بعد مرنے والے کی اچھائیوں کا تذکرہ کرنا چاہئے، برائیوں کا ذکر نہیں ہونا چاہئے۔

www.Sukkurvi.com

o...... جس شہر میں وفات ہو، اسی شہر کے عام قبرستان میں میت کی تدفین کا انتظام کرنا چاہئے، ایک شہر سے دوسرے شہر ہرگز نہیں لے جانا چاہئے، آج کل آبائی گاؤں یا وطن لے جانے کا جو رواج ہے، یہ ناجائز ہے، اس سے بچنا چاہئے۔

o...... میت کو قبر میں سپردِ خاک کرنے کے بعد تمام شرکاء کو چاہئے کہ اس میں تین تین لپ مٹی ڈالیں، پہلا لپ ڈالتے ہوئے مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ پڑھیں، اور دوسرا لپ ڈالتے ہوئے وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ پڑھیں، اور تیسرا لپ ڈالتے ہوئے وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرىٰ پڑھیں۔

o...... قبر جب تیار ہوجائے تو اس پر پانی چھڑکنا چاہئے، اور چھڑکاؤ سر کی جانب سے شروع کریں اور پاؤں کی جانب تک لے آئیں۔

o...... تدفین کے بعد ایک صاحب میت کے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات (مُفْلِحُوْنَ تک) اور دوسرے صاحب اس کے پاؤں کی جانب سورۂ بقرہ کی آخری آیات (آمَنَ الرَّسُوْلُ سے سورت کے آخر تک) آہستہ آواز سے تلاوت کریں۔

o...... میت کے قریبی رشتہ دار آدھا پون گھنٹہ قبر کے گرد کھڑے رہیں، بیٹھنا چاہیں تو بیٹھ بھی سکتے ہیں، اس دوران قرآن کریم کی تلاوت کریں اور میت کے لئے دعائے مغفرت کریں، خاص طور پر اس کے لئے یہ دعا کریں کہ یا اللہ! قبر کے اندر میت سے جو سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہورہا ہے، اس میں میت کو درست جواب دینے کی توفیق عطا فرما۔

o...... قبر سادہ کوہان نما بنانی چاہئے، زمین سے اس کی اونچائی ایک بالشت ہو، اور یادداشت کے لئے اس کے سرہانے پتھر وغیرہ کی نشانی لگا سکتے ہیں۔

○...... قبر نہ پختہ بنائی جائے، نہ بہت زیادہ اونچی، قبر کے اوپر گنبد یا کوئی عمارت تعمیر کرنا ناجائز ہے۔

○...... میت کے پسماندگان اور متعلقین کو چاہئے کہ وفات پر صبر جمیل اختیار کریں، آنکھوں میں آنسوں اتر آئیں اور دل میں غم ہو، اس میں کچھ حرج نہیں، البتہ زبان سے اللہ تعالیٰ کی شان میں کوئی گلہ شکوہ کا بول نہ نکالیں، زبان اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی رہنے کے کلمات سے تر ہونی چاہئے۔

○...... اظہارِ غم میں گریبان چاک کرنا، بال کھولنا، چہرہ نوچنا سینے پر ہاتھ مارنا اور بلند آواز سے رونا جائز نہیں، یہ زمانہ جاہلیت کا طریقہ ہے، اس سے بچنا لازم ہے۔

○...... جس گھر میں میت ہوئی ہے ان کا ایک دن کے بعد اپنے اپنے کاموں میں لگ جانا چاہئے، تین دن تک ضروری سمجھ کر گھر میں بیٹھنا اور تیجہ کرنے کو ضروری سمجھنا صحیح نہیں، یہ ناجائز رسم ہے، جس سے بچنا چاہئے۔

○...... اہل میت کا تین دن تک دکان پر جانے، کاروبار کرنے، ملازمت پر جانے کو معیوب سمجھنا درست نہیں، پہلے دن بھی وہ اپنے دنیاوی کاموں میں مشغول ہوسکتے ہیں، ورنہ دوسرے تیسرے دن اپنے کاموں میں لگ جانا چاہئے، تین دن کی پابندی غیر شرعی عمل ہے، جس سے بچنا چاہئے۔

○...... اہل میت کا تیجہ، چالیسواں اور برسی وغیرہ منانے سے بچنا، کیونکہ یہ سب بدعات اور سومات ہیں، جو ناجائز ہیں۔

○...... بعض جگہ اہل میت کی طرف سے خیرات وغیرہ کے نام پر دعوتِ عام کی جاتی ہے، جس میں ہر امیر وغریب شامل ہوتا ہے، اس سے بچنا لازم ہے، کیونکہ دعوت خوشی میں جائز ہے، غمی میں نہیں۔

www.Sulkurvi.com

○...... جس کے یہاں کسی کا انتقال ہو، ان کا اور ان کے قریبی عزیزوں اور دوست واحباب کا اجتماعی طور پر تین دن تک پابندی سے قبرستان جانا اور مرنے والے کے لئے ایصالِ ثواب کرنے سے بچنا چاہئے، کیونکہ یہ التزام ثابت نہیں۔

○...... موت کے وقت کی دیگر ناجائز رسم ورواج اور بدعات سے بچنا چاہئے، بلکہ رنج وصدمہ کے یہ لمحات مذکورہ بالا احادیث کے مطابق صبر وتحمل سے گذارنے چاہئیں۔

تعزیت کے آداب

○...... جب کسی کا انتقال ہو اور اس کی اطلاع ملے تو اس پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنا اور یہ دعا کرنا:

اَللّٰھُمَّ آجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِنْھَا.

○...... مرنے والے کے لئے مغفرت اور بخشش کی دعا کرنا۔

○...... میت کے متعلقین کو اس کی وفات کی اطلاع کرنا۔[1]

○...... پسماندگان کو صبرِ جمیل اختیار کرنے کی تلقین کرنا اور ان کو تسلی دینا۔

○...... مرنے والے کی خوبیاں اور اچھے اوصاف بیان کرنا، اس کے عیوب اور

[1] نجاشی شاہِ حبشہ "اصحمہ" کی وفات حبشہ میں ہوئی، اسی طرح حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت زید بن حارثہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت سرزمین شام "جنگِ موتہ" میں ہوئی، آپ ﷺ کو بذریعہ وحی ان کی وفات اور شہادت کی اطلاع ہوئی، آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں ان کی وفات کی اطلاع حضرات صحابۂ کرام کو دی۔ (صحیح بخاری)

www.sulkurvi.com

برائیاں بیان کرنے سے پرہیز کرنا، دیکھئے صفحہ نمبر ۶۵ پر حدیث۔

o...... باآواز بلند رونے، چیخنے چلانے، چہرہ نوچنے، گریبان پھاڑنے اور مرحوم کو پکارنے کہ "اب ہمارا کیا ہوگا، بہت جلد چلے گئے، ہمیں اکیلا چھوڑ گئے وغیرہ" کہنے سے بچنے کی تاکید کرنا[1]، البتہ آنسوں بہانے اور ہلکی آواز سے رونے میں کوئی حرج نہیں، اور یہ صبر کے خلاف نہیں۔

o...... جس گھر میں وفات ہوئی ہو، اس کے پڑوسیوں یا دوسرے رشتہ داروں کو ایک دن کے لئے اہل میت کے یہاں کھانا بھجوانا، اور اس کی اطلاع انہیں پہلے کردی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

o...... تعزیت میں آج کل ایک نیا طریقہ چل نکلا ہے کہ ہر تعزیت کے لئے آنے والا شخص فاتحہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں سے اشارہ کرکے بلند آواز سے "دعا" کا کہتا ہے، پھر سب مل کر اجتماعی دعا کرتے ہیں، اس طرح صبح سے شام تک سینکڑوں مرتبہ دعا ہوتی ہے، اسی کو عبادت اور لازم سمجھا جاتا ہے، یہ بدعت اور ناجائز ہے، جس سے بچنا واجب ہے۔

o...... جب کسی کے یہاں انتقال ہوتا ہے تو قبرستان سے واپسی پر آنے والے لوگوں کو اہل میت کھانا کھلاتے ہیں، اس کے بغیر وہ لوگ واپس نہیں جاتے، یہ الٹا طریقہ ہے، چاہئے تو یہ تھا کہ آنے والے یا قریبی رشتہ دار میت کے پسماندگان کو بٹھا کر ان کو کھانا کھلاتے، کیونکہ غم کی وجہ سے ان

---

[1] صحیح بخاری میں ہے کہ جب موتہ سے حضرت جعفرؓ کی شہادت کی خبر آئی تو ایک آدمی نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ جعفرؓ کے گھر کی عورتیں رو رہی ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اِنْهَهُنَّ" یعنی جعفر کی عورتوں کو رونے سے روکو۔ (صحیح بخاری)

www.Sukkur.com

کے لئے کھانا مشکل ہے اور ان کی دلداری کے لئے چاہیں تو خود بھی انکے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتے، لیکن خود کھانے کے لئے بیٹھ جانا اور میت کے پسماندگان کا ان کو کھانا کھلانا ان کے ساتھ زیادتی اور غلط روش ہے، جس سے بچنا لازم ہے۔ دیکھئے صفحہ نمبر ۷۳ پر حدیث کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کی شہادت ہوئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جعفر کے اہل وعیال کے لئے کھانا تیار کرو، ان پر (جعفر کی موت کا) وہ غم آیا ہے جس نے انہیں درد وکرب میں مشغول کر دیا ہے، اور نڈھال کر دیا ہے"

○...... ایک عام رواج یہ بھی ہے کہ میت کی وفات کے بعد آنے والی پہلی عید پر اہل میت کپڑے نہیں سلواتے، اگر گھر کا کوئی فرد بھولے سے کپڑے سلوانے کیلئے درزی کا رخ کرے یا عید کے دن نئے کپڑے پہننے لگے تو لوگ اسے ٹوکتے ہیں: "یہ کیا کر رہے ہو، پہلی عید ہے، نئے کپڑے نہ پہنو"۔ اور پھر سب اہل خانہ سوگ اختیار کرتے ہیں، رشتہ دار، عزیز واقارب آکر نئے سرے سے انہیں تسلی دیتے ہیں، اور پھر وہی رونا دھونا ہوتا ہے، یہ سب جاہلانہ طریقے ہیں، جن سے بچنا ضروری ہے، البتہ کسی پیشگی تیاری کے بغیر اتفاق سے آنکھیں بھر آئیں، اور مرحوم کی یاد آجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور یہ خلافِ شریعت بھی نہیں۔

○...... عام مسلمانوں کو چاہئے کہ میت کے پسماندگان اور اس کے مخصوص متعلقین کو صبر جمیل کی تلقین کریں، مثلاً یوں کہیں: "اللہ پاک آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے، مرحوم کی مغفرت فرمائے، اس کے درجات بلند فرمائے، اس کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنائے، اللہ تعالیٰ ان کی آخرت

ان کی دنیا سے کہیں بہتر فرمائے، اور آپ کو صبر کرنے پر اجرِ عظیم عطا فرمائے" وغیرہ وغیرہ

تعزیت اور تسلی کے کلمات

صبر کی تلقین کیسے کی جائے؟ احادیث طیبہ میں سے ذیل میں تسلی کے کچھ کلمات ذکر کئے گئے ہیں، ان کلمات کے ذریعے یا اپنی زبان میں اسی مفہوم کے دوسرے الفاظ کے ذریعے مرحوم کے پسماندگان کو تسلی دی جا سکتی ہے۔

(أَعْظَمَ اللّٰهُ لَکَ الْاَجْرَ، وَأَلْهَمَکَ الصَّبْرَ، وَرَزَقَنَا وَاِيَّاکَ الشُّکْرَ فَاِنَّ أَنْفُسَنَا وَأَمْوَالَنَا وَأَهْلِيْنَا وَأَوْلَادَنَا مِنْ مَوَاهِبِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ الْهَنِيْئَةِ، وَعَوَارِيْهِ الْمُسْتَوْدَعَةِ .(المستدرک علی الصحیحین للحاکم

ترجمہ

"اللہ پاک آپ کو اجرِ عظیم اور صبر جمیل عطا فرمائے، ہمیں اور آپ کو اپنی نعمتوں پر زبان شکر تر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، بلاشبہ ہماری جانیں ہوں یا ہمارے مال ومتاع، ہمارے اہل خانہ ہوں یا ہماری آل واولاد، یہ سب اللہ جل شانہ کے مبارک تحفے ہیں، اور اللہ پاک کی عطا فرمودہ امانتیں ہیں"

أَحْسَنَ اللّٰهُ عَزَاءَكُمْ، وَجَبَرَ اللّٰهُ مُصَابَكُمْ.

ترجمہ

"اللہ آپ کے دل کو قرار عطا فرمائے، اور آپ کی مصیبت کا تدارک فرمائے"۔

غَفَرَ اللّٰهُ لِمَيِّتِكُمْ وَرَحِمَهُ، وَأَسْكَنَهُ فَسِيْحَ جَنَّاتِهِ، وَأَبْدَلَهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَغَسِّلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ بِرَحْمَتِهِ.

ترجمہ

"اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، ان پر رحم فرمائے، انہیں اپنی وسیع اور کشادہ

www.Sukurv.com

جنت میں مقام عطا فرمائے، انہیں دنیا کے گھر سے بہتر گھر اور دنیا کے اہل وعیال سے بہتر اہل وعیال عطا فرمائے، انہیں اللہ پاک خوب عزت اور سرخروئی عطا فرمائے، ان کی قبر کو اللہ تا حدِ نگاہ کشادہ فرمائے، اوران کی خطاؤں کو اللہ پاک محض اپنی رحمت وکرم کے صدقے پانی، برف اور اولوں سے بالکل دھودے (کہ ایک گناہ بھی باقی نہ رہے)"۔

إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَاصْبِرْ وَاحْتَسِبْ (صحیح البخاری)

ترجمہ

"بلاشبہ سب کچھ اللہ ہی کا ہے، جو لے لیا وہ بھی اللہ تعالیٰ کا، اور جو دیدیا وہ بھی اللہ کا، ہر چیز (کے جانے اور فنا ہونے) کا ایک وقت اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرر اور طے شدہ ہے، (مرحوم کا بھی وقتِ مقرر آپہنچا تھا) لہٰذا صبر سے کام لو اور ثواب آخرت کی امید رکھو۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دیں، آمین یارب العالمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الکریم

محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

وعلی من تبعھم باحسان الی یوم الدین

www.Sukkurvi.com

تسلی کے کلمات

اس میں دنیا سے جانا، ایک دن مرنا، قبر میں جانا، دوسروں کے ثواب پہنچانے کا محتاج ہونا، اور ایصالِ ثواب کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

www.Sufkuryi.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تسلی کے کلمات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَ سَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔ اما بعد!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ (سورۂ آل عمران) وقال تعالٰی:

کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (سورۃ الرحمن)

صدق اللہ العظیم

میرے قابل احترام بزرگو! اور محترم خواتین!

اس وقت مجھے چند باتیں بیان کرنی ہیں۔ اس لئے سب پوری توجہ اور دھیان سے سنیں اور عمل کرنے کی نیت سے سنیں تا کہ فائدہ ہو۔

دنیا میں آنے والا ایک روز ضرور جائے گا

پہلی بات یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں یہ بات بالکل واضح اور بے غبار ہے کہ جو اس دنیا میں آیا ہے وہ جانے کے لئے آیا ہے۔ یہاں نہ کوئی رہا ہے نہ رہے گا۔ ایک بہت ہی پیارا شعر ہے جس میں اسی حقیقت کو بتایا گیا ہے اور وہ یہ ہے: ؎

انساں کو چاہئے کہ خیالِ قضاء رہے

ہم کیا رہیں گے جب نہ رسولِ خدا رہے

جب رسول اللہ ﷺ نہ رہے جو مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں، جن کی خاطر اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات پیدا فرمائی، جب وہ بھی دنیا میں نہ رہے تو اور کون دنیا میں رہے گا؟ اور دنیا کے سارے عقلند بھی اس پر متفق ہیں کہ بیماری کا تو علاج ہے موت کا علاج نہیں ہے۔ عربی کا مشہور شاعر متنبی کہتا ہے:

وَقَدْ فارَقَ النَّاسُ الأحِبَّةَ قبلنا ...وَأعيا دَواءُ المَوْتِ كلُّ طَبيب

ترجمہ

''ہم سے پہلے لوگ اپنے پیاروں کو چھوڑ گئے، موت کے مرض نے ہر طبیب کو عاجز کر دیا''

اور یہ موت مومن کے حق میں رحمت ہے، دیکھو! اگر خدانخواستہ موت نہ ہوتی تو سب کے دادا پردادا زندہ ہوتے اور بے چارے معذور اور لاچار ہوتے۔ تو پھر ان کی خدمت کون کرتا؟ اُن کی خدمت کرنے والے بھی ویسے ہی معذور ہوتے اور ہر گھر میں دس دس، بیس بیس دادا پردادا زندہ ہوتے، دادیاں پردادیاں، نانیاں پرنانیاں، بستر پر لیٹی ہوتیں، اب موت ہے تو راحت ہے یا نہیں؟ تو مومن کے حق میں موت نعمت ہے، اور رحمت ہے۔ اور اس لحاظ سے بھی موت بہت بڑی رحمت ہے اور نعمت ہے کہ اس کے ذریعے سے آدمی اپنے اصلی گھر چلا جاتا ہے۔

مومن کا اصلی گھر جنت ہے

مومن کا اصلی گھر جنت ہے، یہ جنت سے آیا ہے جنت ہی واپس جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ چنانچہ تمام انسانوں کے والدین حضرت آدم علیہ السلام و حضرت حواء علیہا السلام ہیں، حضرت آدم سب کے والد ہیں، ہم سب ان ہی کی نسل سے ہیں، اللہ

پاک نے ان کو پیدا کر کے جنت میں رکھا، اور ان کو جنت میں بسا کر بتایا کہ دیکھو! یہ ہے جنت جس کے لئے میں نے تم کو پیدا کیا ہے، پھر اللہ پاک نے اپنی حکمت سے اور اپنی مصلحت سے یہ فرمایا کہ اب جنت سے تم دنیا میں جاؤ، اور تھوڑے دنوں کے لئے تمہیں دنیا میں رہنا ہے، اور وہاں اس جنت میں آنے کی تیاری کر کے آنا کیونکہ یہاں مفت میں نہیں آسکتے۔ کچھ اچھا کر کے آؤ گے تو اس میں آؤ گے، نہیں تو نہ آسکو گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم وحواء علیہما السلام کو جنت میں رکھ کر، جنت دکھا کر دنیا میں بھیجا ہے۔ اور یہ فرمایا:

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى (طٰہٰ: ۵۵)

ترجمہ

اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا تھا، اسی میں ہم تمہیں واپس لے جائیں گے، اور اسی سے ایک مرتبہ پھر تمہیں نکال لائیں گے۔

جتنے بھی مسلمان ہیں، چاہے کتنے ہی گناہگار ہوں، جتنے بھی مسلمان ہیں، چاہے کتنے ہی خطا کار اور سیاہ کار ہوں، وہ جنت میں ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور جائیں گے۔

دنیا کے قید خانہ میں مومن کے لئے دو پابندیاں ہیں

اس لئے جنت میں جانے سے کوئی بھی مایوس نہ ہو، ہاں گناہوں سے بچنے کی اور نماز، روزہ کی پابندی کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ باقی اللہ پاک نے جو ایمان دیا ہے، وہ جنت کا ویزہ دیا ہے، جس کے پاس ایمان ہے اس کے پاس جنت کا ٹکٹ موجود ہے، بس اب تھوڑا سا سفر طے کرنا ہے، وہ سفر اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا اور نافرمانی سے بچنا ہے، یہ سفر بس موت تک ہے، جو طے کرنا ضروری ہے، موت سے پہلے کوئی جنت میں نہیں جاسکتا۔ کیونکہ یہ مسافر خانہ ہے اور مومن کے حق میں جیل خانہ ہے، جیل خانے میں

www.sukkurvi.com

آدمی آزاد نہیں ہوتا، یہاں پر بھی مومن آزاد نہیں ہے، بلکہ کچھ امور کا پابند ہے، پابندی کیا ہے؟ وہ دو پابندیاں ہیں، ایک یہ کہ گناہ مت کرو اور دوسرے یہ کہ ہمارا حکم مانو، جو کہا ہے وہ کرو، اور جس سے ہم منع کر رہے ہیں اس سے دور رہو، بس یہ پابندی ہے۔ بس یہ کرلو، پھر موت آئے گی اور تم اپنے اصلی گھر چلے جانا۔

موت سے گذر کر مومن اپنے اصلی گھر جاتا ہے

حضرت مرزا مظہر جان جاناں بڑے پائے کے بزرگ گزرے ہیں، جو انڈیا میں تھے، اور ہمارے بزرگوں میں سے ہیں، وہ بڑے نازک مزاج تھے، جب اُن کے انتقال کا وقت قریب آیا، انہوں نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں، اُن کے سرہانے ان کی بہن بیٹھی ہوئی تھیں، جب انہوں نے آنکھیں بند کرلیں اور بیہوش ہوگئے تو وہ بیچاری رونے لگیں ان کی ہچکیوں سے اُن کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ بہن زار و قطار رو رہی ہیں، پوچھا بہن کیوں رو رہی ہو، بہن نے کہا کہ بھیا! یہ رونے ہی کا وقت ہے، تم ہم سے الگ ہو رہے ہو اور اس دنیا سے جانے والے ہو تو ایسے موقع پر رونا آتا ہی ہے، انہوں نے ان کو تسلی دی اور فرمایا کہ بہن رو نہیں، اور ایک شعر سنایا جو یاد رکھنے کا ہے، وہ شعر یہ ہے:۔

لوگ کہتے ہیں کہ مظہر مرگیا
اور مظہر درحقیقت گھر گیا

یعنی میں حقیقت میں گھر جا رہا ہوں اور گھر جانے پر روتے ہیں کیا؟ میں جیل خانے سے رہا ہو رہا ہوں، سفر کر کے اپنے گھر واپس لوٹ رہا ہوں، اب کہاں کا رونا ہے، خوش ہونا چاہئے کہ بھائی جیل خانے سے رہا ہو کر اپنے اصلی گھر جا رہا ہے، غرض! انہوں نے تسلی دی کہ میں گھر جا رہا ہوں اور گھر جانے پر کوئی روتے ہیں؟

www.Sukkurvi.com

عالَمِ برزخ میں استقبال کی تیاریاں

حقیقت یہ ہے کہ مومن جب مرتا ہے تو مرتے ہی سیدھا اپنے اصلی گھر پہنچتا ہے، اور وہاں معلوم ہے کیا ہوتا ہے؟ جیسے ہم یہاں میت کو نہلا کر، کفنا کر، نمازِ جنازہ پڑھ کر، سب قبرستان پہنچانے جاتے ہیں، اُدھر عالمِ برزخ میں جہاں میت کی روح جاتی ہے وہاں ہمارے رشتہ دار جتنے بھی پہلے سے وفات پا کر جا چکے ہیں، ان میں ہمارے والدین بھی ہیں بہن، بھائی بھی ہیں ہمارے قریب، دور کے رشتہ دار بھی ہیں اُن سب کو پہلے سے اطلاع ہو جاتی ہے کہ فلاں شخص کا دنیا میں انتقال ہو رہا ہے، اور وہ اب یہاں آنے والا ہے۔ جیسے یہاں پہلے سے پتا ہوتا ہے کہ فلاں کا انتقال ہونے والا ہے، اس کا آخری وقت ہے، دنیا میں سب کو اس کا اندازہ ہو جاتا ہے، ڈاکٹر بھی کہہ دیتے ہیں کہ بھائی! اب لے جاؤ اس کو اور اب اس کے لئے دعا کرو، اس طرح یہاں سب کو ہوشیار کر دیا جاتا ہے کہ بھائی اس کا انتقال ہونے والا ہے، ڈاکٹروں نے انہیں جواب دیدیا ہے، اسی طرح عالَم برزخ میں رشتہ داروں کو اطلاع ہو جاتی ہے کہ فلاں شخص آنے والا ہے۔ لہٰذا وہ سارے استقبال کی تیاریاں کرتے ہیں، مرنے والے کے ماں باپ، مرنے والے کے بھائی، بہن، مَرنے والے کے رشتہ دار سب کہتے ہیں کہ بھائی فلاں آنے والا ہے فلاں آنے والا ہے۔ اور فرشتے بتا دیتے ہیں کہ فلاں دن، فلاں ٹائم فلاں رشتے دار آنے والا ہے، وہ سارے اکھٹے ہو جاتے ہیں، اور اس کے استقبال کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ پھر جوں ہی اس کی یہاں سے روح نکلتی ہے فوراً عالمِ برزخ میں پہنچ جاتی ہے۔

اہلِ برزخ کا میت سے اپنے زندہ رشتہ داروں کا حال معلوم کرنا

وہاں وہ اس کا استقبال کرتے ہیں اور وہ اس سے مل کر بے انتہا خوشی مناتے

www.sukkurvi.com

ہیں، جانے والا (مرد وعورت) بے انتہا خوش ہوتا ہے، کیونکہ وہ اپنے اصلی گھر پہنچ گیا ہے تو وہاں شادی کا سا سماں ہوتا ہے، چاروں طرف سے اس کو گھیر لیتے ہیں، سب اس سے خیریت پوچھتے ہیں، مزاج پوچھتے ہیں، طبیعت پوچھتے ہیں، اور پھر اپنے ان رشتے داروں کا حال پوچھتے ہیں جو دنیا میں زندہ ہیں، ابھی ان کا انتقال نہیں ہوا، مثلاً کسی کی ماں آئی اور ابا نہیں آئے تو پوچھتے ہیں کہ ابا کیسے ہیں؟ اور شوہر مرگیا، بیوی زندہ ہے تو کہتے ہیں کہ میری بیوی کیسی ہے؟ اور شوہر زندہ ہے بیوی کا انتقال ہوگیا تو اس سے پوچھتے ہیں کہ بھائی میرے شوہر کا کیا حال ہے؟ تو دنیا میں جتنے رشتے دار زندہ ہیں، وہ سارے کے سارے جو وہاں موجود ہیں ان کا حال معلوم کرتے ہیں اور خوب پوچھتے ہیں کہ بھئی میرے فلاں رشتہ دار کا کیا حال ہے؟ میرے فلاں بیٹے کا کیا حال ہے؟ میری فلاں بیٹی کا کیا حال ہے؟ میری بہو کا کیا حال ہے؟ میرے چچا کا کیا حال ہے؟ میرے تایا کا کیا حال ہے، یہ سب پوچھتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں کہ ارے بھئی! اس کو سانس تو لینے دو، تم تو یار اس کے چمٹ ہی گئے۔ یہ بیچارہ ابھی مصیبت جھیل کر آیا ہے، ابھی جیل سے رہا ہوا ہے، تم اس کو سانس تو لینے دو، اس کو آرام لینے دو، اب یہ تمہارے ہی پاس رہے گا، اب کہاں جائے گا، جب تمہارے پاس ہی رہے گا تو تسلی سے پوچھ لینا۔

بہرحال وہ سب بے چین ہوتے ہیں کہ تازہ تازہ آیا ہے نیا نیا آیا ہے، اس سے پوچھو فلاں کیسا ہے؟ فلاں کیسا ہی ہے؟

یہاں فضا سوگوار ہوتی ہے، اور وہاں یہ خوشی کا سماں ہوتا ہے، یہاں ہم رو رہے

www.Sukurvi.com

ہوتے ہیں اور وہ وہاں ہنس رہے ہوتے ہیں، اس طرح وہاں خوشی کا سماں ہوتا ہے اور اس کی کیا عزت ہوتی ہے؟ کیا اکرام ہوتا ہے؟ وہ بھی سن لو!

روح قبض کرنے کے لئے نورانی فرشتوں کی آمد

حدیث شریف میں ہے کہ جب دنیا میں کسی کے انتقال کا وقت قریب آتا ہے تو پہلے ہی سے اس کے بستر کے قریب آسمان سے فرشتے آجاتے ہیں، اور وہ جنت سے ایک خوبصورت سالباس لے کر آتے ہیں جو خوشبو سے بھرا ہوتا ہے اور فرشتے آکر اس کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں، اور وہ سارے فرشتے نورانی چہرے والے، سفید کپڑے پہنے ہوئے اس کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں، مرنے والا جب ان کو دیکھتا ہے تو اس کا سینہ ایک دم کھل جاتا ہے، اور دل باغ باغ ہو جاتا ہے، اب دنیا سے جانے کا جو غم ہے وہ ختم ہو جاتا ہے، کیونکہ نیک آدمیوں کے پاس بیٹھنے سے سکون ملتا ہے۔

اس لئے مرنے سے پہلے ہی اس کو فرشتے نظر آجاتے ہیں، ہمیں کچھ بھی نظر نہیں آتا، صرف میت کو نظر آرہا ہوتا ہے، اور وہ بول بھی کچھ نہیں سکتی اور کہہ بھی کچھ نہیں سکتی، لہٰذا وہ سب میت دیکھتی رہتی ہے، اور سکون سے رہتی ہے، اس کو یہاں جسمانی تکلیف ہو رہی ہوتی ہے اور عالم برزخ میں اس کے سامنے فرشتے بیٹھے ہوئے نظر آرہے ہوتے ہیں اور یہ بات کر رہے ہوتے ہیں کہ کب اس کا آخری وقت آئے تو ہم اس کی روح لیں، جب یہ آخری سانس لیتا ہے تو حضرت عزرائیل علیہ السلام آجاتے ہیں، اور وہ اس کی روح کو اس کے جسم سے لے لیتے ہیں۔

بآسانی جسم سے روح نکلنا

روح اس کے جسم سے ایسی آسانی سے نکلتی ہے جیسے مشک کا منہ کھول دو تو پانی کا

www.Sukkurvi.com

ایک ایک قطرہ آسانی سے نیچے آجاتا ہے، مشکیزہ کو الٹا کردو تو جیسے اس کا ایک ایک قطرہ آسانی سے نکل جاتا ہے، ایسے ہی مومن بندے کی روح آسانی سے نکل آتی ہے اور اس کو ذرہ برابر بھی تکلیف نہیں ہوتی، اور اس کو جو تکلیف ہوتی ہے وہ جسم کو ہوتی ہے روح کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی، عزرائیل علیہ السلام روح اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں اور جیسے ہی وہ لیتے ہے تو دوسرا فرشتہ فوراً وہ روح اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے، کیونکہ ان کی ڈیوٹی بڑی سخت ہے ان کو کبھی کہیں اور جانا ہوتا ہے تو کبھی کہیں اور وہ فرشتہ فوراً اس کی روح کو جنت کے لباس میں جسے وہ اپنے ساتھ جنت سے لائے تھے، رکھ لیتے ہیں۔ اس کو لے کر وہ فرشتے آسمان کی طرف چڑھتے ہیں، زمین سے دنیا والے آسمان تک پانچ سو سال کی مسافت ہے اور پہلے آسمان تک فرشتوں کی جگہ جگہ ڈیوٹیاں لگی ہوئی ہیں، جب یہ ان کے درمیان سے گزرتے ہیں تو وہاں موجود فرشتے پوچھتے ہیں کہ کون ہے؟ کس کو لے کر جا رہے ہو؟ لے جانے والے فرشتے اس کا اچھا سے اچھا نام لے کر بتاتے ہیں کہ بھئی فلاں بن فلاں کی روح ہے۔

ہر آسمان پر فرشتوں کا استقبال

یہ مومن بندی ہے، یا اللہ تعالیٰ کا مومن بندہ ہے، اس کی روح لے جارہے ہیں تو وہ فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں اور اکرام کرتے ہیں۔ اور اس کو دنیا والے آسمان تک پہنچانے جاتے ہیں جب پہلے آسمان تک پہنچ جاتے ہیں وہاں جا کر وہ دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں کیونکہ آسمان کے دروازے بند ہوتے ہیں، کھٹکھٹانے سے کھلتے ہیں اور ہر ایک کے لئے نہیں کھلتے، وہ پوچھتے ہیں بھئی کون آیا ہے؟ فرشتے مرنے والے کا نام، اس کے باپ کا نام بتا کر کہتے ہیں کہ یہ اس کی روح ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنا ہے، ہم دنیا سے لے کر آئے ہیں، وہ فوراً دروازہ کھول دیتے

ہیں، اور پہلے آسمان کے فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں اور پھر دوسرے آسمان تک پہنچانے جاتے ہیں پھر اسی طرح تیسرے، پھر چوتھے پھر پانچوے، پھر چھٹے پھر ساتوے آسمانی تک بڑی عزت کے ساتھ، بڑے اکرام کے ساتھ، اس کی روح کو لے کر جاتے ہیں پھر ساتویں آسمان میں جا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔اور اس روح کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرواتے ہیں۔

آپ اندازہ کریں! مومن کے لئے یہ کتنی بڑی دولت ہے اور کتنی بڑی نعمت ہے کہ مرتے ہی اس کو اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ بڑے پیار سے اس سے باتیں کرتے ہیں، اور بہت ہی رحمت کا اور شفقت کا معاملہ فرماتے ہیں۔اور پھر دو چار باتیں کر کے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کو اب دنیا میں دوبارہ لے جاؤ، اور اس کو اس کی قبر میں جہاں اس کا جسم ہے اس میں ڈال دو، کیونکہ قیامت تک اس کو قبر میں رہنا ہے، پھر قیامت کے دن ہم سب لوگوں کو قبر سے اٹھایا جائے گا، اور پھر حساب وکتاب ہونے کے بعد ہمیں جنت میں بھیجا جائے گا، لہٰذا اللہ تعالیٰ فرشتوں کو کہیں گے انہیں وہاں لے جاؤ پھر فرشتے اللہ تعالیٰ سے ملوا کر اس کو واپس قبر میں پہنچادیتے ہیں، قبر میں آکر میت کی روح دوبارہ جسم میں آجاتی ہے، جیسے ابھی ہماری روح ہمارے جسم میں ہے، بالکل ایسے ہی اس کے جسم میں آجاتی ہے، اور جیسے ہم بیٹھے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں، ایسے ہی میت قبر میں اٹھ کر بیٹھ جاتی ہے، یہ ہمیں نظر نہیں آتا کہ قبر میں کیا ہو رہا ہے، ہمیں میت قبر میں لیٹی ہوئی نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں یہ سب کچھ ہو رہا ہوتا ہے، اور اگر ہم میت قبر میں نہیں رکھیں گے، تب بھی ایسا ہی ہوگا کیونکہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے تو ایسا ہی ہوگا، اور اللہ تعالیٰ ہر طرح قادر ہیں۔

www.Sukkurvi.com

قبر میں منکر نکیر کی آمد اور سوال و جواب

اس کے بعد جب وہ قبر میں بیٹھ جاتا ہے تو منکر نکیر آتے ہیں، اور منکر نکیر جب مومن کے پاس آتے ہیں تو بہت حسین صورت میں آتے ہیں اور بہت ہی پیار اور نرمی سے اور محبت سے بات کرتے ہیں۔ اور تین باتیں اس سے پوچھتے ہیں:

(۱) تیرا دین کیا ہے؟ مومن کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔

(۲) پھر فرشتے پوچھتے ہیں کہ تمہارا پروردگار کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ پاک ہے۔

(۳) فرشتے پوچھتے ہیں: ''حضور کون تھے؟''، وہ کہتا ہے: میرے نبی و پیغمبر تھے، ساری زندگی میں نے ان کے دین پر عمل کیا اور ان کی سنتوں پر میں نے اپنی زندگی ختم کی۔ پھر فرشتے کہتا ہے شاباش شاباش

بس بھئی یہ امتحان میں پاس ہو گیا۔

قبر حدِ نگاہ تک کشادہ ہونا

جیسے ہی وہ تین سوالوں کے جواب دیتا ہے، ویسے ہی اس کی قبر تا حدِ نظر کشادہ کر دی جاتی ہے۔ اور جب اس کی روح واپس لاتے ہیں تو جنت سے اس کی راحت کا سامان بھی واپس لاتے ہیں، قالین، گدے، گاؤ تکیے لے آتے ہیں۔ قبر تا حد نظر کشادہ ہو جاتی ہے، جنت کا قالین وہاں بچھا دیتے ہیں، اور موٹے ریشم کے گاؤ تکیے، باریک ریشم کے گاؤ تکیے چاروں طرف لگا دیتے ہیں، اور اس کو کہتے ہیں کہ اب تم یہاں آرام سے لیٹے رہو اور بے فکر رہو، اب تمہیں کوئی غم نہیں کوئی پریشانی نہیں ہو گی۔

''نیک اعمال'' قبر میں تنہائی کے ساتھی

اب رہ گیا اس کا اکیلا پن کیونکہ وہ یہاں اکیلا ہو گیا تو دنیا میں اس کے جو نیک

www.Sukkurl.com

اعمال ہیں، جو اس نے نمازیں پڑھی ہیں، بہت سے روزے رکھے ہیں، بہت سے حج کئے ہیں، صدقہ دیا، خیرات کی، اپنے آپ کو گناہ سے بچا کر رکھا، یہ سب نیک عمل ہیں، سارے اعمال ملکر ایک خوبصورت شکل اختیار کرلیں گے، اور وہ بہت خوبصورت آدمی اس کے پاس آجائے گا اور اس کو کہے گا کہ دیکھ بھئی اب تو بے فکر ہو کر رہ اب تو اکیلا نہیں رہے گا میں تیرے ساتھ ہوں اب تو غم مت کر، بالکل پریشان نہ ہونا، آگے جو کچھ بھی ہوگا میں تیرے ساتھ ہوں، ساری منزلوں سے میں تجھے پار کرواؤں گا، اب میں اور تو ساتھ ساتھ ہیں، جب دونوں ساتھ ساتھ ہیں تو اب تجھے کہاں کا غم؟ بے فکر رہ، اس کو دیکھ کر یہ میت خوش ہو جاتی ہے۔

اور پوچھتی ہے، یار تو کون ہے؟ تیری باتیں بڑی اطمینان دلانے والی اور خوش کرنے والی ہیں، پہلے یہ خطرہ ہو رہا تھا کہ منکر نکیر اپنا کام کر گئے، اب میں یہاں اکیلا رہوں گا! تنہائی تو تنہائی ہے، چاہے شیش محل میں ہو۔ لیکن تو نے تو میرا اکیلا پن ختم کر دیا۔ باتیں بڑی اچھی کر رہا ہے تیرا چہرا بھی بڑا روشن ہے اور تیری باتیں بھی میرے مطلب کی ہیں۔ آپ کون ہیں؟

وہ جواب دیتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں، تو نے جو دنیا میں نمازیں پڑھی تھیں، ذکر کیا تھا، تلاوت کی تھیں، اللہ اللہ کیا تھا، ''میں'' وہ ہوں، دنیا میں تو میرے ساتھ تھا، اب میں یہاں تیرے ساتھ ہوں، اس وجہ اب کسی قسم کا دھڑکا اور کسی قسم کا خوف کرنے کی ضرورت نہیں اب تو آرام کر۔

یا اللہ! قیامت جلدی قائم فرما

حدیث میں آتا ہے کہ بندہ مومن جب یہ صورتحال اپنی قبر میں دیکھتا ہے کہ ہر طرف نعمتیں ہی نعمتیں، راحت ہی راحت، سکون ہی سکون اور اکیلا پن بھی ختم تو وہ کہتا

ہے کہ یا اللہ! قیامت کب قائم ہوگی؟ کیونکہ جب یہاں عالم برزخ میں یہ مزے ہیں تو وہاں جنت میں کیا مزے ہوں گے؟ تو وہ کہے گا یا اللہ! قیامت جلدی قائم فرما، قیامت جلدی قائم فرما۔ دیکھو! وہاں یہ مزے ہیں، تو بھئی جب نیک بندہ دنیا سے جاتا ہے تو وہاں اس طرح آرام اور مزہ سے رہتا ہے۔ اس لئے ہمارے جو نیک بزرگ لوگ اس دنیا سے گئے، وہ سب ان شاء اللہ آرام اور راحت میں ہیں۔

آخرت میں پچھتاوہ نیک آدمی کو بھی ہوگا

اب ہمیں دو کام کرنے ہیں، ایک یہ کہ جو لوگ دنیا سے وہاں چلے گئے لیکن ان کو وہاں پہنچ کر دنیا میں نیکی کم کرنے کی حسرت ہوتی ہے، کیونکہ وہاں جو کچھ ملا ہے وہ دنیا میں نیک اعمال اور اچھے کام کرنے کی بدولت ملا ہے، اور مزید ملے گا تو وہ کسی کے طفیل ملے گا، ویسے خود عمل کر کے نہیں ملے گا، ایک حدیث میں ہے کہ دنیا سے جانے کے بعد گناہگار بھی پچھتاتا ہے اور نیکوکار بھی پچھتاتا ہے، دونوں ہی پچھتاتے ہیں۔

گناہگار اس لئے پچھتاتا ہے کہ میں نے گناہ کیوں کئے؟ دیکھو یہاں کتنا نقصان ہو گیا تو گناہوں سے وہاں گھاٹا ہی گھاٹا ہے۔ اس لئے گناہگار کو وہاں جا کر یہ افسوس اور صدمہ ہوتا ہے کہ میں نے وہاں گناہ کیوں کئے، جس کا میں یہاں نقصان اٹھا رہا ہوں اور پریشانی اٹھا رہا ہوں، اور نیک آدمی کو اس وجہ سے افسوس ہوتا ہے کہ میں نے اور نیک کام کیوں نہیں کئے۔ اگر میں اور نیک کام کرتا تو اب جو نعمتیں مجھے مل رہی ہیں اس سے دگنی ملتیں، تگنی ملتیں اور اس سے زیادہ ملتیں، اس لئے اس کو اس طرح صدمہ ہوگا۔

مرنے والوں کے لئے دعا اور ایصالِ ثواب

اس لئے ہمارے جتنے بھی رشتہ دار ہیں، مثلاً باپ بھائی، دادا دادی، بہن،

www.Sukkurli.com

چاچا، پھوپھا وغیرہ جتنے بھی رشتہ دار اس دنیا سے جا چکے ہیں، وہ سب کے سب وہاں جا کر نیک عمل کے محتاج ہو جاتے ہیں کہ دنیا میں رہنے والا ہمیں کوئی دعا دیدے اور ہماری کشتی پار لگ جائے، کوئی ہمیں ایصالِ ثواب کر دے تو ہمیں یہ نعمت مل جائے، کیونکہ وہ خود تو کچھ عمل کر نہیں سکتے۔ اس پر ایک پیارا قصہ سناتا ہوں!

قبر میں قرآنِ کریم کی تلاوت

ایک بزرگ قبرستان سے گذر رہے تھے، کبھی کبھی اللہ پاک اپنے نیک بندوں پر قبر والوں کا حال کھول دیتے ہیں، اسے کشف کہتے ہیں۔ ایک قبر والے کا حال اللہ تعالیٰ نے ایک بزرگ پر کھول دیا، انہوں نے کیا دیکھا کہ میت قبر کے اندر قرآنِ شریف پڑھ رہی ہے، اور یہ بزرگ تھے مزاحی طبیعت کے یعنی مزاق کرنے والے، تو انہوں نے مزاق ہی مزاق میں کہا حافظ جی کیا رمضان آگئے ہیں یعنی جیسے رمضان میں حافظ جی قرآن کریم کھولتے ہیں اور دَور کرتے ہیں، بہر حال! ان بزرگ نے کہا: حافظ جی کیا رمضان آگئے ہیں؟ جو تم قرآن شریف پڑھ رہے ہو اور دَور کر رہے ہو۔ صاحبِ قبر نے کہا: بابا جی! یہاں کہاں رمضان، وہ تو دنیا میں تھا؟ اس پر ان بزرگ نے کہا: پھر تم یہ قرآن شریف کیوں پڑھ رہے ہو۔ ہم نے یہ سنا تھا کہ قبر میں جا کر لیٹنا اور آرام ہی آرام ہوتا ہے۔ نہ حج، نہ روزہ، نہ نماز، نہ قیام، تو پھر تم قرآن شریف کیوں پڑھ رہے ہو؟ اس نے کہا کہ میں تمہیں وجہ بتاتا ہوں۔ کہ دنیا میں مرنے کے بعد جب کوئی شخص یہاں آتا ہے تو تین سوال تو پکے ہیں جو ہوتے ہیں اور جب وہ صحیح جواب دیدیتا ہے تو ساری نعمتیں ملنے کے بعد پھر آخیر میں اس سے پوچھتے ہیں کہ بھئی تم کو اس قبر میں قیامت تک رہنا ہے اب تم خالی پڑے پڑے کیا کرو گے؟ وقت گزارنے کے لئے کوئی نہ کوئی شغل چاہئے، اگر تمہارا کوئی پسندیدہ کام ہو تو وہ بتا دو، یہاں اس پر غور

ہو جائے گا اگر مناسب ہوگا تو تمہیں اجازت مل جائے گی، ورنہ اس کے علاوہ اور کوئی مناسب کام تمہیں بتایا جائے گا تا کہ تم اس میں لگے رہو اور اس طرح تمہارا وقت گزر جائے گا، تو بھائی میں دنیا میں پکا حافظ تھا، اور میں کوئی رمضانی حافظ نہیں تھا کہ رمضان میں ہی قرآنِ کریم کھولوں اور رمضان ہی میں بند کروں۔ مجھے اللہ نے پکا حافظ بھی بنایا تھا اور مجھے شوق بھی بہت عطا کیا تھا۔ اس لئے دنیا میں بھی بہت قرآن شریف پڑھتا تھا، میں نے درخواست کی کہ میں تو حافظِ قرآن ہوں مجھے قرآن شریف پڑھنے کی اجازت مل جائے تو بہت اچھا ہے، وہ مجھے مل گئی، اس لئے قبر میں قرآن شریف پڑھ رہا ہوں، اب میں رات دن قرآن شریف پڑھتا رہتا ہوں، اور یہاں نہ کوئی بیماری ہے، نہ کوئی ڈر، نہ کوئی خوف، نہ کوئی نیند اور نہ ہی کچھ اور۔ بس یہاں میں قرآن شریف ہی قرآن شریف پڑھتا رہتا ہوں۔ اس کے بعد جو بات اس نے کہی وہ ہے بہت توجہ دینے کی۔

ستر ہزار قرآن کریم کے بدلے ایک سبحان اللہ کی فرمائش

اس میت نے کہا : میں نے دنیا سے اس قبر میں آنے کے بعد سے اب تک ستّر ہزار مرتبہ قرآن شریف ختم کیے ہیں، وہ میں آپ کو دے رہا ہوں آپ مجھے ایک سبحان اللہ کا ثواب دے دو، تو ان بزرگ نے یہ بات سنی تو فوراً کہا کہ حافظ جی! یہ ستر ہزار قرآن کا اور ایک مرتبہ سبحان اللہ کے ثواب کا کیا جوڑ ہے؟ حافظ جی نے کہا: پہلے وہ ثواب دو پھر اس کی وجہ بتادوں گا، اس بزرگ نے کہا کہ نہیں بھائی پہلے بتاؤ، اس حافظ جی نے کہا کہ یہاں ستّر ہزار قرآن شریف پڑھنے کا ثواب ایک ٹکا بھی نہیں ہے۔ یہاں نیک کام کرنے کا ثواب کچھ بھی نہیں اور دنیا میں جہاں سے تم باتیں کر رہے ہو، اس میں ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کا ثواب بھی اتنا ہے کہ احد پہاڑ بھی کچھ نہیں! اس

لئے میں کہہ رہا ہوں کہ تم نے جو ایک سبحان اللہ پڑھی ہے اس کا ثواب بہت زیادہ ہے، یہ مجھے دیدو اور میں نے جو ستّر ہزار مرتبہ قرآن شریف پڑھا ہے، یہ بے قیمت ہے، یہ لے لو۔

دنیا میں نیک اعمال پر اجر و ثواب ملتا ہے

اندازہ کرو کہ ہم یہاں کتنی قیمتی جگہ میں ہیں۔ یہاں ہم سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھ سکتے ہیں، سو مرتبہ الحمد للہ پڑھ سکتے ہیں، سو مرتبہ اللہ اکبر پڑھ سکتے ہیں، یہاں ثواب ہی ثواب ہے، اور قبر میں جا کر ساری رات تہجد پڑھو اور ساری زندگی پڑھتے رہو کوئی ثواب نہیں ہے۔

مرحومین کے لئے ایصالِ ثواب

لہٰذا ہمارے جو مرحومین جا چکے ہیں، والدہ جا چکی ہے والد جا چکے ہیں اب وہ وہاں جا کر محتاج ہو گئے، جب وہ محتاج ہو گئے تو اب ہمیں اپنا بھی خیال کرنا ہے اور ان کا بھی خیال کرنا ہے، اپنا خیال یہ ہے کہ ہم اپنی نماز کی پابندی کریں، ذکر کی پابندی کریں، گناہوں سے بچنے کا اہتمام کریں اور روزے رکھ کر ان کو بخشیں۔ تو ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی عید، بقر عید آجائے گی، بہر حال! جتنے بھی مرحومین ہیں ان کو ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت میں یاد رکھنا ہے۔

ہم پر ان کی محبت کا یہ بھی حق ہے کہ ہم ان کو زندگی بھر یاد رکھیں۔ روزانہ ایک مرتبہ یٰسین شریف پڑھ کر ورنہ کم از کم بارہ مرتبہ قل ھو اللہ۔۔ پڑھ کر روزانہ ان کو ثواب بخشیں۔ اور دیکھو! ۱۰ مرتبہ قل ھو اللہ پڑھنے سے جنت میں ایک محل بنتا ہے اور اگر ہم پانچوں نمازوں میں دس دس مرتبہ قل ھو اللہ پڑھ لیا کریں، تو پانچ محل

روزانہ تیار، یہاں کی زندگی میں روزانہ ایک محل بھی تیار ہونا مشکل ہے۔اور اگر بنے گا تو نہایت کمزور اور بے قیمت ہوگا اور وہاں اصلی زمرد کا، یاقوت کا، اور سونے چاندی کی اینٹوں کا محل بنے گا، دس مرتبہ پڑھتے ہی پورا ایک محل بن جاتا ہے، اور یہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ جب انہوں نے فرمادیا تو اب ہماری عقل میں آئے نہ آئے برحق ہے۔اور آپ ﷺ نے شبِ معراج میں محل بنتے ہوئے دیکھ بھی لیئے ہیں۔اور بتاؤں آپ ﷺ نے کیسے دیکھا!

جنت میں محلات؟

آپ ﷺ فرمایا: شبِ معراج میں جب میں جنت میں گیا تو میں نے ایک جگہ دیکھا فرشتے جنت میں محل بنارہے ہیں، دیوار کی چنائی میں ایک اینٹ چاندی کی لگارہے ہیں، ایک سونے کی لگارہے ہیں، اور وہاں سیمنٹ کے بلاک نہیں، سونے کے بلاک ہیں، ایک چاندی کا بلاک، ایک سونے کا بلاک، ایک چاندی کا بلاک ایک سونے کا اور مسالہ مشک وعنبر کا، اس طرح حضور ﷺ نے فرشتوں کو محل بناتے ہوئے دیکھا، پھر فرمایا: اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ کام چھوڑ کر ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میں حیران ہوا کہ انہوں نے اچانک کیوں کام چھوڑ دیا؟ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ ارے بھئی! تم نے یہ کام کیوں چھوڑ دیا؟ تو وہ فرشتے کہنے لگے کہ ہم تو اجرت پر کام کرتے ہیں، جب اجرت بند، کام بند۔ آپ ﷺ نے معلوم کیا: تمہاری اجرت کیا ہے؟ فرمایا: ذکر اللہ ۔(یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر)۔ جس بندے کا یہ محل ہے وہ دنیا میں ہے، جب اس کی زبان اللہ، اللہ کہتی ہے تو ہم یہاں کام شروع کردیتے ہیں، اور جب اس نے زبان بند کردی تو ہم نے کام بند کردیا، پیسے آئیں گے تو کام کریں گے۔ جنت میں یہ ہے صورتحال محل کے بننے کی، بہرحال!

www.Sukurvi.com

جب ۱۰ بار قل ھو اللہ پڑھیں گے ایک محل جنت میں بنے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ ثواب سنا تو حیران رہ گئے۔ اور حیران ہو کر کہا حضور! اب تو معاملہ بڑا آسان ہو گیا؛ کیونکہ دس مرتبہ قل ھو اللہ پڑھنا کس کے لئے مشکل ہے؟ کسی کے لئے بھی مشکل نہیں۔ اب تو ہم جنت میں خوب محل بنالیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ دینے پر قادر ہیں۔ تم پڑھ پڑھ کر تھک سکتے ہو مگر اللہ تعالیٰ دینے سے تھکنے والے نہیں ہیں، کیونکہ ان کی بخشش بے انتہا ہے، تو اب یہ معمول بنالو کہ ہر نماز کے بعد ۱۰، ۱۰ مرتبہ قل ھو اللہ پڑھو اور بخشو۔

یٰسٓ شریف پڑھنے کا ثواب ۱۰ قرآنِ کریم کے برابر

یٰسین شریف پڑھنے سے ۱۰ قرآن شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ تو یٰسین شریف روزانہ پڑھو، اس سے دنیا کے کام بھی آسان ہوتے ہیں اور ۱۰ قرآن شریف پڑھنے کا ثواب الگ ملتا ہے، پڑھ کر بخشو اپنے والد کو، اپنی والدہ کو، اپنے بہن بھائیوں کو، اور دادا دادی، نانا، نانی، سسر اور سب بہن بھائیوں کو بخشو۔ بس اب یہ کام کرنا ہے۔ خود بھی کوئی نہ کوئی معمول بنا کر ثواب بخشیں اور کچھ نفلی صدقہ کریں اور کچھ صدقۂ جاریہ میں بھی لگائیں، کیونکہ صدقہ جاریہ میں ایسا ہے کہ بس ایک مرتبہ لگا دو تو ساری زندگی ثواب پہنچتا رہے گا۔ جیسے کسی مسجد میں مصلے بچھا دیئے، یا کسی مسجد کو بنوا دیا، کسی مدرسہ کو بنا دیا، جب تک وہ مدرسہ رہے گا، جب تک مسجد میں نیک اعمال ہوتے رہیں گے، برابر وہ ثواب لگانے والے کو ملتا رہے گا اور جس نے حصہ لیا ہے، اس کو ثواب ملے گا، اور ایک ضروری بات میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ جو ثواب کسی کو بخشو گے تو آپ کے ثواب میں کمی نہیں آئے گی۔ کبھی آپ سمجھو کہ ہم نے یٰسین شریف پڑھی اور اس کا ثواب بخش دیا اور ۱۰ مرتبہ قل ھو اللہ پڑھی اس کا ثواب بخش دیا تو ہمارے

www.sulkurvi.com

پاس کیا بچا؟ یہ ثواب ہمارے پاس رہتا ہے، آخرت کے ثواب میں یہ بات نہیں ہے، یہاں اپنا ثواب اپنے پاس ہی رہے گا، آگے جتنوں کو بخشو، اُن کو بھی پورے کا پورا ملتا ہے، لہٰذا آپ کی یٰسین شریف کا ثواب آپ کے پاس بھی رہے گا۔ آپ کے سارے قل ھو اللہ کا اجر آپ کے پاس بھی ہے۔ اس میں سے جتنا آگے دو گے اللہ تعالیٰ اتنا ہی آگے بھی پہنچادیں گے۔ لہٰذا دس کو ثواب پہنچاؤ گے دس کو برابر ثواب ملے گا۔ ۱۰۰ کو پہنچاؤ گے سو کو برابر ملے گا، اور آپ کا اپنا ثواب برابر ویسے کا ویسا ہی رہے گا۔ اب نقصان کا خطرہ ہی نہیں، تو جب نہیں ہے تو روزانہ دس مرتبہ قل ھو اللہ پڑھو، روزانہ ایک مرتبہ یٰسین شریف پڑھو، اپنے والدین کو روزانہ بخشو اور ساری زندگی بخشتے ہی رہو، اس سے کیا ہوگا کہ ان کی عید بقرعید آتی رہے گی، ان کے اعمال میں جو کمی ہے وہ پوری ہوتی رہے گی اور آپ کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی بلکہ وہ پورا ہی رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اپنی قبر کی تیاری کیجیے

ایک بات یہ ہے کہ بھئی اپنی قبر کی بھی تیاری کریں، کیونکہ جو گیا ہے وہ یہ کہہ کر گیا ہے کہ بھئی میں تو گیا اب تمہاری باری ہے، کیونکہ ہم بھی اسی راستے پر چلے جارہے ہیں، یعنی موت کے راستے پر چلے جارہے ہیں اور ہماری بھی منزل طے ہے کہ موت یقیناً آئے گی، جب جانا طے ہے، تو جو نیکیاں کما کر اپنے گھر جائے گا، وہ خوش ہوگا۔

روزانہ ایک قرآنِ کریم کا ایصالِ ثواب

ایک بزرگ قبرستان سے گزر رہے تھے، وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سے سفید کپڑے پہنے مرد وعورت میدان میں جمع ہیں اور سفید سفید سی کوئی چیز پڑی ہوئی ہے،

www.Sukurvi.com

یہ لوگ وہ سفید چیز جمع کر رہے ہیں، یہ بزرگ دیکھ رہے تھے، مگر ان کی سمجھ میں نہیں آیا، ایک عورت قریب میں بیٹھی تھی، وہ ان اٹھانے والوں میں شامل نہیں تھی، انہوں نے اس بی بی سے پوچھا کہ بڑی بی! یہ کون لوگ ہیں اور یہ کیا کر رہے ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ یہ سارے کے سارے اس قبرستان کے مردے ہیں، اس قبرستان میں جتنے بھی مردے ہیں، وہ سارے کے سارے یہاں جمع ہیں، اس بزرگ نے پوچھا: یہ کیا چیز اٹھا رہے ہیں؟ بڑی بی نے کہا: ان کے رشتے داروں نے جو ثواب بھیجا ہے یہ وہ اٹھا رہے ہیں، انہوں نے کہا: بڑی بی! آپ ثواب نہیں لے رہیں، کیا بات ہے؟ تو بڑی بی نے کہا کہ میرا ایک بیٹا ہے، وہ مجھے اتنا ثواب پہنچاتا ہے، اتنا ثواب پہنچاتا ہے کہ اس کے سامنے یہ ثواب کچھ بھی نہیں ہے، انہوں نے پوچھا کہ تمہارا بیٹا کیا پہنچاتا ہے؟ کہنے لگی میرا بیٹا حافظِ قرآن ہے وہ نمازِ فجر پڑھتے ہی قرآن مجید پڑھنے لگتا ہے اور مغرب تک وَالنَّاسْ پر پہنچ کر مجھے پورا قرآن شریف بخشتا ہے، تو میرے پاس اتنا آتا ہے کہ ان سب کو ملا کر بھی اتنا نہیں ہو سکتا، میرے تو عیش ہی عیش ہیں، میرا بیٹا ایسا ہے کہ دنیا کے کام بھی کرتا ہے اور مجھے قرآن شریف پڑھ کر بھی بخشتا ہے۔ میں نے اس کا نام پوچھا اور پتہ پوچھا اور اس نے کہا کہ میرے بیٹے کو کہہ دینا کہ بیٹا! تیرا ثواب مجھے اتنا پہنچتا ہے کہ اس نے مجھے دوسروں سے بے نیاز کیا ہوا ہے، اور بیٹا یہ ہدیہ بھیجتے رہنا، اور سلام بھی کہہ دینا کہ میں خیریت سے ہوں۔

جب یہ بزرگ نیند سے اٹھے تو ان کو یہ سارا قصہ یاد تھا، یہ بزرگ اس قبرستان کے برابر والے گاؤں میں گئے، جو گاؤں ان کو خواب میں بتایا تھا، جب انہوں نے اس گاؤں سے معلومات کیں، تو پتہ لگا کہ اس نام کا ایک لڑکا ہے، جو فلاں جگہ رہتا ہے، یہ وہاں گئے دستک دی تو معلوم ہوا کہ وہ سبزی منڈی گیا ہوا ہے، اور وہاں سبزی بیچ

رہا ہے اور بازار کے فلاں کونے پر اس نے فلاں چیز لگا رکھی ہوگی اور چیز بیچ رہا ہے، یہ وہاں پہنچ گئے اور پہلے انہوں نے دور سے اس کو دیکھا، جب دور سے دیکھا تو وہ سودا بیچ رہا تھا، لیکن ہونٹ اس کے مستقل ہل رہے ہیں، تو میں سمجھ گیا کہ اس کی ماں نے صحیح بات کہی ہے، یہ قرآن شریف پڑھ رہا ہے، یہ اس کے قریب گئے اور جا کر اس سے نام پوچھا تو نام بھی وہی بتایا جو اس کی ماں نے بتایا تھا، انہوں نے اس سے پوچھا کہ تمہاری والدہ ہیں؟ کہنے لگا کہ نہیں میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے، کتنے عرصہ ہو گیا؟ کہنے لگا کہ چار پانچ سال ہو گئے ہیں، اور پھر پوچھا کہ ان کی قبر کہاں ہے؟ کہنے لگا کہ اسی قبرستان میں ہے، جب اس بزرگ نے سب اطمینان کر لیا تو اس کو کہا کہ بھئی میں تمہاری ماں کی قبر پر گیا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کا حال مجھ پر منکشف فرمایا، انہوں نے تمہیں سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ جو ہدیہ تم بھیجتے ہو وہ بھیجتے رہنا۔ بزرگ نے پوچھا کہ تم کیا ہدیہ بھیجتے ہو؟ کہنے لگا کہ میں **الحمد للہ** حافظ ہوں اور میں روزانہ ایک قرآن شریف پڑھ کر اپنی ماں کو پہنچاتا ہوں، مجھے تسلی ہوئی میں نے کہا کہ تمہاری ماں نے کہا ہے کہ جو ہدیہ تم پہنچاتے ہو وہ برابر پہنچاتے رہنا، یہ سنتے ہی اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے کہ شکر ہے کہ میرا ہدیہ میری ماں کو پہنچ رہا ہے۔

پھر بزرگ کہنے لگے کہ ایک سال کے بعد دوبارہ میں اسی قبرستان کے پاس سے گزرا اور اسی قبر پر سے گزرا تو اللہ تعالیٰ نے وہی منظر مجھے دکھایا کہ سارے مردے اس میدان میں جمع ہیں اور ثواب اٹھا رہے ہیں، اور بڑی بی بھی ان میں شامل ہیں، میں سیدھا اس بڑی بی کے پاس گیا اور پوچھا کہ اماں! کیا بات ہے پچھلے سال تو تم الگ بیٹھی ہوئی تھی اور آج تم ان کے اندر شامل ہو؟ کہنے لگی کہ بھئی میرے اس بیٹے کا انتقال ہو گیا، اب کوئی اور مجھے بخشنے والا نہیں رہا، تو میں بھی محتاج ہوں، جو اس قبرستان میں ثواب آتا ہے اور جو کچھ بھی کوئی پڑھ کر ایصالِ ثواب کرتا ہے تو تھوڑا بہت مل ہی

جاتا ہے۔

اپنی اور اپنے عزیزوں کی فکر کیجئے

لہٰذا عزیزانِ گرامی! ہمیں آگے کی فکر کرنی چاہیے، کیونکہ جانے والے نے بتادیا کہ بھئی میں تو چلا، اب تم اپنی فکر کرنا، ہمیں اپنی فکر کرنی ہے اور والدہ کی کرنی ہے، اور اپنی والدہ کے مرحومین کی فکر کرنی ہے کہ خود اپنے آپ کو گناہوں سے بچائیں اور نماز کی پابندی کریں، اور ان کے لئے ایصالِ ثواب کا اہتمام کریں، لیکن رسمی طریقوں سے نہیں کہ تیجہ کرلیا، قرآن خوانی کرلی، اس سے کچھ نہیں ملتا، اس سے آدمی الٹا گناہگار ہوتا ہے، کیونکہ ان میں بہت زیادہ خرابیاں پائی جاتی ہیں، انفرادی طور پر جو کچھ ہوسکے، کرکے بخشیں، جیسا کہ میں نے شروع میں بتایا کہ ہر نماز کے بعد دس بار سورہ اخلاص پڑھ لو، پانچ محل تیار ہونگے۔ اور ایک مرتبہ یٰسین شریف پڑھ لو دس قرآن شریف ختم کرنے کا ثواب ہوجائے گا، تین مرتبہ قل ھو اللہ پڑھنے سے ایک قرآن شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے، باقی جتنے بھی نفل اعمال ہوسکیں، کرو، اور ان سب کا ثواب اپنے مرحومین کو بخشتے رہو، اور خود بھی نماز کی پابندی کرو اور گناہوں سے بچتے رہو، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دنیا ہمارا اصلی وطن نہیں

مرنا یقینی، آخرت یقینی ہے، اصل چیز ایمان پر خاتمہ ہے، اس کے لئے تین کام کرنے کی ضرورت ہے، (۱) ذکر اللہ کی کثرت، (۲) نعمتوں کا مراقبہ، اور (۳) اخلاص سے اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنا۔

www.Sukurl.com

www.Sukkurvi.com

نام بیان: دنیا ہمارا اصلی وطن نہیں

بموقع: وفات والدہ صاحبہ رحمہا اللہ

بوقت: بعد نمازِ مغرب

بمقام: فاطمہ مسجد ہیرآباد حیدرآباد

بتاریخ: ۲۷/صفر المظفر ۱۴۳۶ھ

بمطابق ۲۰/دسمبر ۲۰۱۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ نَحمَدُہٗ وَنَستَعِینُہٗ وَنَستَغفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیہِ وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِن شُرُورِ اَنفُسِنَا وَمِن سَیِّئَاتِ اَعمَالِنَا مَن یَّھدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَن یُّضلِلہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشھَدُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَنَشھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَولَانَا مُحَمَّداً عَبدُہٗ وَرَسُولُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسلِیماً کَثِیراً۔

اَمّا بعد!

فَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ،

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

کُلُّ نَفسٍ ذَائِقَۃُ المَوتِ (آل عمران: ۱۸۵) وقال تعالیٰ

کُلُّ مَن عَلَیھَا فَانٍ وَیَبقٰی وَجہُ رَبِّکَ ذُو الجَلَالِ وَالاِکرَام

(الرحمٰن: ۲۶)

میرے قابلِ احترام بزرگو!

اس وقت بیان کا کوئی ارادہ نہیں تھا، لیکن بعض احباب نے فرمائش کی کہ مرحومہ کے انتقال کی وجہ سے اُن کے گھر والے بڑے صدمے سے دوچار ہیں، اس موقع پر ان کی تسلّی کیلئے کچھ باتیں بیان کی جائیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ مفید ہوں گی۔

بیان کا مقصد

مقصودِ اصلی ان سب باتوں سے آں مرحومہ کے گھر والوں کو صبر کی تلقین کرنا

ہے اور اب اُن کے وصال کے بعد ان کا حق ادا کرنے کا طریقہ بیان کرنا ہے اور اپنی آئندہ کی زندگی کیلئے بھی چند باتیں بیان کرنے کا ارادہ ہے تا کہ ہم سب عمل پیرا ہوں عمل کریں اور اپنے اصل گھر کی تیاری کریں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی مذکورہ آیت میں ایک بات یہ ارشاد فرمائی ہے کہ:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

روئے زمین پر جو بھی ہے ایک دن وہ فناء ہونے والا ہے اور باقی رہنے والی ذات صرف اور صرف اللہ جل شانہ کی ذات ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیشہ رہنے والی ہے

اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، اس کو کوئی فنا نہیں اور اس کو کوئی زوال نہیں، اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ کے سوا باقی ساری چیزیں مخلوق ہیں اور مخلوق نہ ہمیشہ سے ہے اور نہ ہمیشہ رہے گی، پہلے اس کا کوئی وجود نہ تھا، اللہ تعالیٰ کے وجود دینے سے اس کو وجود ملا اور پھر یہ وجود بھی اس کو دنیا میں ایک خاص مُدّت تک کے لئے ملا ہے، پھر اس کے بعد یہ وجود بھی ختم ہونیوالا ہے۔

اللہ پاک نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا ہے:

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ

آپ بھی وفات پانے والے ہیں اور وہ بھی جو آپکے مخالف ہیں، وفات پانے والے ہیں. چنانچہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر ہے جس سے یہی بات معلوم ہوتی ہے۔ ؎

انسان کو چاہئے کہ خیالِ قضاء رہے
ہم کیا رہیں گے جب نہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم رہے

www.Sukurvi.com

اور سرکارِ دو عالم ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار اور مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں .اور سب سے زیادہ افضل ہیں، جب وہ دنیا میں نہ رہے تو پھر کون رہے گا؟

انسان کا مسلسل موت کی طرف سفر

اس میں کوئی شک نہیں ہماری، ہمارے والدین کی، ہمارے اہل وعیال کی زندگی سب عارضی اور ختم ہو جانے والی ہے، ہم میں سے ہر شخص مسلسل اپنی موت کی طرف جا رہا ہے، ہمارے سانس بھی گنے ہوئے ہیں، پانی کی مقدار بھی نپی تلی ہے، کھانا بھی گنا چنا ہے، کپڑے بھی گنے چنے ہیں، یہاں تک کہ ہمارے نشان ہائے قدم بھی لکھے ہوئے ہیں۔ اب جہاں جانا ہے، اس سے پہلے دنیا میں جس قدر کھانا ہے، جس قدر رہنا ہے، جس قدر سانس لینا ہے، سب پورا ہو رہا ہے، جب پورا ہو جائے گا تو ہم اس دنیا سے چلے جائیں گے، بعض روایات میں ہے کہ جب انسان کا آخری وقت آتا ہے تو پانی کا فرشتہ آ کر اس سے کہتا ہے کہ میں ساری زمین گھوم کر آ گیا ہوں اب تیری قسمت کے پانی کا ایک قطرہ بھی باقی نہیں ہے، ایسے ہی غذا اور کھانے کا فرشتہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ساری زمین گھوم کر آ گیا ہوں، اب تیری قسمت کا ایک گندم کا دانہ بھی دنیا میں باقی نہیں ہے، جتنا دنیا میں تیرا پانی تھا، وہ تو نے پی لیا، جتنی تیری غذا تھی وہ تو نے کھالی، اب تیرے جتنے بھی سانس باقی ہیں وہ اور لے لے اور اس طرح مرنے والا اپنے سانس پورے کر کے دنیا سے چلا جاتا ہے۔

اصل چیز ہے خاتمہ ایمان پر ہونا

اس لئے آں مرحومہ نے جتنا بھی وقت دنیا میں گزارنا تھا، اللہ پاک نے عافیت

www.Sulkurvi.com

سے پورا فرمادیا اور سب سے بڑی دولت یہ ہے کہ خاتمہ ایمان پر ہوا، یہ ہے اصل چیز، اللہ پاک ہمارا خاتمہ بھی ایمان پر فرمادیں (آمین) کسی کو نہیں معلوم کہ اُس کا خاتمہ کس حالت پر ہوگا۔

حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ (صحيح البخاري)

ترجمہ

ایک انسان (تمام عمر) جہنم والے کام کرتا ہے، چلتے چلتے اتنا دور نکل جاتا ہے کہ اس کے اور جہنم کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے، پھر تقدیر غالب آتی ہے، اور وہ (زندگی کے آخری قدم پر سنبھل جاتا ہے اور ایمان لاکر) جنت والے کام کرتا ہے، اور اس کی برکت سے جنت میں داخل ہوجاتا ہے...... (اس کے برعکس) ایک دوسرا آدمی (ساری زندگی) جنت والے کام کرتا ہے، (چلتے چلتے جنت کے اتنے قریب پہنچ جاتا ہے) کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے، پھر تقدیر غالب آتی ہے، اور وہ (زندگی کے آخری قدم پر ڈگمگا جاتا ہے، پھسل جاتا ہے اور کفر اختیار کرکے) جہنم والا گناہ کرگزرتا ہے، اور اس کی نحوست سے وہ جہنم میں داخل ہوجاتا ہے۔ (صحیح بخاری)

یعنی آدمی ساری عمر نیک کام کرتا رہتا ہے، اچھے کام کرتا رہتا ہے، گناہوں سے بچتا رہتا ہے، خاتمہ سے ذرہ پہلے اللہ بچائے ایسے کام کرتا ہے کہ اس سے اس کا

www.Sukkur.com

خاتمہ خراب ہو جاتا ہے، ساری زندگی تہجد پڑھتا رہا، اشراق پڑھتا رہا، چاشت پڑھتا رہا، تلاوت کرتا رہا، ذکر کرتا رہا، سب کچھ نیک کام کرتا رہا، مرنے سے پہلے اپنے اختیار سے کچھ ایسے کام کیے، جس کی وجہ سے جہنم میں چلا جاتا ہے، اس لئے آدمی کیا ناز کرے؟ میں ایسا ہوں اور ویسا ہوں خاتمہ کا کچھ پتہ نہیں اور یہ اپنے عمل پر، اپنے تقویٰ پر، اپنے ذکر پر، اپنی تسبیح پر، اپنی تلاوت پر ناز کر رہا ہے کہ میں تو ایسا ہوں اور ویسا ہوں اور خاتمہ ایمان پر نہ ہوا تو سب مٹی ہے۔

کافر کو بھی انجام کے لحاظ سے بُرا نہ سمجھے

ایسے ہی ایک آدمی گناہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ جہنم کے لائق ہو جاتا ہے، پھر اچانک اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کی زندگی کا رُخ بدلتا ہے، توبہ کر کے نیک کام کر کے مر کر جنت میں چلا جاتا ہے، اس لیے ہم کسی کافر کو بھی انجام کے لحاظ سے کیسے بُرا کہہ سکتے ہیں؟ کہنا بھی نہیں چاہیے، ہو سکتا ہے، اس کا خاتمہ ایمان پر ہو جائے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر نہ ہو۔

روزمرّہ ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں، کتنے ہی کافر ہیں جو مرنے سے پہلے مسلمان ہو کر مر جاتے ہیں، نوّے نوّے سال تک کافر رہے، ستّر ستّر سال تک کافر رہے، اللہ تعالیٰ نے اُن کو ایمان کی توفیق دیدی اور وہ صاحبِ ایمان ہو کر دنیا سے چلے گئے، اس طرح تھے وہ جہنمی اور گئے جنت میں، ایسے بھی اِکّا دُکّا واقعات ہوتے رہتے ہیں کہ زندگی بھر مسلمان رہا اور مرنے سے پہلے کافر ہو گیا اس طرح جنتی تھا اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دوزخ میں چلا گیا، اللہ تعالیٰ کفر میں خاتمہ ہونے سے بچائیں، آمین۔

www.Sukkurvi.com

دنیا ہمارا اصلی وطن نہیں

اس لئے ایمان پر خاتمہ ہو جانا اتنی بڑی نعمت ہے کہ آدمی اگر ساری زندگی کوئی چین نہ دیکھے، کوئی سکھ نہ دیکھے، کوئی آرام نہ دیکھے، تکلیف ہی تکلیف دیکھے اور خاتمہ ایمان پر ہو جائے تو بیڑا پار ہے، آپ جانتے ہیں یہ دنیا ہمارا اصلی وطن نہیں ہے، ہمارا اصلی گھر تو آگے ہے اور اہل ایمان کا اصلی گھر جنت ہے، اور ہر مسلمان جنت میں جائے گا، ان شاء اللہ بہر حال جس کا خاتمہ ایمان پر ہو گیا وہ ضرور جنت میں جائے گا اور پھر اللہ پاک نے بخشش کے اور مغفرت کے اتنے راستے رکھے ہیں کہ مشکل سے کوئی دوزخ میں جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ

ایمان پر خاتمہ کے لیے تین کام کریں

خاتمہ ایمان پر ہونا یہ بہت بڑی دولت ہے، جس کی ہمیں پوری کوشش کرنی چاہئے ،اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو، تو اس کے لئے تین کام کرے، یقیناً ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا، جہاں تک ہو سکے شریعت کے احکام کا پابند رہے، اور مزید تین کام کرے۔

پہلا کام کثرتِ ذکر اللہ

ایک ذکر اللہ کثرت سے کرنے کا عادی بنے، برابر ذکر اللہ کثرت سے کرتا رہے یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے کرتے اس کا اتنا عادی بن جائے کہ بے ساختہ اُس کی زبان پر ذکر اللہ جاری ہو جائے، آپ نے دیکھا ہوگا جب کوئی بچہ پکا حافظ قرآنِ کریم ہو جاتا ہے، تو وہ نیند میں بھی قرآن شریف پڑھتا ہے کیونکہ روزانہ اسکا پڑھنے کا اس قدر معمول ہے کہ اب اس کی توجہ ہو یا نہ ہو، قرآن شریف کی تلاوت اُس کی زبان پر

www.Sulkurvi.com

جاری ہو جاتی ہے، اس سے بھی زیادہ ذکر اللہ کرنے کی عادت ڈالے، چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے، بس ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر اُسکی زبان پر جاری رہے۔ اور اس کے لئے کسی ایک ذکر کی عادت ڈالنا ضروری ہے۔

تین اذکار سب سے اعلیٰ ہیں

تمام اذکار میں تین ذکر سب سے اعلیٰ ہیں:۔

نمبر۱ قرآنِ کریم

اس کی تلاوت بھی افضل ذکر ہے اور قرآن شریف اللہ تعالیٰ کا اپنا کلام ہے، جب اللہ تعالیٰ سب سے افضل اور سب سے اکمل ہیں تو ان کا کلام بھی سب سے افضل، اور سب سے اکمل ہے، حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَمَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ اِلَی اللّٰہِ بِمِثْلِ مَا خَرَجَ مِنْہُ یَعْنِی الْقُرْآنَ

ترجمہ

''بندوں کو اللہ کا قرب کسی عمل سے اتنا نہیں ہوتا جتنا اس کلام سے ہوتا ہے جو اللہ سے نکلا ہے''۔ (ترمذی)

نمبر۲ لا الٰہ الا اللہ

کیونکہ حدیث میں اس کو افضل ذکر فرمایا گیا ہے، چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے، جب کسی سے بات کرنی ہو، بات کرلو، پھر خاموشی سے لا الٰہ الا اللہ کہنا شروع کردو، کبھی کبھی پورا کلمہ طیبہ پڑھ لیا کرو، یا اللہ اللہ کہو، اور اتنا کہو اتنا کہو کہ لوگ کہیں کہ ارے یہ تو پاگل ہوگیا ہے، بے شک لوگ پاگل کہیں مگر ہم اپنی عاقبت درست کریں اور

حقیقی پاگل تو وہ ہے جو دنیا کی محبت میں غرق ہو اور آخرت سے غافل ہو۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے ایک مرتبہ اپنے بیان میں اپنی دادی جانؒ کا واقعہ سنایا کہ ہماری دادی حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے مرید تھیں اور دادی جان کے دل کا یہ حال تھا کہ اُن کے پاس بیٹھنے والا ہر شخص اُن کے دل سے اللہ اللہ کی آواز سنتا تھا، اُن کے دل سے اللہ اللہ کی آواز سنائی دیتی تھی، اور حضرت نے یہی حال حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا بیان فرمایا ہے کہ سبق پڑھا رہے ہوتے تھے اور دل سے اللہ اللہ کی آواز سنائی دیتی تھی۔

ملتان میں حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ کے ایک خلیفہ حضرت قمر الدین احمد شاہ صاحبؒ تھے، اُن کا بھی یہی حال تھا کہ تھوڑی دیر اُن کے پاس بیٹھو تو اُن کے دل سے اللہ اللہ کی آواز سنائی دیتی تھی، حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے:

میری زندگی کا حاصل میری زیست کا سہارا
میرے جان و دل کا تجھ کو ہمہ وقت یاد رکھنا

ہماری زندگی کا مقصد

ہماری زندگی کا اصل مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اتنا یاد کریں کہ بس اللہ اللہ ہی رہ جائے، باقی سب فنا ہو جائے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے ایک دفعہ دار العلوم کراچی کے اساتذۂ کرام مکی مسجد تشریف لے گئے۔ اُس زمانے میں تبلیغی جماعت کا اجتماع مکی مسجد میں ہوتا تھا، زیارت کے بعد حضرت نے دو باتیں ارشاد

www.Sukkurvi.com

فرمائیں۔

فتنوں سے بچاؤ کا ذریعہ

ایک یہ فرمایا: ما ہر چہ خواندایم فراموش کردہ ایم الا حدیث یار کہ تکرار می کنیم، یعنی ''جو کچھ ہم نے پڑھا تھا، وہ سب بھول گئے، بس محبوب کا نام یاد ہے، اُسی کو رَٹ رہے ہیں''، ہم بھی یہی رٹ لگائیں، یہ رَٹ لگانے کی چیز ہے، پھر ساتھ ساتھ دوسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ یہ زمانہ فتنوں کا ہے، ان سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ذکر اللہ کثرت سے کریں، اس کا زبردست فائدہ ہے کہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کا نام کثرت سے لیتا ہے تو ان کے نام میں یہ تاثیر ہے کہ اللہ تعالیٰ ساتھ ساتھ اپنی محبت بھی اس کے دل میں بھر دیتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کا سچا عاشق بن جاتا ہے۔

نمبر۳ درود شریف کی کثرت

درود شریف بھی بڑا مبارک اور مقبول عمل ہے، جو درود شریف آسان لگے، اس کو کثرت سے پڑھیں اور خوب پڑھیں۔

دوسرا کام نعمتوں کو سوچنا

دوسرا کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر وقت ان گنت اور بے شمار نعمتیں عطاء فرما رکھی ہیں، عین صدمے میں بھی، عین غم میں بھی، عین رنج میں بھی، عین حادثہ میں بھی، عین سانحہ میں بھی، جو آدمی کسی صدمے سے دوچار ہوتا ہے، اس وقت میں بھی اس کو بے شمار نعمتیں حاصل ہوتی ہیں، صدمہ تھوڑا سا ہوتا ہے اور نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں، اس وقت بھی آدمی نعمتوں میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے، جو آدمی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچنے کا عادی بن جائے گا، اس کے غم کا خانہ ہی ان شاء اللہ تعالیٰ

www.Sukkurvi.com

بند ہو جائے گا۔

چند اشعار ملاحظہ ہوں: ؎

سیکڑوں غم ہیں زمانہ ساز کو
ایک تیرا غم ہے تیرے ناساز کو

دنیا والوں کو ہزاروں غم لگے ہوئے ہیں اور اس کے سارے غم ختم، بس اس کو ایک ہی غم لگا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائیں، اور یہ بھی صرف لفظ کی حد تک غم ہے، ورنہ حقیقت میں یہ غم ہزاروں راحتوں کا تاج ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا غم ہزاروں لاکھوں نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمائیں، جس کو یہ دولت ملتی ہے وہ کہتا ہے ؎

ہوا آزاد فوراً غمِ دوجہاں سے
تیرا ذرّہ غم اگر ہاتھ آئے

؎

یہی آرزو ہے کہ جانِ من تیرا نام لیتا ہوا مروں
تیرے کوچے میں نہ سہی مگر تیری رہ گزر پہ مزار ہو

؎

یہ دل پامال ہو یا زیست کا پیمانہ بھر جائے
مگر ہر سانس میرا آپ کے در پہ گزر جائے

بہر حال اللہ تعالیٰ کی رضا کی فکر اور غم ہزار خوشیوں سے بڑھ کر ہے۔

تیسرا کام اخلاص سے اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنا

تیسرا کام یہ کہ کسی اللہ والے کی صحبت میں اخلاص سے بیٹھے، کیونکہ اخلاص سے

www.Sukkurvi.com

بیٹھنے میں اللہ پاک نے خاص تاثیر رکھی ہے، اخلاص سے تعلق رکھنے والے بہت کم ہیں، دنیا جہاں کے مقاصد کیلئے تعلق رکھنے والے پچانوے فیصد ہیں، جس کی وجہ سے فائدہ نہیں ہوتا، فائدہ جب ہوگا جب اللہ ہی کے واسطے جائیں اور تعلق رکھیں۔

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ کا شعر ہے فرماتے ہیں۔

میری زندگی کا حاصل میری زیست کا سہارا
تیرے عاشقوں میں جینا تیرے عاشقوں میں مرنا

جی چاہتا ہے کہ جا کر رہوں وہاں
رہتا ہو جہاں کوئی درد بھرا دل لئے ہوئے

اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں بھر جانا

یہ تین کام کریں، جس کے نتیجہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں بھر جائے گی اور جب یہ تین کام ہو جائینگے تو ان شاء اللہ اس کا خاتمہ بھی ایمان پر ہو گا، وجہ اسکی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے ماسوا کی محبت نکل جائے گی یا مغلوب ہو جائے گی تو بندہ اللہ تعالیٰ کا سچا عاشق بن جائے گا اور عاشق کبھی مردود نہیں ہوتا۔

چار عین کی وضاحت

(۱)...... عابد (۲)...... عالم

(۳)...... عارف (۴)...... عاشق

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مواعظ میں فرماتے ہیں کہ چار عَین ہیں، تین عَین ہونے تک مردود ہونے کا خطرہ رہتا ہے، چوتھی عَین حاصل ہونے کے بعد مردود

www.Sukkurvi.com

ہونے کا خطرہ نہیں رہتا۔

پہلی عَین عابد میں ہے، جب تک آدمی عابد کے درجہ میں رہتا ہے، اس کے بھکنے کا خطرہ رہتا ہے، کتنے ہی عبادت گزار بہک گئے، بھٹک گئے اور تباہ و برباد ہو گئے۔

دوسری عَین عالم کی ہے، عالم کا درجہ عابد سے بڑھ کر ہے، بہت سے عالم بھی بھٹک گئے اور بہک گئے، ان کا خاتمہ ایمان پر نہ ہوا، اور آخرت تباہ و برباد ہوگئی۔

تیسری عَین عارف کی ہے، عارف کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے پہچاننے والے کو، عالم سے بڑھ کر عارف کا درجہ ہے، بہت سے عارف بھی بھٹک گئے اور بہک گئے، خاتمہ ایمان پر نہ ہوا اور آخرت تباہ ہوئی۔

حضرتؒ فرماتے ہیں کہ شیطان عابد بھی تھا، عالم بھی تھا، اور اعلیٰ درجہ کا عارف بھی تھا، لیکن مردود ہو گیا، حضرت فرماتے ہیں کہ شیطان کی معرفت کا یہ عالم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور شیطان کو حکم دیا تھا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو، فرشتوں نے سجدہ کر لیا لیکن شیطان نے انکار کر دیا، جس کی وجہ سے وہ کافر ہو گیا اور مردود ہو گیا، اور ملعون ہو گیا اور اس کی ساری زندگی کی عبادت ملیا میٹ ہوگئی۔

مگر وہ عارف اس درجہ کا تھا جب اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو رہے تھے، غصہ ہو رہے تھے، لعنت فرما رہے تھے، اور اپنے دربار سے اس کو نکال رہے تھے. عین اس وقت بھی وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہا تھا، وہ جانتا تھا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس وقت ناراض ہو رہے ہیں، لیکن وہ ایسی دعا قبول کرنے والے ہیں کہ اس وقت بھی اگر میں دعاء مانگوں گا تو دعا قبول فرمالیں گے، اس وقت شیطان نے یہ دعا مانگی، یا اللہ آپ مجھے قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت دیدیں، اللہ تعالیٰ نے اسکی دعا قبول کی اور فرمایا

www.sukurvi.com

قیامت سے پہلے ایک خاص مدت (نفخہ اولیٰ یعنی پہلی مرتبہ صور پھونکنے تک) کیلئے تجھے زندہ رہنے کی مہلت دیتا ہوں تو عارف اتنے بڑے درجہ کا تھا، اس کے باوجود مردود ہو گیا۔

چوتھی عین عاشق کے اندر ہے، جس کو عشق نصیب ہو جائے، اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہو جائے پھر وہ مردود ہونے کے دائرے سے باہر نکل جاتا ہے، اس کے مردود ہونیکا خطرہ نہیں رہتا، اس لئے وہاں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں رہتا، عاشق تو کہتا ہے کہ بس حکم دو، کسی شاعر نے اللہ تعالیٰ کے عشق کی تعریف اپنے اشعار میں خوب کی ہے۔

کوئی فلسفہ نہیں عشق کا
جہاں رب کہے وہیں سر جھکا
وہیں ہاتھ باندھ کے بیٹھ جا
نہ سوال کر نہ جواب دے

عشق میں چوں چراں کرنے کا کام نہیں، عاشق تو یہ کہتا ہے، حکم فرمایئے! بندہ حاضر ہے، رات کو اُٹھنے کیلئے کہیں تو رات کو حاضر، دن کو کہیں، نماز پڑھ تو وہ حاضر، اس کا کام حکم ماننا ہے، اسی کا نام عبدیت ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں بندہ کا سب سے اونچا مقامِ عبدیت ہے، عبدیت کے معنی ہیں جو حکم دیا، مان لیا، نہ چوں چراں کی، نہ اس کی وجہ دریافت کی۔

آں مرحومہ کا انتقال ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر کا حکم ہے، اُسے مان لو اور صبر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رو ؤمت، " الصبر رضا "، صبر اللہ تعالیٰ کے حکم پر

www.Sukkurvi.com

راضی ہونے کا نام ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا اور وہ اپنے اصلی گھر چلی گئیں، لہٰذا اب صبر کرنا چاہئے، زندگی میں اکثر دو ہی کام روزانہ ہوتے ہیں، مرضی کے مطابق یا مرضی کے خلاف، مرضی کے مطابق ہوں، تو شکر کرتے رہو، اور مرضی کے خلاف ہوں تو صبر کرتے رہو، صبر پر اللہ تعالیٰ زیادہ اجر عطاء فرماتے ہیں، شکر پر بھی عطاء فرماتے ہیں لیکن صبر پر بے حساب عطاء فرماتے ہیں۔

صبر کرنے کا صحیح طریقہ

میں عرض کر رہا تھا کہ آخرت اصلی گھر ہے، جبکہ اصلی گھر جانے پر عقلاً نہیں روتے، بلکہ طبعًا روتے ہیں، طبعی طور پر صدمہ ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہئے، کیونکہ یہ مرنے والے کا حق ہے کہ اس کے جانے اور جدا ہونے پر طبعًا صدمہ ہونا چاہئے، اور سنت بھی یہی ہے کہ صدمہ کی چیز سے صدمہ ہونا چاہئے اور خوشی کی چیز سے خوش ہونا چاہئے، لہٰذا صدمہ کے وقت از روئے عقل بندہ صابر رہے، اللہ پاک نے مرنے والے کی اتنی ہی زندگی رکھی تھی، اگر رونا آئے تو طبعی طور پر رو بھی لو، لیکن اللہ تعالیٰ سے کوئی گلہ نہیں ہونا چاہئے، اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی مت کرو اور اللہ تعالیٰ کو قادر مان لو، اس سے اس کی رضا مانگو، اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے صبر کا بدلہ یہ ارشاد فرمایا ہے:

إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ (الزمر: ۱۰)

ترجمہ

"جو لوگ صبر سے کام لیتے ہیں، ان کا ثواب انہیں بے حساب دیا جائے گا"

نازک مزاجی کے چند واقعات

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ بڑے نازک مزاج بزرگ گزرے

www.Sukkur.com

ہیں اور ان کی نازک مزاجی کی حکایات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حکایاتِ اولیاء میں جمع فرمائی ہیں۔

آپ کا شاہی خاندان سے تعلق تھا، اسلئے کبھی کبھی بادشاہ سلامت بھی ان سے ملنے آیا کرتے تھے، ایک مرتبہ بادشاہ نے اجازت مانگی کہ میں ملنا چاہتا ہوں فرمایا آجاؤ، بادشاہ ملنے آ گیا، ملاقات کی، پیاس لگی تو کہا کہ پانی پینا چاہتا ہوں، فرمایا کہ یہ صراحی رکھی ہے اس کے اوپر کٹورا رکھا ہوا ہے، پانی پی لو، بادشاہ سلامت نے اُٹھ کر صراحی سے پانی اُنڈیل کر پانی پی لیا اور پھر کٹورا واپس صراحی کے اوپر ٹیڑھا رکھ دیا ، یعنی ایک طرف کم جھکا ہوا اور دوسری طرف زیادہ جھکا ہوا رکھا، یہ دیکھ کر مرزا صاحب کے سر میں درد ہو گیا مگر بادشاہ کو کچھ کہا نہیں، جب بادشاہ سلامت جانے لگے تو ڈرتے ڈرتے درخواست کی حضرت اجازت ہو تو ایک خادم بھیج دوں تا کہ پانی وغیرہ پلا دیا کرے گا، اب مرزا صاحب سے رہا نہ گیا، فرمایا کہ تجھے کٹورا رکھنا تو آتا نہیں، تیرا نوکر خدا جانے یہاں آ کر کیا کرے گا۔

حضرت کی نازک مزاجی کا یہ حال تھا کہ خریداری کیلئے بازار نہیں جاتے تھے ، لوگوں نے کہا کہ سب جاتے ہیں خرید و فروخت کیلئے آپ کیوں نہیں جاتے، فرمانے لگے کہ بھائی میں جب بازار جاتا ہوں تو دکانوں میں سامان ٹیڑھا، ترچھا رکھا ہوا ہوتا ہے، سلیقہ سے رکھا ہوا نہیں ہوتا، جس کو دیکھ کر مجھے تکلیف ہوتی ہے، اور اس کی وجہ سے میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ان پر نازل ہوتا ہے۔ میں نے بہت مرتبہ دعا کی پروردگارِ عالم میری وجہ سے آپ اُن پر غضب نازل نہ فرمائیں، مگر میری دعاء قبول نہیں ہوتی، میں کیا کروں؟ اسلئے میں نے بازار جانا چھوڑ دیا، نہ بازار جاؤں گا، نہ مجھے تکلیف ہوگی، نہ اُن پر غضب نازل ہوگا، سبحان اللہ! مخلوق پر اس قدر شفیق اور

مہربان تھے۔

ایک قصہ اور لکھا ہے کہ سردیوں میں حضرت کی ایک معتقد بڑھیا نے ایک رضائی تیار کر کے لانے کی اجازت چاہی، حضرت نے اجازت دیدی، اس نے بڑی صفائی سے رضائی تیار کی، نئے کپڑے لگائے، نئے دھاگوں سے اسکو سیا، جب وہ رضائی تیار کر کے لیکر حاضر ہوئی تو اُس وقت حضرت بستر پر آرام کرنے کیلئے لیٹ چکے تھے، آکر کہنے لگی کہ میں رضائی لیکر آئی ہوں، حضرت فرمانے لگے کہ اری میں تو اب لیٹ چکا، اب کہاں اُٹھوں گا، یہ رضائی میرے اوپر ڈال کر چلی جا۔ وہ حضرت کو رضائی اُڑھا کر چلی گئی، صبح جب حضرت اُٹھے تو اپنے خادم غلام علی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا جو بعد میں حضرت کے خلیفہ بنے، فرمانے لگے کہ ارے غلام علی رات بھر نیند نہیں آئی، ذرہ دیکھو کہیں اس میں کھٹمل تو نہیں ہیں، انہوں نے کہا کہ حضرت نئی رضائی ہے اس میں کہاں کھٹمل ہونگے، فرمایا کہ نہیں دیکھ کچھ ہے، جب خادم نے دیکھا تو رضائی میں ٹانکے ٹیڑھے لگے ہوئے تھے، جس کی وجہ سے رات بھر بے چین رہے، ان کی نازک مزاجی کا یہ عالم کہ ٹیڑھے ٹانکوں سے رات بھر نیند نہیں آئی، جب حضرت کو کسی شیعہ نے گولی ماری تو کسی نے اُن کی بیمار پُرسی کی کہ حضرت کیا حال ہے! فرمایا مجھے گولی لگنے کی اتنی تکلیف نہیں ہے، جتنی اُسکی بدبو کی تکلیف ہے، گولی میں پوٹاشیم اور گندھک ہوتی ہے اور ان میں بدبو ہوتی ہے۔ فرمایا اس کی بدبو سے میرا سر پھٹا جا رہا ہے، اس کی تکلیف ہے اور کسی چیز کی زیادہ تکلیف نہیں ہے، یہ ہیں حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں، جب ان کے انتقال کا وقت قریب آیا تو اُنکی بہن اُنکے سرہانے بیٹھی ہوئی تھیں، جب انہوں نے آنکھیں بند کیں تو وہ رونے لگیں، اُنہوں نے آنکھیں کھولیں اور کہا کہ اے بہن کیوں رو رہی ہو؟ اُن کی بہن نے کہا کہ یہ رونے کا وقت ہے، کیونکہ آپ تھوڑی دیر

میں ہم سے جُدا ہو جائیں گے، اُنہوں نے اپنی بہن کی تسلّی کیلئے ایک شعر کہا، وہ شعر یہ ہے ؎

لوگ کہتے ہیں کہ مظہر مَر گیا
اور مظہر دَر حقیقت گھر گیا

یہ کوئی رونے کی بات ہے؟ اگر کوئی جیل سے رِہا ہو کر اپنے گھر آئے تو گھر والے روئیں گے یا خوش ہوں گے؟ دنیا مومن کیلئے جیل خانہ ہے، اور کافر کیلئے جنت ہے، لہٰذا جب جیل خانہ سے رہا ہوتے ہیں تو خوشیاں مناتے ہیں یا روتے ہیں، اس طرح انہوں نے اپنی بہن کو تسلّی دی۔

قاری صاحب کا واقعہ

ایسے ہی ایک قاری گزرے ہیں وہ یا تو حضرت امام جزری رحمۃ اللہ علیہ ہیں یا کوئی دوسرے قاری ہیں، جب اُن کا انتقال ہونے لگا تو اُنکی بہن بھی اُنکے سرہانے بیٹھی رونے لگی، تو قاری صاحب نے ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ بہن یہ جو گھر کا کونہ ہے، جس میں اس وقت میں پڑا ہوا ہوں اس میں میں نے اٹھارہ ہزار قرآن شریف ختم کیے ہیں، یہاں کی ایک ایک اینٹ کے ایک ایک ذرّہ میں قرآن شریف بسا ہوا ہے، لہٰذا تمہارا بھائی خالی ہاتھ نہیں جا رہا، اسلئے رونے کی ضرورت نہیں، ان شاء اللہ، اللہ پاک کے یہاں بخشش ہوگی۔

دنیا میں آنے کا مقصد آخرت بنانا ہے

حقیقت یہ ہے کہ ہم یہاں دنیا میں آخرت کمانے آئے ہیں، اب جو بھی دنیا سے زیادہ سے زیادہ نیکیاں کما کر لے گیا، اُس کے وارے کے نیارے ہو گئے، اور جو

www.Sukurvi.com

نہ کما سکا، بلاشبہ وہ بہت خسارہ میں رہا۔ ہمیں اب یہی سبق لینا ہے کہ آں مرحومہ نے جو کمانا تھا وہ کما کر لے گئیں، جو کچھ لے جانا تھا لے گئیں، زندگی بھر قرآن شریف پڑھاتی رہیں، ماشاء اللہ، اُن کی والدہ نے بھی زندگی بھر بچّوں اور بچیوں کو قرآنِ کریم پڑھایا، یہ سب ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا سرمایۂ آخرت بنے گا۔

کماؤ بننے کے لیے عاشق بننے کی ضرورت ہے

بھائی عبد الرحمٰنؒ اور اُن کی اہلیہؒ ماشاء اللہ دونوں کماؤ تھے، لہٰذا وہ ان شاء اللہ تعالیٰ نیکیاں کما کر لے گئی ہیں، اب اُنکے بعد اُنکے بچے ہیں، اُنکے اوپر انکا حق ہے، اُنکو یاد رکھیں اور خود بھی کماؤ بنیں، یہ بات یاد رکھنے کی ہے، کماؤ بننے کیلئے عاشق بننے کی ضرورت ہے، عاشق وہ ہوتا ہے جو چاروں طرف سے نیکیاں کماتا ہے، دماغ سے بھی کما رہا ہے، دل سے بھی کما رہا ہے، زبان سے بھی کما رہا ہے، اعضاء وجوارح سے بھی کما رہا ہے، پیسوں سے بھی کما رہا ہے، رات دن جو کچھ بھی کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کر رہا ہے۔ بہرحال! اصلی سبق یہ ہے کہ اُن کے جانے کے بعد اُن کو یاد رکھنا ہے اور ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کرنا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب کوئی آدمی اپنے کسی مرنے والے کیلئے دعاء کرتا ہے کہ یا اللہ اسکی مغفرت و بخشش فرما اور اس پر رحم فرما، تو اللہ تعالیٰ مرنے والے کی قبر میں پہاڑوں کے برابر ثواب داخل فرما دیتے ہیں، ذرا سوچو!! پہاڑوں کے برابر ثواب کسے کہتے ہیں اور ہر نماز کے بعد یہ دعاء کرنا کیا کوئی مشکل ہے؟ ہرگز نہیں، لہٰذا اس کا معمول بنالیں۔

حضرت والد صاحبؒ کی نصیحت

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے انتقال سے کچھ دن پہلے مجھ سے

www.Sukkurvi.com

فرمایا تھا ''والدین کیلئے'' دو دعائیں قرآن شریف میں آئی ہیں:

ایک دُعا یہ ہے:

''رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيْراً'' (بنی اسرائیل: ۲۴)

ترجمہ

اے پروردگار! میرے والدین پر اس طرح رحم
فرما جس طرح انہوں نے میری پرورش کی تھی۔

اور دوسری دعا یہ ہے کہ:

رَبِّ اغْفِرْلِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِناً وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتِ ط وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَاراً (نوح: ۲۸)

ترجمہ

''اے میرے پروردگار! میری بھی بخشش فرمادیجئے، میرے والدین کی بھی، ہر اس شخص کی جو میرے گھر میں ایمان کی حالت میں داخل ہوا ہے اور تمام مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کی بھی، اور جو لوگ ظالم ہیں، اُن کو تباہی کے سوا کوئی اور چیز عطا نہ فرمایئے''۔

یہ والدین کی مغفرت کیلئے دو دعائیں ہیں، قرآن شریف میں اور ہر فرض نماز کے بعد دونوں یا کوئی ایک پڑھ لیا کریں، کوئی خاص وقت بھی خرچ نہیں ہوگا اور ہمارا کام بن جائے گا، لہٰذا اپنے اپنے والدین کیلئے ہمیں یہ دعائیں اپنے معمول میں رکھنی چاہئیں، ویسے بھی عام نمازوں کے بعد یا تہجد کے وقت یا جب موقع ملے، اپنے والدین کیلئے اس طرح دعاء کرنی چاہیے۔ یا اللہ! اُنکی مغفرت فرما، یا اللہ! اُنکی بخشش فرما، یا اللہ! اُنکی تمام کوتاہیوں کو درگزر فرما، یا اللہ! اُنکے درجات بلند فرما، اللہ تعالیٰ ایسے مہربان ہیں، اس قدر دعا کرنے سے ہی از روئے حدیث پہاڑوں کے برابر اجر و

ثواب عطا فرمادیتے ہیں، اور ایک عمل یہ کریں کہ ہمیشہ فجر کی نماز کے بعد بارہ مرتبہ قُل ھو اللہ احد اپنے والد کیلئے اور بارہ مرتبہ قُل ھو اللہ احد اپنی والدہ کیلئے پڑھ کر ثواب پہنچادیا کریں، بارہ مرتبہ قُل ھو اللہ احد پڑھنے سے چار قرآن شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اور دس مرتبہ قُل ھو اللہ احد پڑھنے سے جنت میں ایک محل تیار ہوتا ہے اور یٰسین شریف پڑھنے کا ہمیشہ زندگی بھر ہر ایک کا معمول ہونا چاہئے، اور ایک مرتبہ یٰسین شریف پڑھنے سے دس مرتبہ قرآن شریف ختم کرنے کا ثواب ملتا ہے ۔لہٰذا اس کے ایصالِ ثواب سے دس قرآن شریف کا ثواب ماں، باپ کو پہنچے گا اور دس قرآن شریف کا ثواب پڑھنے والے کو ملے گا۔

اجتماعی قرآن خوانی کی رسم

اجتماعی قرآن خوانی کر کے ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے اُن کا حق ادا کردیا، یہ صحیح نہیں، کیونکہ مروّجہ اجتماعی قرآن خوانی متعدد مفاسد کی وجہ سے جائز نہیں ہے، اس سے بچنا چاہئے، ہاں انفرادی طور پر جتنا ہو سکے تلاوتِ کلام پاک کر کے ثواب پہنچائیں، کیونکہ ہم انفرادی طور پر تلاوت کریں گے، توان شاء اللہ تعالیٰ اخلاص سے کریں گے، جس کی وجہ سے یہ تھوڑا بھی بہت ہوگا اور پھر ان شاء اللہ تعالیٰ مرتے دم تک کریں گے، عام طور پر جو نیک اولاد ہوتی ہے، وہ ساری عمر اپنے ماں باپ کو یادرکھتی ہے۔

ایصالِ ثواب کی حکایت

نزہت البساتین میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک بزرگ قبرستان سے گزر رہے تھے، ان پر قبرستان والوں کا حال منکشف ہوا، انہوں نے دیکھا کہ ایک میدان

www.Sukuvi.com

میں بہت سارے سفید کپڑے پہنے ہوئے لوگ بیٹھے ہیں اور زمین سے کچھ چُن رہے ہیں اور ایک طرف ایک عورت بیٹھی ہوئی اُنکو دیکھ رہی ہے۔

اُن بزرگ نے اُس عورت سے کہا کہ یہ کون لوگ ہیں اور یہ کیا کر رہے ہیں؟ کہا کہ یہ سب اس قبرستان کے مردے ہیں، جو یہاں دفن کئے گئے ہیں اور دنیا والے ان کو ثواب بخش رہے ہیں اور یہ اپنا اپنا ثواب چن کر لیکر جا رہے ہیں، اُن بزرگ نے کہا کہ آپ کیوں نہیں چُن رہیں؟ وہ کہنے لگی کہ میں اس لئے نہیں چُن رہی کہ میرے پاس بہت آرہا ہے، مجھے اس کی ضرورت نہیں، انہوں نے کہا: تیرے پاس کہاں سے آرہا ہے؟ اس نے کہا میرا دنیا میں ایک بیٹا ہے، وہ روزانہ ایک قرآن شریف پڑھ کر بخشتا ہے، اُنکو جتنا مل رہا ہے، اس سے کہیں زیادہ میرے پاس آرہا ہے، اسلئے مجھے اس کی حاجت نہیں، میں نے عورت سے اسکے بیٹے کا نام اور پتہ پوچھا، اس نے بتلایا کہ اس قبرستان کے قریب جو شہر ہے، اس کے فلاں محلّہ میں اس کا گھر ہے اور مارکیٹ میں فلاں جگہ وہ ریڑھی لگاتا ہے، اس طرح اس نے پورا پتہ بتلا دیا، دوسرے دن میں اس کے لڑکے سے ملنے کیلئے شہر گیا اور پتہ معلوم کیا تو گھر کا بھی معلوم ہوگیا اور گھر کے قریب اسکے کاروبار کی جگہ بھی مل گئی، دیکھا کہ وہ کچھ پھل وغیرہ بیچ رہا ہے اور میں نے دور سے دیکھا، اسکے ہونٹ ہل رہے ہیں، سودا بھی دے رہا ہے، پیسے بھی لے رہا ہے ،مگر زبان مسلسل ہل رہی ہے، پہلی علامت تو یہ مل گئی، پھر میں اس کے پاس گیا، سلام کیا، اس کا نام معلوم کیا، اس نے نام بھی صحیح بتلایا جو اس کی ماں نے بتلایا تھا، پھر میں نے پوچھا تمہاری والدہ زندہ ہیں یا وفات پاگئی ہیں؟ اس نے کہا وفات پاگئی ہیں، میں نے پوچھا تم اپنی ماں کو کتنا قرآن شریف بخشتے ہو، اس نے بتلایا کہ روزانہ ایک قرآن شریف بخشتا ہوں اور جب تک ایک قرآن شریف پورا نہیں پڑھتا ہوں گھر نہیں جاتا، پورا قرآن شریف کا ثواب بخشنے کے بعد اپنے گھر جاتا ہوں۔

پھر میں نے اپنا پورا حال اس کو سنایا، سُنتے ہی اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، کہا کہ شکر ہے کہ میرا ہدیہ میری ماں کے پاس پہنچ رہا ہے، اور خوش ہوا کہ میری محنت رائیگاں نہیں جارہی ہے۔ وہ بزرگ کہتے ہیں ایک سال کے بعد میں دوبارہ اُس قبرستان کی طرف سے گزرا تو دیکھا کہ وہ عورت بھی اُن لوگوں میں شامل ہے جو میدان سے اپنا اپنا ثواب چُن رہے تھے، میں نے جا کر کہا کہ بڑی بی کیا بات ہے؟ پچھلی مرتبہ تو آپ آرام سے بیٹھی تھیں، اور اب ان ثواب چننے والوں میں شامل ہیں، اس نے کہا کہ میرے اُس بیٹے کا انتقال ہو گیا ہے، اور اب دنیا میں مجھے کوئی بخشنے والا نہیں ہے۔

جو مسلمان اپنے مرحومین کیلئے ایصال ثواب کرتے ہیں، اُن کے لئے آسان طریقہ یہ ہے کہ روزانہ صبح وشام بارہ مرتبہ قُل ھو اللہ احد اور یٰسین شریف پڑھ کر ایصال ثواب کردیا کریں اور مزید اللہ تعالیٰ توفیق دیں تو اُن کی طرف سے حج کرلو، عمرہ کرلو، طواف کرلو، صدقہ کرلو، قربانی کرلو، کہیں صدقہ جاریہ میں حصہ لیکر انہیں ثواب پہنچادو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطاء فرمائیں۔ آمین، اب دعاء کرلو۔

وَآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمْدُ للهِ رَبِّ العٰلَمِیْن

www.Sukrurvi.com

مومن کا سفرِ آخرت
اور
عالَمِ برزخ میں مومن کا مقام

www.Sukkur.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونؤمنُ بہٖ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہِ من شرورِ انفسنا ومن سیئاتِ اعمالنا مَن یھدِہِ اللّٰہ فلامُضِلَّ لہٗ وَمَنْ یُضللہٗ فلاھَادِیَ لہٗ ونشھد ان لا اِلٰہ اِلاَّ اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ونشھد انّ سیدنا ونبینا ومولانَا محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واَصْحَابِہٖ وبارَکَ وسلَّمَ تسلیماً کثیراً کثیرا. اما بعد!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلاَّ مَتَاعُ الْغُرُوْرِ○ (آل عمران: ۱۸۵) (صدق اللّٰہ العظیم)

ترجمہ

”ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اور تم سب کو (تمہارے اعمال کے) پورے پورے بدلے قیامت ہی کے دن ملیں گے، پھر جس کسی کو دوزخ سے دور ہٹا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ صحیح معنٰی میں کامیاب ہو گیا اور یہ دنیوی زندگی تو (جنت کے مقابلہ میں) دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں۔“

حضرت مولانا سحبان محمود صاحبؒ کی رحلت

میرے قابلِ احترام بزرگو اور محترم خواتین!

کل (۱۷/ اپریل ۱۹۹۹ء) ہفتہ کے دن جامعہ دارالعلوم کراچی میں ہمارے

استادِ محترم، ہم سب کے محسن و مربی اور اس جامع مسجد بیت المکرّم کے خطیب حضرت مولانا سحبان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ ویسے تو دنیا سے سب ہی کو جانا ہے لیکن دنیا سے ایک عام آدمی کا جانا ہوتا ہے۔ اور ایک خاص آدمی کا جانا ہوتا ہے تو دنیا سے عام آدمی کا جانا زیادہ بڑے نقصان کا باعث نہیں لیکن جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہوتے ہیں، علماء ربانی اور اللہ والے ہوتے ہیں وہ دنیا والوں کے لئے بھی اور اپنے متعلقین کے لئے بھی سایۂ رحمت ہوتے ہیں۔ ان حضرات کا دنیا سے جانا بہت بڑا نقصان اور بہت بڑے خسارے کی بات ہے۔ کسی نے بڑا پیارا اور تسلی کا شعر کہا ہے، یاد رکھنے کا ہے۔

انسان کو چاہئے کہ خیالِ قضاء رہے
ہم کیا رہیں گے جب نہ رسولِ خدا رہے

قضاء موت کو کہتے ہیں اور یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ:

كُلُّ نفسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ.

ترجمہ

''ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔''

مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ

موت تو ہر ایک کو آنی ہے۔ لیکن مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ یعنی ''عالم کی موت عالَم (دنیا) کی موت ہوتی ہے''۔ گویا دنیا پر ایک موت واقع ہوگئی ہے اس لئے کہ جب وہ موجود ہوتے ہیں تو دینی رہنمائی اور تربیت کرتے ہیں، نفس و شیطان کے مکائد اور حملوں سے بچنے کے طریقے بتلاتے ہیں، ان کی خدمت و صحبت میں بیٹھنے سے خدا یاد آتا ہے اور ایمان بڑھتا ہے، ان کی تعلیم و تربیت پر عمل کرنے سے انسان کو برائیوں سے نجات ملتی ہے، باطن کی اصلاح ہوتی ہے اور تعلق مع اللہ نصیب ہوتا ہے، ان کی دعائیں ان کے متعلقین اور تمام مسلمانوں کے لئے بہت بڑا سرمایہ ہوتی ہیں اور

www.Sukurvi.com

پھر وہ مستجابُ الدعوات ہوتے ہیں، ان کی دُعائیں اللہ تعالیٰ قبول فرماتے رہتے ہیں اور قبول فرما کر آنکھوں سے ان کا مشاہدہ کرواتے رہتے ہیں، یہ ایسے بڑے بڑے فوائد اور منافع ہیں جو ان کی ذات سے وابستہ ہوتے ہیں اور جب وہ دنیا سے پردہ کر جاتے ہیں تو ظاہری اور وقتی طور پر انسان ان تمام فائدوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ ان کا دنیا سے جانا خود ان کے حق میں تو ان شاء اللہ تعالیٰ بہت ہی زیادہ باعثِ خیر اور باعثِ راحت ہوتا ہے لیکن پسماندگان کے لئے یہ بڑا صبر آزما وقت ہوتا ہے، ان کے لئے صبر کا مقام ہوتا ہے کہ وہ صبر کریں، اللہ کی رضا میں راضی رہیں اور پھر تا زندگی ان کو فراموش نہ کریں۔

مومن کا سفرِ آخرت

جب کوئی مومن دنیا سے جاتا ہے اور عالمِ برزخ میں پہنچتا ہے تو اس کی بھی تفصیلات سرکارِ دو عالم ﷺ نے بیان فرمائی ہیں۔ آج جی چاہتا ہے کہ میں اس کا کچھ خلاصہ آپ کے سامنے پیش کروں تاکہ ہم اس میں غور کریں کہ جب کوئی مومن بندہ دنیا سے جاتا ہے تو کس طرح جاتا ہے؟ اور عالمِ برزخ میں پہنچتا ہے تو کس طرح پہنچتا ہے؟ اور وہ کن مراحل سے گزرتا ہے؟ تاکہ اس مرحلے کے آنے سے پہلے پہلے ہم اس کے لئے تیار رہیں کیونکہ ہم سب آخرت کے سفر میں ہیں۔

ہماری زندگی کی مثال

ہم سب کی مثال ایسی ہے جیسے ہم ایک گاڑی میں بیٹھے ہوئے ہیں اور گاڑی برابر چل رہی ہے اور ہر اسٹاپ پر ٹھہرتی ہے، اس میں کچھ مسافر چڑھتے ہیں اور کچھ مسافر اترتے ہیں، گاڑی اسی طریقے سے رواں دواں ہے، ہمارا حال بھی اسی طرح ہے کہ ہم سب گاڑی میں بیٹھے ہوئے ہیں، جس کا اسٹاپ آجاتا ہے وہ اتر جاتا ہے یعنی دنیا میں رہنے والا دنیا سے چلا جاتا ہے، جس کو بس میں بیٹھنا ہوتا ہے وہ بس میں چڑھ

www.Sukkurvi.com

جاتا ہے یعنی جو ابھی عالمِ دنیا میں نہیں آیا وہ دنیا میں آجاتا ہے، ایک حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کھجور کی چٹائی پر آرام فرماتے، جب بیدار ہوئے تو بدن مبارک پر چٹائی کے نشانات تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں حکم فرمائیں، ہم آپ کے لئے محنت مزدوری کرکے کوئی نرم ونفیس بستر بنوائیں، حضور ﷺ نے منع فرمادیا اور ارشاد فرمایا:

مالی وللدنیا ما أنا والدنیا اِلا کَرَاکِبٍ استظل تحت شجرة ثم راح وترکھا. (مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ

"مجھے دنیا سے کیا غرض اور دنیا کو مجھ سے کیا مطلب؟ میری اور دنیا کی مثال تو ایک اونٹ سوار کی طرح ہے جو کسی درخت کے نیچے سایہ حاصل کرے۔ (اور کچھ دیر ستائے) پھر درخت چھوڑ کر وہاں سے کوچ کر جائے۔"

بس اس طریقہ سے ہماری زندگی چل رہی ہے۔ یہ سفر جاری ہے لیکن اس دنیا سے دل لگا کر نہ بیٹھیں، دل کو اللہ تعالیٰ سے لگانے کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ سے اپنے دل کو لگائیں، اپنی فکر کا انتہائی نقطہ آخرت کو بنائیں اور اس بات کا استحضار رکھیں کہ اس دنیا کو ضرور ہمیں ایک دن چھوڑ کر جانا ہے، یہاں سے کوچ کرنا ہے اور آخرت میں جانا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری دینی ہے، بس اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب رہیں اور ان کی مرضیات کے مطابق چلنے کی کوشش کرتے رہیں۔

دنیا کی حقیقت

ایک رباعی یاد آئی کہ: ؎

جو چمن سے گزرے تو اے صبا!
یہ کہنا بلبلِ زار سے

کہ خزاں کے دن بھی ہیں سامنے
نہ لگانا دل کو بہار سے

اس شعر میں بلبلِ زار سے انسان مراد ہے، خزاں سے مراد موت ہے۔ دیکھو! موت بھی آنے والی ہے، نہ لگانا دل کو بہار سے، مراد یہ ہے کہ دیکھو اپنے دل کو دنیا سے مت لگانا، موت بھی آنے والی ہے اور پھر سب کچھ یہیں رہ جائے گا اور سب کچھ چھوڑ کر تم آگے جانے والے ہو۔

فانی دنیا کے عارضی عیش

رنگ رلیوں پہ زمانے کی نہ جانا اے دل
یہ خزاں ہے جو بانداز بہار آئی ہے

یہ دنیا کی چمک دمک، دولت، عیش وعشرت اور آرام وراحت، یہ سب عارضی بہار ہیں اور یہ سب وقتی اطمینان اور سکون کی چیزیں ہیں، موت ان سب کا خاتمہ کر دینے والی ہے۔

یہ چمن ویران بھی ہوگا یہ خبر بلبل کو دو
تا کہ اپنی زندگی کو سوچ کر قربان کرے

یہاں چمن سے مراد دنیا ہے، یہ دنیا ختم ہو جانے والی ہے اور یہ عارضی اور فانی ہے، یہ انسان کو بتا دو تا کہ وہ سوچ سمجھ کر اس پر قربان ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا تن من دھن اس پر قربان کر دے اور کل یہ ویران ہو جائے تو وہ ہاتھ ملتا رہ جائے گا کہ میرا تو سب ختم ہو گیا اور جو آخرت ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہے، وہاں کے لئے کچھ نہ کیا تو پھر وہاں پریشان ہوگا تو بھئی اس دنیا سے ایک دن جانا ہی ہے، تو جانے سے پہلے ہم وہ سن لیں جو سرکارِ دو عالم جناب رسول اللہ بتا گئے ہیں۔

www.Sukurvi.com

مومن کی روح نکلنے کا منظر

متعدد حدیثوں میں یہ مضمون آیا ہے کہ جب کسی مومن بندہ کی روح پرواز کر کے عالمِ برزخ میں جانے والی ہوتی ہے تو اس وقت اس کے پاس آسمان سے فرشتے آتے ہیں جن کے چہرے بہت ہی منور اور آفتاب کی طرح روشن ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ فرشتے نورانی چہرہ والے ہوتے ہیں اور سفید لباس پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھ جنت سے ایک کفن لے کر آتے ہیں، جس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مشک وعنبر اور ریحان کی خوشبو بسی ہوئی ہوتی ہے اور اس کفن کو لے کر وہ مرنے والے کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے وہ بیٹھے رہتے ہیں، جن کو دیکھنے سے میت کو سکون ملتا ہے، اطمینان ہوتا ہے اور راحت ملتی ہے۔ جیسے نیک لوگوں کو دیکھ کر آدمی کو سکون ہوتا ہے اس کے بعد جب اس کا بالکل آخری وقت آتا ہے تو حضرت عزرائیل ں تشریف لاتے ہیں اور وہ باقاعدہ سلام کرتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ:

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً

(الفجر: ۲۷، ۲۸)

ترجمہ

”اے وہ جان! جو (اللہ کی اطاعت میں) سکون اور چین پا چکی ہے، اپنے رب کی طرف اس طرح لوٹ کر جا کہ تو اس سے راضی ہو، اور وہ تجھ سے راضی ہے۔“

اللہ تعالیٰ یہ نعمت اور بشارت اپنے فضل سے ہم سب کو عطا فرمائے اور نصیب فرمائے۔ بس جونہی یہ سلام و پیام مومن کی روح سنتی ہے فوراً اس کے جسم سے ایسے باہر آجاتی ہے جیسے مشک میں سے پانی باہر آجاتا ہے، اگر مشک کا منہ کھول دو تو ایک ایک قطرہ نہایت سہولت سے باہر آجاتا ہے اور ایک حدیث میں اس کی مثال اس طرح آئی ہے، جیسے آٹے میں سے بال نہایت آسانی سے نکل آتا ہے، بس ایسے ہی اس بندہ

www.sukkurvi.com

مؤمن کی روح اس کے جسم سے آسانی کے ساتھ باہر آجاتی ہے، چاہے ظاہری طور پر ہمیں محسوس ہورہا ہو کہ میت کو بڑی تکلیف ہورہی ہے، اس کو بڑا درد ہورہا ہے، وہ بڑے کرب میں مبتلا ہے اور اس کو اذیت پہنچ رہی ہے لیکن یہ اس کی ظاہری حالت ہوتی ہے جو اس کے جسم سے تعلق رکھتی ہے لیکن اس کی روح سے اس دُکھ اور تکلیف کا کوئی تعلق نہیں ہوتا، روح اس کی آسانی کے ساتھ نکل آتی ہے جیسا کہ حدیث کے اندر بیان کیا گیا ہے اور جیسے ہی وہ روح حضرت عزرائیل ں اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں فوراً ہی وہ فرشتے جو پاس بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس روح کو حضرت عزرائیل علیہ السلام کے پاس رہنے نہیں دیتے، فوراً ہی وہ روح ان سے لے کر اس کفن اور لباس کے اندر رکھ دیتے ہیں جو وہ جنت سے اپنے ساتھ لے کر آئے تھے۔

مرنے کے بعد مؤمن کا استقبال

فرشتوں کے لائے ہوئے کفن میں اس کی روح کو رکھ کر وہ آسمان کی طرف چلتے ہیں اور زمین و آسمان کے درمیان اور آسمانوں میں بھی جگہ جگہ فرشتے مقرر ہیں اور مختلف کام ان کے سپرد ہیں جس کو وہ انجام دیتے رہتے ہیں تو جب وہ یہ روح لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں تو راستے میں جو فرشتے ملتے ہیں، وہ پوچھتے ہیں کہ یہ آپ کس بندے کی روح لے جارہے ہیں؟ وہ اس کا اچھے سے اچھا نام لیتے ہیں جس کے ساتھ اس کو دنیا میں پکارا جاتا تھا، اس لئے کہا جاتا ہے کہ اچھا نام رکھنا چاہیے کیونکہ اچھے نام سے بھی انسان کی عزت ہوتی ہے، بُرے نام نہیں رکھنے چاہیں اور ایسا نام نہیں رکھنا چاہئے کہ جس کے معنی خراب ہوں، ایسے نام رکھنے چاہئیں جس کے معنی اچھے ہوں یا وہ نام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہوں یا انبیاء علیہم السلام کے ناموں میں سے ہوں، یا پھر صحابۂ کرام یا صحابیات کے ناموں میں سے کوئی نام ہو، یا اللہ تعالیٰ

www.Sukurvi.com

کے جو نیک بندے یا بندیاں گزری ہیں ان کے ناموں میں سے کوئی نام ہو۔ چنانچہ ایک حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

تدعون یوم القیٰمة بأسمائكم وأسماءِ آبائكم فأحسنوا أسمَائكم. (مشكوٰة المصابيح: ص/۴۰۸)

ترجمہ

"قیامت کے روز تمہیں تمہارے ناموں سے اور تمہارے باپ کے نام سے (فلاں بن فلاں کہہ کر) پکارا جائیگا، لہٰذا اپنے نام اچھے رکھا کرو۔"

بہر حال! جب فرشتے پہلے آسمان پر اس کی روح کو لے کر جاتے ہیں تو باقاعدہ اس روح کے لئے آسمانوں کے دروازے کھلوائے جاتے ہیں اور پھر وہاں سے دوسرے آسمان پر جاتے ہیں اور اس طرح سے درمیان میں فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں اور اس کے بارے میں پوچھتے ہیں اور اس طرح سے وہ روح دوسرے، تیسرے اور چوتھے آسمان سے ہوتی ہوئی ساتویں آسمان پر پہنچتی ہے اور اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں اس کو پیش کر دیا جاتا ہے۔ اللہ اکبر! کتنی بڑی نعمت اور کتنی بڑی دولت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اور اپنی شانِ رحمت کے صدقہ ہم سب کو نصیب فرمائیں۔ آمین

مؤمن کا علیین میں اندراج

اللہ پاک وہاں فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ تم اس کو علیین میں لکھ دو۔ اللہ اکبر! علیین کا جو مقام ہے وہ جنت میں سب سے اعلیٰ مقام ہے، جہاں پر انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء، صالحین اور اولیاء اللہ رکھے جائیں گے، اس مقام میں یہ لوگ ہونگے۔ چنانچہ اس کا نام علیین میں لکھ دیا جاتا ہے۔

www.Sukurvi.com

قبر میں سوال و جواب

پھر ان فرشتوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس کو سوال و جواب کے لئے دوبارہ اس کی قبر میں پہنچادو، اس کے بعد فرشتے اس کو دوبارہ لاتے ہیں اور لا کر قبر میں اس کے جسم میں ڈال دیتے ہیں، اس کے جسم میں روح آجاتی ہے، مطلب یہ کہ روح کا جسم سے اس قدر گہرا تعلق قائم کردیا جاتا ہے کہ اس کا جسم جزا و سزا محسوس کرسکے، چاہے ظاہری طور پر ہمارے سامنے اس کی حالت کچھ بھی ہو لیکن یہ سب کام اس کی قبر میں ہوتا رہتا ہے، پھر وہ فرشتے جن کا نام منکر اور نکیر ہے، اس سے سوال کرتے ہیں کہ:

مَن رَّبُّک. ''بتاؤ تمہارا پروردگار کون ہے؟''

وہ جواب دیتا ہے۔

رَبّیَ اللہ ''میرا پروردگار اللہ جل شانہٗ ہے۔''

پھر وہ فرشتے پوچھتے ہیں۔:

مَا دِیْنُک ''تمہارا دین کیا ہے؟''

وہ جواب دیتا ہے:

دِیْنِیَ الاِسْلَامُ ''میرا دین اسلام ہے۔''

پھر وہ فرشتے پوچھتے ہیں کہ جناب رسول ﷺ جو تمہارے اندر مبعوث ہوئے تھے وہ کون ہیں؟ وہ کہتا ہے:

''میرے نبی اور میرے آقا جناب رسول اللہ ہیں۔''

قبر میں فرشتوں کا عجیب سوال

پھر وہ فرشتے یہ بھی پوچھتے ہیں کہ یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ تمہارے نبی و پیغمبر ہیں؟ اور تم یہ تینوں سوالوں کے جوابات کیسے دے رہے ہو؟ یہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ اللہ

تعالیٰ تمہارے رب ہیں اور تمہارا دین اسلام ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے قرآن شریف میں پڑھا تھا اور قرآن شریف میں یہ سب باتیں موجود ہیں۔ میں اس پر ایمان لایا اور میں نے اس کی تصدیق کی۔ میں نے دل سے ان سب باتوں کو سچا سمجھا کہ اللہ تعالیٰ بھی برحق ہیں، اللہ تعالیٰ کے رسول بھی برحق ہیں، اللہ کی کتاب بھی برحق ہے، جنت بھی برحق ہے، دوزخ بھی برحق ہے، آخرت بھی برحق ہے، عذاب وثواب سب برحق ہے اور حساب وکتاب سب برحق ہے، میں ان سب پر ایمان رکھتا ہوں۔ جب وہ یہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان سے ایک آواز لگانے والا کہتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا، میرے بندے نے درست کہا اور اس کے لئے اس کی قبر کو کشادہ کردیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نصیب فرمائیں۔ آمین

قبر میں رہائش کا اعلیٰ انتظام

اس کے بعد اس کی قبر کو کشادہ کردیا جاتا ہے اور جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے، اس کی قبر کشادہ ہوجاتی ہے۔ جنت سے اس کے لئے قالین لاکر بچھادیئے جاتے ہیں اور جنت سے ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور کھڑکی سے اس کے پاس جنت کی ٹھنڈی ٹھنڈی اور خوشبودار ہوائیں آتی ہیں۔ چنانچہ ایک دعا ہے، ہمیں بھی وہ دعا مانگنی چاہیے۔

اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِی رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَاتُرِحْنِی رَائِحَةَ النَّارِ

ترجمہ

''یا اللہ! مجھے جنت کی خوشبوئیں سونگھانا، دوزخ کی بدبو سے بچانا۔''

قبر میں تنہائی کا ساتھی

مرنے والے کے پاس ایک شخص آتا ہے جو بہت ہی خوبصورت چہرے والا ہوتا ہے اور وہ بہت ہی عمدہ عمدہ خوشبو لگائے ہوتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ ہر چیز

www.Sukurvi.com

کی خوشخبری سن، مسرتوں کی بشارت سن، راحتوں، عافیتوں اور سلامتیوں کی خوشخبری سن، اب تجھے کوئی غم اور کوئی رنج نہیں ہوگا، کوئی بیماری، پریشانی اور صدمہ لاحق نہیں ہوگا اور اب تو آرام سے رہ، خوش اور بے فکر اور بے غم رہ، جب وہ مومن یہ خوشخبری سنتا ہے تو اس کو کہتا ہے آپ کا چہرہ بڑا خوبصورت ہے، آپ کی باتیں بڑی دلکش اور ایسی تسلی بخش ہیں کہ میرا رُواں رُواں ٹھنڈا ہوگیا۔ آپ کون ہیں؟، ایسی اچھی اچھی خوشخبریاں سنا رہے ہیں؟ وہ کہتا ہے کہ میں تمہارا نیک عمل ہوں۔ اللہ اکبر!

نیک عمل ہمیشہ کا ساتھی

نیک عمل کہتا ہے کہ اب میں قیامت تک تمہارے ساتھ رہوں گا تا کہ تمہیں تنہائی اور اکیلا پن محسوس نہ ہو اور قبر کے اندر تمہیں وحشت نہ ہو۔ تم سے میٹھی میٹھی اور اچھی اچھی باتیں کروں گا اور تم کوئی غم نہ کرنا میں تمہارے ساتھ ہوں۔ حدیث میں ہے کہ مومن جب یہ جنت کی نعمتیں دیکھتا ہے اور نیک عمل کو اپنے ساتھ دیکھتا ہے اور اس کی پیاری پیاری باتیں سنتا ہے تو اس سے اس کا حوصلہ بڑھتا ہے، اور وہ یہ سب کچھ دیکھ کر کے کہتا ہے کہ یا اللہ! جلدی سے قیامت قائم فرما تا کہ میں اپنے اصلی گھر میں جاؤں۔ یہاں یہ نعمتیں اور دولتیں اگرچہ ہیں لیکن جنت کی نعمتوں سے پھر بھی کم ہیں، اصلی نعمتیں اور اصلی راحتیں تو جنت میں ہیں جو آگے ہیں، جہاں قیامت کے بعد ہی پہنچنا ہوگا۔

ایک عالم کی عالم برزخ میں بیداری

ایک عالم کا واقعہ یاد آیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے اوراد و وظائف اور تسبیحات و معمولات سے فارغ ہو کر رات کو سویا تو میں نے عجیب و غریب خواب دیکھا کہ کوئی صاحب میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے نیند سے بیدار کیا اور کہا کہ

www.Sukkurvi.com

بھئی! تم عجیب آدمی ہو کہ ایسی مبارک رات میں بھی سو رہے ہو، اتنی بابرکت رات ہے اور یہ رات کوئی سونے کی ہے جو تم اس میں سو رہے ہو، اٹھو! دیکھو! کیسی پیاری رات ہے! کیسا بہترین سماں ہے، تم ایسی اچھی رات میں بھی غفلت سے سو رہے ہو۔ وہ صاحب مجھے جگا کر چلے گئے، میں جاگ گیا اور اب میں جاگا تو دیکھتا کیا ہوں کہ نئی دنیا اور نیا عالم ہے۔ عجیب ماحول اور عجیب لوگ ہیں، جدھر دیکھو مجھے ہر چیز اجنبی معلوم ہو رہی ہے، جدھر دیکھوں اُدھر ایک نیا منظر میرے سامنے ہے، میں حیران رہ گیا کہ یا اللہ! میں کہاں ہوں؟ اور یہ کیسا عالم ہے؟ کیسا جہاں ہے؟ میں کہاں آگیا ہوں؟

عالم برزخ میں قبر کا منظر

میں تھوڑی دور چلا تو مجھے ایک باغ نظر آیا، میں اس باغ میں چلا گیا جب میں نے وہ باغ دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ ایسا خوبصورت، ایسا نفیس، اتنا عمدہ اور اتنا ہرا بھرا باغ تھا کہ ایک طرف پھل ہی پھل ہیں تو ایک طرف پھول ہی پھول ہیں اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں، پرندے چہچہا رہے ہیں اور چھوٹی چھوٹی نہریں درمیان میں چل رہی ہیں۔ اس میں پانی موجیں مار رہا ہے، ایسا خوش منظر باغ آج تک میرے وہم وگمان اور خیال میں بھی نہیں گزرا تھا، جو میں آج اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ میں اس باغ کو دیکھ ہی رہا تھا کہ یکا یک میں نے اس کے بیچوں بیچ ایک مسہری دیکھی جو پھلوں اور پھولوں سے لدی ہوئی ہے اور اس کے دونوں طرف دو عورتیں ہاتھ میں پنکھا لئے تیار کھڑی ہیں۔

پھر میں نے مزید نظر اوپر کی تو اس باغ کے پیچھے ایک محل دیکھا اور وہ محل اتنا خوبصورت تھا کہ آج تک ایسا حسین محل کبھی میرے خیال میں بھی نہیں آیا اور دیکھ رہا ہوں کہ وہ بہت آباد ہے، بہت ہی عمدہ، نفیس اور وسیع وعریض ہے اور اس میں بھی بہت

چہل پہل ہے، نوکر چاکر کام میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ سب دیکھ کر میں حیران ہو گیا۔ یا اللہ! کیا دیکھ رہا ہوں اور میں کہاں ہوں؟ اتنے میں مجھے ایک شاہ صاحب نظر آئے جو خراماں خراماں چلے آرہے ہیں، میں ان سے جا کر ملا اور میرا احساس وشعور یہ بتلاتا ہے کہ انہوں نے ہی مجھے بیدار کیا تھا، میں ان سے ملا اور میں نے کہا کہ حضرت! یہ کیا منظر ہے؟ میں کہاں ہوں؟ اور کیا دیکھ رہا ہوں؟ مجھے سوائے تعجب اور حیرت کے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔ انہوں نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ یہ جو تم باغ دیکھ رہے ہو یہ ایک شخص کی قبر ہے اور اب وہ چند لمحوں کے بعد دنیا سے اس میں پہنچنے والا ہے۔ یہ سب عورتیں اور لوگ اس کے انتظار میں ہیں کہ وہ آئے تو آتے ہی اس کو آرام کروائیں تاکہ اس کی ساری تکلیفیں ختم ہوں، کیونکہ دنیا میں وہ بہت مشقتیں، مصیبتیں اور پریشانیاں جھیل کر کے آرہا ہے، یہاں آکر اس کو آرام، سکون اور راحت ملے۔ یہ جو تم باغ دیکھ رہے ہو، یہ اس کی قبر ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت اور بلند مقام

وہ محل جو تم اس کے باغ کے پیچھے دیکھ رہے ہو وہ اس کا ٹھکانہ ہے قیامت کے دن ان شاء اللہ تعالیٰ جب وہ جنت میں جائے گا تو وہ اس محل میں جائے گا، یہ جنت کا محل ہے جب میں نے یہ سنا تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ بھئی وہ اللہ تعالیٰ کا کوئی بڑا عابد اور زاہد بندہ ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ کا بہت ہی کوئی نیک اور برگزیدہ بندہ ہوگا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ حضرت! وہ جو صاحب آنے والے ہیں ان کا ایسا کیا نیک عمل تھا جس کے نتیجے میں اللہ پاک نے اتنا اونچا مرتبہ ان کو عطا فرمایا، انہوں نے کہا کہ وہ کوئی اللہ تعالیٰ کا غوث، ولی اور قطب نہیں ہے، وہ تو عام مسلمان ہے، ماشاء اللہ وہ نیک اور نمازی ہے، اور یہ جو کچھ اللہ پاک نے ان کو عطا فرمایا ہے وہ ان کے ایک نیک عمل کا

www.Sukurvi.com

بدلہ ہے۔ ان کا وہ نیک عمل یہ ہے کہ وہ صبح وشام پابندی سے قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں، پابندی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی بدولت اللہ پاک نے ان کو یہ مقام عطا فرمایا ہے۔

تو بھئی حدیث میں جو قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کہا گیا ہے، یہ خواب اس کا مشاہدہ ہے کہ مرنے کے بعد قبر میں عذاب وثواب برحق ہے۔ لہٰذا اس بات پر ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ مرنے کے بعد قبر میں عذاب وثواب بالکل سچی بات ہے، لہٰذا ہمیں وہ کام کرنے چاہئیں جو باعثِ ثواب، باعثِ اجر اور آخرت کی نعمتیں ملنے کا ذریعہ ہوں۔ اور ان باتوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے جو باعثِ عذاب اور باعثِ وبال ہوں۔ آمین۔

ایک گورکن کا عجیب وغریب واقعہ

میرے ایک عزیز ہیں، انہوں نے ایک گورکن کا قصہ سنایا۔ ان کو وہ واقعہ خود ایک گورکن نے سنایا تھا کہ ایک مرتبہ میں ایک قبر کھود رہا تھا تو قبر کھودتے کھودتے یکا یک برابر والی قبر کی دیوار میں سے ایک دو اینٹیں گر گئیں۔ جب وہ اینٹیں گریں تو میں نے اس قبر کے اندر دیکھا کہ ایک بہت خوبصورت تخت ہے اور اس پر ایک بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں اور قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول ہیں اور جیسے ہی انہوں نے مجھے دیکھا اور میں نے ان کو دیکھا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا قیامت قائم ہوگئی ہے، اس لئے قبر پھٹ رہی ہے اور مجھے باہر نکلنا ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں ابھی قیامت قائم نہیں ہوئی، میں نے جلدی جلدی اینٹیں ویسے ہی دوبارہ لگادیں۔ یہ عجیب وغریب واقعہ تھا، کبھی کبھی اللہ پاک اس طریقے سے قبر کے حالات دکھاتے رہتے ہیں اور اس طرح کے نہ جانے کتنے سینکڑوں واقعات ہیں۔ اس موضوع پر علماء نے بڑی

www.Sukurvi.com

بڑی کتابیں لکھی ہوئی ہیں، جس میں قبر کے احوال درج ہیں۔

ایک صحابی کا قبر میں نماز پڑھنا

ایک صحابی کا واقعہ ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک میت کو دفنانے قبرستان گیا اور میں نے جب میت کو قبر میں اتارا تو برابر میں ایک صحابی کی قبر تھی اس کی ذرا سی دیوار گر گئی۔ میں نے دیکھا کہ وہ صحابی اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ اصل میں ان کو نماز سے بہت محبت تھی ایک مرتبہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ یا اللہ! آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی، اگر میرے لئے مناسب ہو تو مجھے بھی یہ نعمت عطا فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت عطا فرمادی۔

اگر انسان دنیا میں نیک عمل کرتا ہے تو جس نیک عمل پر انسان کا خاتمہ ہوتا ہے، عام طور پر اسی نیک عمل کی عالم برزخ میں اس کو کرنے کی اجازت مل جاتی ہے، قبر میں جب مؤمن سوال و جواب سے فارغ ہو جاتا ہے تو وہاں بعض مرتبہ اس سے پوچھا جاتا ہے کہ بھئی تم قیامت تک یہاں قبر میں رہو گے، تم اپنا کوئی پسندیدہ مشغلہ بتادو، اگر وہ تمہارے حسب حال اور مناسب ہوگا تو اس کی اجازت دے دی جائے گی۔ اس طرح جس کے جو مناسب ہوتا ہے وہ اس کو بتا دیا جاتا ہے۔

میت کا قبر میں تلاوت میں مشغول رہنا

اس سلسلہ میں ایک بزرگ کا اور واقعہ ہے، وہ فرماتے ہیں میں قبرستان سے گزر رہا تھا تو مجھ پر اللہ تعالیٰ نے ایک قبر کا حال منکشف فرمایا۔ میں نے دیکھا کہ میت قبر کے اندر قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول ہے، مجھے تعجب ہوا اور میں نے ان

سے کہا کہ میں نے سنا تھا کہ عمل تو صرف دنیا تک ہے اور مرنے کے بعد عمل ختم ہو جاتا ہے اور کوئی عمل نہیں کرنا پڑتا۔ وہاں نماز نہیں ہے، روزہ نہیں ہے، حج نہیں ہے، زکوٰۃ نہیں ہے، کسی عمل کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزاء ہے، یہاں تمہیں عمل کا بدلہ ملنا چاہئے، مگر تم یہاں بھی عبادت اور تلاوت میں مصروف ہو، یہ کیا بات ہے! ان صاحب نے کہا کہ جو تم نے سنا تھا وہ بالکل صحیح بات ہے، یہاں کوئی حکم نہیں ہے، نماز کا، روزہ کا، تلاوت کا، ذکر اور تسبیح کا لیکن یہ ہے کہ جب کوئی بندہ دنیا سے یہاں آتا ہے تو بعض مرتبہ اس سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ تم یہاں خالی کیا کرو گے؟ تم کیا عمل کرنا چاہتے ہو تاکہ اس میں مشغول رہو اور تمہارا یہ وقت آرام سے پورا ہو سکے؟ وہ اپنا عمل بتا دیتا ہے، پھر منجانب اللہ اگر وہ اس کے مناسب ہوتا ہے تو اس کی اجازت دے دی جاتی ہے، یہی معاملہ میرے ساتھ بھی ہوا، مجھ سے بھی اللہ پاک نے پوچھا تو میں حافظِ قرآن تھا اور مجھے اللہ پاک نے دنیا میں بھی اپنے کلام سے عشق عطا فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمائے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبح و شام کلام پاک کی تلاوت کی دولت اور شغف عطا فرمائے، آمین۔ تو میں نے یہ عرض کیا کہ پروردگارِ عالم! اگر مجھے کلام پاک کی تلاوت کی اجازت مل جائے تو زہے مقدر۔ مجھے اس کی اجازت مل گئی۔

ستر ہزار قرآن شریف کے بدلے ایک سبحان اللہ کا ثواب

جب سے اس کی اجازت ملی ہے اس دن سے میں دن رات قرآن شریف کی تلاوت میں مصروف رہتا ہوں۔ اس کے بعد ان صاحب نے یہ کہا کہ دیکھو! جس وقت سے میں نے اس قبر میں قرآن شریف کی تلاوت شروع کی ہے، اس وقت سے اب تک میں نے اس میں ستر ہزار قرآنِ شریف ختم کیے ہیں، یہ ستر ہزار قرآن شریف میں تم کو دیتا ہوں، تم ایک سبحان اللہ کا ثواب مجھے بخش دو۔ اللہ اکبر! اس نے کہا کہ بھئی

یہ بھی کوئی سودا ہے، کہاں ستر ہزار قرآن شریف اور کہاں ایک مرتبہ سبحان اللہ! تم اتنے سارے قرآن شریف مجھے دے رہے ہو اور ایک سبحان اللہ کا ثواب مجھ سے مانگ رہے ہو۔ یہ کیا بات ہے؟ پہلے وجہ بتاؤ۔ اس نے کہا کہ تم کیا سمجھو گے، تم دے دو۔ میں کیا بتاؤں، اس نے کہا کہ نہیں تمہیں بتانا پڑے گا، انہوں نے جواب دیا: بات یہ ہے کہ یہاں پر جو بھی کوئی کام ہوتا ہے، عبادت کا، تلاوت کا، ذکر و تسبیح کا، اس کا یہ یہاں کوئی ثواب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ عالَمِ برزخ آخرت کا حصہ ہے، ثواب دنیا میں ملتا تھا، وہاں تلاوت کا ثواب تھا، نماز کا بھی ثواب تھا، خیرات کا بھی ثواب تھا، ہر اچھے سلوک کا ثواب تھا، لیکن یہاں کوئی ثواب نہیں ہے۔ اس لئے میرے ستر ہزار بلا ثواب کے ہیں اور تمہارے ایک سبحان اللہ کا ثواب ہے، اس لئے میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ ستر ہزار قرآن شریف لے کر ایک سبحان اللہ کا ثواب مجھے بخش دو، دیکھیں! اس وقت ہم سب زمین کے اوپر ہیں، اگر ہم ایک دفعہ بھی **سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر** یا **لا الہ الا اللہ** کہیں تو ہمیں بہت ثواب ملے گا۔

شرفِ قبولیت حاصل کرنے والا کلمہ

حضرت مولانا سحبان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پچھلی مرتبہ ختم بخاری کے موقعہ پر ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم'' کے بعد اس میں ایک کلمہ مزید بیان فرمایا تھا، اگر کوئی یہ کلمہ اس طرح کہے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْم
وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ

یعنی اگر کوئی اس کلمہ کے ساتھ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْم وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ کا اضافہ کرے تو جیسے ہی مومن کی زبان سے یہ کلمہ نکلتا ہے وہ سیدھا عرش پر پہنچتا ہے اور

www.Sukuny.com

وہاں جا کر عرش کا چکر لگاتا ہے اور اس میں پوری گھن گرج کی طرح آواز ہوتی ہے اور یہ چکر لگاتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بھئی! ذرا ٹھہرو، مگر یہ نہیں ٹھہرتا، آخر کار اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کلمہ کو لے لو اور پھر اس کو عرش کے کسی کونے میں پیوست کر دیا جاتا ہے اور مہر لگا کر رکھ دیا جاتا ہے، یعنی یہ ایسا مبارک کلمہ ہے کہ سیدھا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ کر شرفِ قبول حاصل کر لیتا ہے، اس لئے قبر کی میت نے کہا کہ مجھے ایک سبحان اللہ کا ثواب بخش دو، ستر ہزار قرآن شریف تم لے لو۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہاں آدمی جا کر ثواب کا محتاج ہو جاتا ہے۔ اب یہاں ہم جتنا چاہیں ثواب کما سکتے ہیں، مگر ہم کماتے نہیں ہیں۔ اس پر بھی مجھے ایک حکایت یاد آ رہی ہے۔

ایک صاحبِ قبر کی نظر میں عالمِ برزخ

ایک بزرگ پر اللہ پاک نے صاحبِ قبر کا حال منکشف کیا تو انہوں نے میت سے پوچھا کہ کہو بھائی! تمہارا کیا حال ہیں؟ اور تم نے اس عالم برزخ کو کیسا پایا؟ قبر والے نے جواب دیا کہ جیسے سنا تھا بالکل ویسا پایا۔ لیکن اب کر کچھ نہیں سکتے اور تم نے ابھی کچھ دیکھا نہیں ہے اور تم کرتے نہیں، اللہ اکبر! یعنی ہم نے جو دنیا کے اندر سنا تھا کہ فلاں عمل کا یہ ثواب ہے اور فلاں گناہ کا یہ عذاب ہے۔ یہاں عالم برزخ میں آ کر مجھے سب نظر آ گیا، نیکیوں کے فوائد اور ثمرات سب نظر آ گئے اور گناہوں کا عذاب و وبال سب نظر آ گیا۔ اب یہ جی چاہتا ہے کہ فلاں نیک کام بھی کر لوں۔ سبحان اللہ، اللہ اکبر کی تسبیح پڑھ لوں، اچھا سلوک اور صلح رحمی کر لوں اور تجارت جائز طریقے سے کر لوں، یہ ساری چیزیں کرنے کو جی چاہتا ہے مگر ہم اب کچھ نہیں کر سکتے اور جہاں تم ہو وہاں سب کچھ کر سکتے ہو مگر تم کرتے نہیں اور یہ حقیقت ہے، ہمارا حال یہ ہے کہ ہم آخرت سے غافل ہیں اور جن کو اللہ پاک نے عالم برزخ میں پہنچا دیا وہ اب کچھ کر نہیں سکتے۔

www.Sukkurvi.com

مرنے والوں کو ایصالِ ثواب کی ضرورت

حدیث شریف میں یہی آیا ہے کہ جب لوگ دنیا سے چلے جاتے ہیں تو وہ دنیا سے جانے کے بعد دنیا والوں کے ایسے محتاج ہو جاتے ہیں جیسے ڈوبنے والا تنکے کا سہارا اور مدد ڈھونڈتا ہے، جیسے پانی کے اندر کوئی ڈوب رہا ہو تو اس کی کیا حالت ہوتی ہے؟ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے! تو جس طریقہ سے وہ ڈوبنے سے بچنے کا سہارا ڈھونڈتا ہے کہ کوئی رسی پھینکے تو میں اسے پکڑ لوں، کوئی لکڑی پھینک دے تو میں لکڑی تھام لوں اور کوئی تیرنے والا میرے پاس آجائے تو میں اس کو پکڑ لوں اور کسی طریقے سے ڈوبنے سے بچ جاؤں! تو جیسے وہ اپنی جان بچانے کے لئے معمولی معمولی سہارے کو تلاش کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے ایسے ہی دنیا سے جانے والے بے قرار، بے چین اور بے تابی کے ساتھ دنیا والوں کی مغفرت کی دعاؤں اور ان کے ایصالِ ثواب کے منتظر ہوتے ہیں۔

اہلِ قبور کے لئے بہترین تحفہ

حدیث شریف میں آتا ہے کہ "جب کوئی دنیا میں رہنے والا مرنے والے کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہے تو اس کے لئے وہ دعا دنیا ومافیہا سے بہتر ہوتی ہے"۔ اس صاحبِ قبر کو ان اعمال کا ثواب مل کر اتنی خوشی ہوتی ہے جس کا ہم یہاں اندازہ نہیں کر سکتے۔ اور زندوں کا مرنے والوں کے لئے سب سے بہترین تحفہ دعائے مغفرت ہے، جو اس وقت ہمارے لئے زبان پر جاری کرنا کچھ بھی بھاری نہیں ہے بس شرط یہ ہے دھیان اور خلوص کے ساتھ ہو۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ

> "جب دنیا والے اپنے مرنے والوں کے لئے یہ کہتے ہیں کہ اے اللہ! ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحم فرما تو اللہ تعالیٰ پہاڑوں کے برابر ثواب ان کی قبروں میں

داخل فرما دیتے۔"

تو جتنے ہمارے مرحومین ہیں جس میں ہمارے ماں باپ، اہل وعیال، بہن بھائی، عزیز واقارب اور اساتذہ ومشائخ شامل ہیں اور جن میں بالخصوص ہمارے شیخ ومرشد حضرت مولانا سحبان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ جو ہمارے بہت بڑے محسن ہیں، ان کو بھی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا چاہیے۔

حضرت مولانا سحبان محمود صاحبؒ کی درخواست

حضرت مولانا سحبان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پچھلے سال بخاری شریف کے درس میں ایک درخواست تھی جو آج ہی میں نے ٹیپ میں سنی کہ حضرت نے فرمایا کہ "توجہ سے سن لو میری باتیں! اور یاد آجاؤں تو میرے لئے مغفرت کی دعا کردینا۔ شاید تمہیں ایسی باتیں سنانے والا نہ ملے"۔ تو ان کی وہ بات پوری ہوگئی، ان کی درخواست بھی ہے اور اگر ان کی درخواست نہ بھی ہوتی تب بھی ان کے احسانات کا تقاضا یہ تھا کہ ہم ان کو یاد رکھیں اور مغفرت کی دعا مانگنے میں کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا، نہ وقت خرچ ہوتا ہے، نہ مال خرچ ہوتا ہے، نہ جان خرچ ہوتی ہے، وہ چند منٹوں کا نہیں، چند سیکنڈوں کا کام ہے، اور اس طرح دعا کریں: یا اللہ! ان کی مغفرت اور بخشش فرما، ان کے درجے بلند فرما، ہم پر اور ان پر رحم فرما۔ اپنے لئے بھی مغفرت کی دعا مانگیں، ہم بھی محتاج ہیں اور بہت سخت محتاج ہیں۔ پہلے اپنے لئے مغفرت کی دعا کریں، پھر ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ اس طریقے سے اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے خوب گڑگڑا کر دعائیں کرتے رہیں۔

حضرت مولانا شمس الحق صاحبؒ کا معمول

آج ہمارے استاد حضرت مولانا شمس الحق صاحب نے اپنا معمول سنایا کہ

www.sukkur.com

''الحمدللہ میرا یہ معمول ہے کہ ہر نماز کے بعد اپنے اساتذہ کا نام لے کر ان کے لئے دعا کرتا ہوں۔'' تو بھئی اللہ تعالیٰ جب کسی کو مرتبہ عطا فرماتے ہیں تو ان کے کچھ اعمال ایسے ہوتے ہیں جس کی بدولت اللہ تعالیٰ ان کو یہ مقام عطا فرماتے ہیں۔ تو سنانے کا مقصد یہ ہے کہ ہم بھی اس کو اپنا معمول بنائیں، جتنے بھی ہمارے محسن ہیں، ہمارے ماں باپ سب سے بڑے ہمارے محسن ہیں، ہمارے اساتذہ ہمارے محسن ہیں اور ہمارے اکابر و مشائخ ہمارے محسن ہیں، ان کو ہم اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والدین اور مؤمنین کی مغفرت کے لئے قرآنی دعائیں

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے کیسی پیاری دعا نازل فرمائی ہے۔

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا. (بنی اسرائیل: ۲۴)

ترجمہ

''یارب! جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں مجھے پالا ہے، آپ بھی ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیجئے۔''

دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا گیا:

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (ابراھیم: ۴۱)

ترجمہ

''یارب! مجھے بھی نماز قائم کرنے والا بنا دیجئے، اور میری دعا قبول فرمالیجئے، اے ہمارے پروردگار! جس دن حساب قائم ہوگا، اس دن میری بھی مغفرت فرمائیے، میرے والدین کی بھی، اور ان سب کی بھی جو ایمان رکھتے ہیں۔

بہرحال ان کا زندگی بھر ہم پر یہ حق رہے گا کہ ہم ان کے لئے مغفرت کی دعا

www.Sukkur.com

کرتے رہیں اور ایصالِ ثواب کرتے رہیں۔

ایصالِ ثواب کا صحیح طریقہ

ایصالِ ثواب کے لئے نہ کوئی عمل مخصوص ومقرر ہے، نہ کوئی خاص دن یا خاص تاریخ مخصوص ہے اور نہ کوئی خاص وقت مقرر ہے۔ جس کو جس وقت میں کسی نیک عمل کی توفیق ہو جائے، اس کا ایصالِ ثواب کر دے۔ قرآن شریف کی تلاوت کر کے، تسبیحات پڑھ کر، نفلی صدقہ دے کر، نفل نماز پڑھ کر، نفلی خیرات دے کر، نفلی طواف اور عمرہ کر کے، نفلی حج کر کے یا کوئی اور نفلی عبادت کر کے بغیر کسی دن تاریخ مخصوص کئے، بغیر کسی کو بتائے، بس اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کوئی نہ کوئی نیک عمل کر کے ثواب پہنچا دیں اور ثواب پہنچانے کے لئے اتنا کہنا کافی ہوتا ہے کہ یا اللہ! اس عمل کا ثواب اپنی رحمت سے فلاں کی روح کو پہنچا دیجئے۔ یا اللہ! اس کا ثواب حضرت مولانا سبحان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو پہنچا دیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ثواب پہنچ جائے گا۔

اہلِ قبور پر خصوصی فضل وکرم

یہ کتنا بڑا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور کتنی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ دنیا سے جانے کے بعد بھی انہوں نے آخرت سے پہلے پہلے کیسا اچھا انتظام فرمایا ہوا ہے کہ دنیا والے چاہیں تو اپنے مرحومین کے لئے دنیا میں رہتے ہوئے ان کے لئے مغفرت کا انتظام کر سکتے ہیں۔ دنیا سے جانے والے کا عمل تو ختم ہو گیا، اب وہ نماز نہیں پڑھ سکتا، روزے نہیں رکھ سکتا، زکوٰۃ نہیں دے سکتا، حج نہیں کر سکتا، اب اس کے لئے کارہائے خیر کا دروازہ بند ہو گیا کیونکہ وہ دار العمل سے چلا گیا اور دار الجزاء میں پہنچ گیا۔ لیکن اس کے پسماندگان ابھی دار العمل میں ہیں، وہ یہاں سے نفلی عبادات، نفلی کام، تسبیحات

www.Sukkurvi.com

اور تلاوت کر کے ان کے لئے ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں۔ اس طرح بہت سا ثواب پہنچ کران کے پاس اس کے پہاڑ ہو جائیں گے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

''جب یہ لوگ قیامت کے دن اٹھیں گے تو ان کے ساتھ نیکیوں کے پہاڑ ہونگے تو وہ پہاڑ دیکھ کر تعجب کریں گے کہ یا اللہ! یہ نیکیوں کے پہاڑ ہمارے پاس کہاں سے آگئے؟ ہم نے تو اتنے نیک کام نہیں کیے تھے۔ یہ پہاڑ ہمارے پاس کہاں سے آگئے؟ تو ان کو بتایا جائے گا کہ تمہارے جو پسماندگان دنیا میں تھے وہ جو تمہارے لئے دعائیں کرتے تھے اور ایصال ثواب کرتے تھے ان کے یہ پہاڑ ہیں۔''

یہ کتنی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ انہوں نے ثواب پہنچانے کا ایک ذریعہ رکھا ہوا ہے۔

مرنے والوں کے حقوق کی ادائیگی کا طریقہ

ہمارے لئے بھی اس میں ایک بڑی سہولت ہے جس کے بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اپنی زندگی میں اپنے ماں باپ کا حق ادا نہ کیا ہو یا خدانخواستہ اس نے ان کو ستایا ہو اور پریشان کیا ہو، اور میں نے ماں باپ کی تو ایک مثال دی ہے اس کے علاوہ کوئی بھی ہو، جیسے اساتذہ یا ہمارے وہ محسن لوگ جن کے احسانات کا ہم دنیا میں بدلہ نہیں دے سکے یا ہم نے کسی کی کوئی حق تلفی یا کوتاہی کی ہے، کسی کو ستایا یا پریشان کیا ہے اور معافی کا موقع نہیں ملا، ان سب کے لئے تلافی کا راستہ یہی ہے کہ اگر وہ دنیا سے چلے گئے ہیں تو دنیا سے جانے کے بعد ہم ان کے لئے برابر مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے رہیں اور برابر ان کے لئے ایصالِ ثواب کرتے رہیں۔

اگر کسی نے ماں باپ کے حق میں کوتاہیاں کی ہونگی یا وہ ماں باپ کا نافرمان تھا تو مسلسل ایصالِ ثواب کرتے رہنے کی وجہ سے وہ ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن

www.Sulkurvi.com

فرمانبرداروں میں اٹھے گا۔ اللہ اکبر! اور جس کے حقوق اس کی طرف سے تلف ہو گئے تھے اور وہ ادا نہ کر سکا اور معافی بھی نہیں مانگ سکا اس عمل کی بدولت ان شاء اللہ تعالیٰ ان حقوق کی ادائیگی ہو جائے گی، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إن الرجل يموت والده أو أحدهما وإنه لعاق لهما، فلا يزال يدعو لهما ويستغفر لهما حتى يكتبه الله برا . (كنز العمال)

ترجمہ

"بلاشبہ آدمی کے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی وفات ہو جاتی ہے، اور وہ آدمی ان کا نافرمان ہوتا ہے، ماں باپ کے دنیا سے جانے کے بعد وہ مسلسل ان کے لئے استغفار اور دعائے مغفرت کرتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اپنے یہاں فرمانبردار لکھ لیتے ہیں"۔ (یعنی مسلسل استغفار کی بدولت وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں فرمانبردار لوگوں میں شامل ہو جاتا ہے)

تو بھئی! اپنے اساتذہ کا کون حق ادا کر سکتا ہے؟ اپنے مشائخ کا کہاں ہم حق ادا کر سکتے ہیں؟ اور اپنے ماں باپ کے احسانات کا کون بدلہ دے سکتا ہے؟ کوئی بھی نہیں دے سکتا۔ تو کوتاہی ہماری طرف سے ہے، اس کا بھی بہترین ذریعہ یہ ہے کہ ان کے لئے دعا کریں کہ یا اللہ! ان کی مغفرت اور بخشش فرما! یا اللہ! فلاں نیک عمل کا ثواب اپنی رحمت سے ان کی خدمت میں پہنچا دیجئے اور ان کا حق ادا کر دیجئے، اس طریقہ سے برابر ہماری طرف سے یہ عمل ہوتا رہے گا اور ان کو ثواب پہنچتا رہے گا، تو ان کا حق ادا ہو جائے گا ان شاء اللہ۔

www.Sukkurvi.com

روزانہ ایک قرآنِ کریم کا ثواب بخشنے والے کا واقعہ

نزہۃ البساتین ایک کتاب ہے۔ جو ہم میں سے ہر ایک کے پاس ہونی چاہئے اور تمام خواتین کے پاس بھی ہونی چاہئے۔ اس کتاب کو گھر میں پڑھ کر سنانا چاہئے۔ اس کتاب کے اندر سلف صالحین کی بہت پیاری پیاری حکایتیں ہیں جن کے پڑھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے، آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہے، دنیا سے دل سرد ہوتا ہے اور آخرت کی طرف توجہ بڑھتی ہے۔

نزہۃ البساتین میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں قبرستان سے گزر رہا تھا تو میں تھوڑی دیر آرام کرنے کے لئے ایک طرف لیٹ گیا۔ جب میں لیٹا تو میری آنکھ لگ گئی اور میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک میدان ہے اور اس میدان کے اندر بہت سے آدمی سفید لباس پہنے ہوئے کوئی چیز چن رہے ہیں اور وہ جو چیز چن رہے ہیں وہ پیلے پیلے رنگ کی ہے جیسے سوکھا دودھ ہوتا ہے اور وہ اس کو اٹھا کر اپنے پاس جمع کر رہے ہیں، جمع کر کے اپنی تشتری میں رکھ کر لے جا رہے ہیں اور ایک طرف میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ بالکل ان سے بے نیاز بیٹھی ہوئی ہے، میں نے وہاں ایک صاحب سے پوچھا کہ بھئی یہ کیا منظر ہے؟ میری سمجھ میں نہیں آرہا۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ جتنے بھی لوگ تمہیں میدان میں نظر آرہے ہیں یہ سب اہلِ قبور ہیں، میں نے پوچھا اگر یہ اہلِ قبور ہیں تو یہ یہاں کیا چیز حاصل کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دنیا والے جوان کے لئے ثواب پہنچا رہے ہیں، یہ سب اپنے اپنے حصے کا ثواب یہاں سے چن رہے ہیں اور اپنے ساتھ اپنی اپنی قبروں میں لے جا رہے ہیں۔

www.Sukurvi.com

میں ان کی بات سن کر اس بڑی بی سے ملا اور میں نے کہا کہ بڑی بی! آپ کیوں ثواب سے مستغنی اور بے نیاز ہیں؟ آپ ان کے ساتھ ثواب نہیں چن رہیں، آپ کو کوئی منع نہیں کر رہا کہ نہ چنیں۔ ان بڑی بی نے کہا کہ یہ لوگ جو ثواب چن رہے ہیں اس کی مجھے ضرورت نہیں ہے کیونکہ میرا ایک بیٹا دنیا کے اندر ہے وہ روزانہ مجھے ایک قرآن شریف بخش دیتا ہے جو اس سے ہزار درجے بہتر ہے، وہ ثواب میرے لئے بہت ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں ان میں شریک نہیں ہوں، میں نے ان بڑی بی سے پوچھا کیا واقعی! وہ پورا قرآن شریف روزانہ پڑھ کر تم کو بخشتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ہاں۔ پھر ان بڑی بی نے باقاعدہ اپنے بیٹے کا نام بتایا، پیشہ بتایا، محلّہ بتایا اور وہ جس بازار میں کام کرتا تھا اس کا پتہ بھی بتایا اور کہا تم میرے بیٹے کو میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ بیٹے! تمہارا قرآن شریف مجھے پہنچتا رہتا ہے۔ سبحان اللہ!

وہ صاحب کہتے ہیں کہ جب میری آنکھ کھلی تو جس گاؤں اور بستی کا یہ قبرستان تھا میں وہاں پہنچ گیا اور بڑی بی نے جس مکان کا پتہ بتایا تھا میں نے اسے تلاش کیا تو وہ مکان مجھے مل گیا اور پھر پوچھتا پوچھتا بازار میں گیا تو وہ نوجوان بھی مل گیا۔ میں نے دور سے دیکھا، وہ کوئی چیز اپنے ہاتھ میں بیچتا پھر رہا تھا لیکن اس کی زبان اور ہونٹ برابر ہل رہے تھے۔ میں نے جا کر اس سے پوچھا کیا تمہاری والدہ حیات ہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں میری والدہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ پھر میں نے کہا کہ تم ان کے لئے کچھ ایصالِ ثواب کرتے ہو؟ اس لڑکے نے کہا **الحمد للہ** روزانہ ایک قرآن شریف پورا کر کے ان کو ثواب پہنچاتا ہوں۔ پھر میں نے اس کو اپنا قصہ سنایا کہ اس طریقہ سے تمہاری والدہ نے تم کو سلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ بیٹا جو تم قرآن شریف مجھ کو بخشتے ہو وہ روزانہ مجھ کو پہنچ جاتا ہے۔ تو یہ سنتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک گئے کہ خدا کا شکر

ہے کہ میرے عمل کا ثواب میری ماں کو پہنچ رہا ہے۔ اس لئے ہم جو کسی کا ثواب پہنچاتے ہیں وہ ثواب پہنچتا رہتا ہے۔

وہی بزرگ کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ میرا اس قبرستان سے گزر ہوا اور دوبارہ پھر میں وہاں آرام کرنے کے لئے لیٹا تو دوبارہ اللہ پاک نے مجھے خواب کے اندر وہی منظر دکھلایا جو پہلے دکھلایا تھا لیکن اس دفعہ میں نے دیکھا کہ وہ بڑی بی بھی دوسرے لوگوں میں شامل ہو کر ثواب چن رہی ہیں۔ میں حیران ہوا کہ پچھلے سال تو یہ بڑی بی بڑی بے نیاز بیٹھی ہوئی تھیں، اس سال یہ بھی ان کے ساتھ شریک ہیں۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ بڑی بی کیا بات ہے؟ اب تم ان کے ساتھ کیسے شریک ہو گئیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے اس بیٹے کا انتقال ہو گیا جو مجھے قرآن شریف بخشا کرتا تھا، اب دنیا میں مجھے بخشنے والا اور ثواب پہنچانے والا کوئی نہ رہا، تو میں بھی اس کی محتاج ہوں۔

تو بھئی بات یہ ہے کہ مرنے والا ثواب کا بڑا محتاج ہوتا ہے تو اس سے پہلے کہ ہم محتاج ہوں اس سے پہلے پہلے جو کچھ کر سکتے ہوں، کر لیں۔

حضرت مولانا سحبان محمود صاحبؒ کا معمول

اس واقعہ میں اس حافظ قرآن لڑکے کی زبان اور ہونٹ ہلنے والی بات پر مجھے حضرت مولانا سحبان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا معمول یاد آیا۔ حضرت جب سویرے ٹہلتے تھے تو احقر دیکھتا تھا، برابر حضرت کے ہونٹ ہلتے رہتے تھے۔ ہونٹوں کا ہلنا ذکر اللہ کی ایک ایسی علامت تھی جو بالکل واضح طور پر نظر آتی تھی، چلتے پھرتے آتے جاتے بس ان کی زبان ذکر اللہ سے تر رہتی تھی۔

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جوانی کے زمانے میں رمضان شریف میں آدھا قرآن شریف میرا روزانہ کا معمول تھا اور پورا قرآن شریف بھی کبھی کبھی ہو جاتا تھا۔

www.Sukkurvi.com

محبوب بندوں کی ایک علامت

اس پر ایک حکایت یاد آئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا اللہ! دنیا میں جو آپ کے محبوب بندے ہیں، میرا جی چاہتا ہے، میں ان سے ملوں، ملاقات کروں اور ان کے پاس بیٹھوں، مگر مجھے کوئی ان کی علامت معلوم نہیں ہے ان کو کس طرح پہچانوں کہ وہ آپ کے محبوب اور مقبول بندے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! میرے جن بندوں کے ہونٹ میرے ذکر سے ہلتے رہتے ہیں بس وہ میرے محبوب ہیں، میں دنیا تو اپنے محبوب اور غیر محبوب دونوں کو دیتا ہوں لیکن اپنی یاد اپنی محبوبوں کو دیا کرتا ہوں، اپنے دشمنوں کو نہیں دیا کرتا چنانچہ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ قَسَمَ بَينَكُم أَخلَاقَكُم كَمَا قَسَمَ بَينَكُم أَرزَاقَكُم وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُعطِي الدُّنيَا مَن يُحِبُّ وَمَن لَا يُحِبُّ وَلَا يُعطِي الدِّينَ إِلَّا لِمَن أَحَبَّ فَمَن أَعطَاهُ اللّٰهُ الدِّينَ فَقَد أَحَبَّهُ وَالَّذِي نَفسِي بِيَدِهِ لَا يُسلِمُ عَبدٌ حَتَّى يَسلَمَ قَلبُهُ وَلِسَانُهُ وَلَا يُؤمِنُ حَتَّى يَأمَنَ جَارُهُ بَوَائِقَهُ. (مسند احمد: ج۸، ص: ۲۵)

ترجمہ

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے جیسے تمہارے درمیان رزق تقسیم کیا ہے، ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان اخلاق بھی تقسیم فرمائے ہیں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ "دنیا" اپنے دوست اور دشمن دونوں کو دیتے ہیں، مگر "دین" صرف اس کو دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوتا ہے، تو جس کو اللہ تعالیٰ دین دیتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوتی ہے، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے بندہ اس وقت تک مسلمان

www.Sukkurri.com

نہیں ہوسکتا جب تک اس کی زبان و دل (گناہوں سے) محفوظ نہ ہوں، اور کوئی بندہ اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کے شر و رفتن سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں۔

لہٰذا جن بندوں کے تم میرے ذکر سے ہونٹ ہلتے دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ دنیا میں میرے محبوب بندے ہیں، اللہ کے نیک بندے ایسے ہی ہوتے ہیں، ان کی زبان بھی ہلتی ہے اور ان کا دل بھی ہلتا ہے، بس قلب و زبان دونوں سے وہ ذکر کرتے رہتے ہیں، اور اللہ کی یاد میں وہ مشغول رہتے ہیں۔ وہ تو سرتاپا ذکر ہوتے ہیں۔

ذکر اتنا کیا تیرا ہم نے
قائلِ ذکر ہوگئے ہم بھی

ان کی نشانی یہ ہوتی ہے، جو حدیث میں آئی ہے:

خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِينَ إِذَا رُءُوا ذُكِرَ اللّٰهُ. (مسند احمد)

ترجمہ

''اللہ تعالیٰ کے بہترین بندے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو دیکھو تو خدا یاد آئے۔''

عزیز و اقارب سے ملاقات

جب میت دنیا سے آخرت میں پہنچتی ہے تو از روئے حدیث اس کے عزیز و اقارب، اکابر بزرگ اور اساتذہ جو وہاں پہلے سے پہنچ چکے ہوتے ہیں وہ اس سے ملنے کے لئے آتے ہیں۔ حدیث شریف میں اس طرح ہے کہ اس کو اس طرح چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں جیسے خوشخبری سنانے والے کو لوگ چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں اور اس سے پوچھنا شروع کردیتے ہیں کہ فلاں کا کیا حال ہے؟ اور وہ کیسا ہے؟ ملائکہ ان سے کہتے ہیں: بھئی! ابھی یہ مصیبتوں سے بچ کر آیا ہے اور پریشانیوں سے

www.Sukurvi.com

نکل کر آیا ہے۔ اس کو ذرا سانس تو لینے دو، آرام تو کر لینے دو، تسلی سے پوچھ لینا۔ یہ اب کہیں نہیں جائے گا، یہیں رہے گا مگر وہ اہلِ قبور سب بے چین اور بے قرار ہوتے ہیں، اس کے ساتھ ملتے ہی اپنے ان لوگوں کے حالات پوچھتے ہیں جو دنیا میں ہیں، اور اسی میں وہ ایسے شخص کے بارے میں بھی پوچھ لیتے ہیں جو وفات پا چکا تھا اور ان تک نہیں پہنچا، وہ پوچھتے ہیں کہ فلاں کا کیا حال ہے؟ تو انتقال کرنے والا کہتا ہے کہ اس کا تو کب کا انتقال ہو چکا، مجھ سے پہلے ہی اس کا انتقال ہو گیا تھا۔ یہ سن کر ان کا چہرہ زرد پڑ جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ ہائے افسوس! وہ جب ہمارے پاس نہیں آیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دوزخ میں چلا گیا۔ اللہ بچائے! ورنہ وہ سیدھا ہمارے پاس آتا ، ہم اس سے ملتے اور وہ ہم سے ملتا۔

اعمال کا اہلِ قبور پر پیش ہونا

ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ دنیا میں رہنے والوں کے اعمال ان کے قبر میں رہنے والے رشتے داروں کے اوپر پیش کیے جاتے ہیں جیسے اولاد کے اعمال ان کے ماں باپ کے سامنے قبر کے اندر پیش کیے جاتے ہیں۔ اب اگر اولاد کے اعمال اچھے ہوتے ہیں تو ماں باپ کی روح تازہ اور خوش ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں کہ یا اللہ! آپ نے اپنے فضل سے ہماری اولاد کو نیک کاموں کی توفیق دی ہے، اس نعمت کو ان پر پورا اور کامل کر دیجیے گا تا کہ یہ مکمل طور پر آپ کی اطاعت، فرمانبرداری اور اعمال صالحہ کر کے دنیا سے آئیں اور یہاں آ کر یہاں کے رئیس اور مال دار بنیں۔ اور جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ ان کی اولاد اور عزیز و اقارب فسق و فجور، نافرمانی اور گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں اور گناہوں میں غرق ہیں تو پھر ان کو بڑا

صدمہ اور رنج وغم ہوتا ہے کہ ہائے! یہ کس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ دعائیں کرتے ہیں کہ یا اللہ! ان کو ہدایت دے دے، یا اللہ! ان کو اچھے کاموں کی توفیق عطا فرما۔

حضور ﷺ کی خدمت میں اعمال کا پیش ہونا

یہی بات جنابِ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بھی ہے۔ نشر الطیب میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے دو روایتیں نقل فرمائی ہیں۔ ایک روایت میں یہ نقل فرمایا ہے کہ ہر پیر اور جمعرات کو امت کے اعمال حضور ﷺ کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ روزانہ حضور ﷺ کی خدمت میں امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔

آپ محسن اعظم ﷺ ہیں، آپ رحمۃ للعالمین ﷺ ہیں، آپ ﷺ نے سب کچھ اپنی امت کے لئے قربان فرمایا ہے اور ایسی ایسی تکلیفیں برداشت کیں ہیں کہ آپ ﷺ سے پہلے کسی اور نبی نے برداشت نہیں کیں۔ آپ ﷺ بہت ہی ہمارے بہی خواہ اور خیر خواہ ہیں۔ آپ ﷺ کی شان قرآن کریم میں یہ بیان کی گئی ہے۔

لَقَد جَائَکُم رَسُولٌ مِن اَنفُسِکُم عَزِیزٌ عَلَیہِ مَا عَنِتُّم حَرِیصٌ عَلَیکُم بِالمُؤمِنِینَ رَؤُفٌ رَحِیمٌ. (التوبہ:۱۲۸)

ترجمہ

"(لوگو!) تمہارے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو تمہیں میں سے ہے، جس کو تمہاری ہر تکلیف بہت گراں معلوم ہوتی ہے، جسے تمہاری بھلائی کی ذھن لگی ہوئی ہے، جو مؤمنوں کے لئے انتہائی شفیق، نہایت مہربان ہے۔"

www.Sukkurvi.com

یہ آپ ﷺ کی شان ہے تو ذرا سوچنے کا مقام ہے! کہ اگر ہمارے اعمال اچھے ہوئے، سنت اور شریعت کے مطابق ہوئے تو حضور ﷺ کو کتنی خوشی اور راحت ہوتی ہوگی۔ اور خدا نہ کرے ہمارے اعمال خراب ہوئے تو ہمارے بُرے اعمال سرکارِ دو عالم ﷺ کے سامنے پیش ہونے سے حضور ﷺ کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی۔ یہ بات اگر ہم اپنے ذہن میں بٹھالیں تو ہماری اصلاح کے لئے کافی ہے اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم گناہوں کی زندگی سے توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی تابعداری کو اور اتباعِ سنت کی زندگی کو اپنانے کے لئے کوشاں ہو جائیں کیونکہ ہمارے اعمال حضور ﷺ کی خدمت میں روانہ پیش ہورہے ہیں، روزانہ ہی ہم حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائیں، کتنی بری بات ہے؟ اوّل تو ہم ان کا کوئی حق ادا نہ کر سکے، یہی ہمارے لئے بہت خسارے بات تھی چہ جائیکہ ہم اپنی بداعمالیوں، بدکرداریوں اور گناہوں کو اختیار کرکے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائیں اور ستائیں۔ حضور ﷺ کو بھی ستائیں، اپنے ماں باپ کو بھی ستائیں اور دوسرے رشتے داروں کو بھی ستائیں تو بھی یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

علامہ اقبالؒ کی ایک رباعی

جب علامہ اقبال کو یہ احساس ہوا کہ کہیں میرا حساب وکتاب حضور ﷺ کے سامنے نہ ہو، تاکہ حضور ﷺ کو میری وجہ سے تکلیف نہ ہو۔ اس پر انہوں نے ایک رباعی کہی: ؎

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
لیکن اگر بینی حسابم ناگزیر
از نگاہِ مصطفےٰ پنہاں بگیر

www.Sukkur.com

ترجمہ

''اے اللہ! آپ دونوں جہاں میں غنی اور بے نیاز ہیں، میں فقیر و محتاج اور مسکین ہوں۔ روزِ محشر میرے عذر قبول فرما کر مجھے معاف کر دیجئے، لیکن اگر میرا حساب لینا ضروری ہو تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہ لینا، تاکہ آپ کو صلی اللہ علیہ وسلم میری وجہ سے تکلیف نہ پہنچے کہ میری امت کے لوگوں سے اس طرح حساب لیا جا رہا ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور عمل کرنے توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

www.Sukkurvi.com

صبر و تسلی کے خطوط

اس میں موقعہ بموقعہ خواتین واحباب کو یا ان کے کسی
عزیز کے انتقال پر تسلی کے خطوط لکھے گئے، وہ یہاں جمع
کیے گئے ہیں۔

www.Sukkurvi.com

بیماری پر تسلی کا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیزہ سلمہا وشفاک اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ خیریت سے ہوں، عزیزم مولوی محمد رضوان سلمہ کے ذریعہ آپ کا خط مجھے مل گیا تھا، لیکن اس مرتبہ گھر میں اس قدر مصروف رہا کہ جواب لکھنے کا موقعہ نہیں ملا اور پھر یہاں آکر بھی جلدی موقعہ نہ مل سکا، پھر خط میں درج شدہ حال بھی ایسا تھا جس کا جواب قدرے تفصیل سے دینا چاہتا تھا تاکہ لاحق شدہ تشویش ختم ہو اور اطمینان نصیب ہو اس کے لئے میں ذرا فرصت چاہتا تھا جو الحمد للہ اس وقت میسر ہے، لہٰذا انتظارِ جواب کی تکلیف سے معذرت ہے اور نیچے جو کچھ لکھ رہا ہوں اس کو توجہ سے پڑھیں اور بار بار پڑھیں اور آئندہ بھی جب دل گھبرائے اس کو پڑھ لیا کریں، ان شاء اللہ تعالیٰ اطمینان اور نفع ہوگا۔

آپ نے جن اچھے اچھے خوابوں کا ذکر کیا ہے، یہ آپکی جلدی بیماری پر صبر کرنے کا پھل ہے جو ان شاء اللہ تعالیٰ آخرت میں ملے گا، جب دامنِ صبر چھوٹنے لگتا ہے تو اللہ پاک کی جانب سے حوصلہ بڑھانے اور ہمت کر کے صبر و تحمل اختیار کرنے کے لئے ایسے خواب دکھائے جاتے ہیں جو آپ کے لئے ان شاء اللہ تعالیٰ بشارت ہی بشارت اور خوشخبریاں ہیں اور واقعی صبر کا اجر و ثواب بے حد و حساب ہے، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ. (سورۃ الزمر:۱۰)

www.Sikkurvi.com

ترجمہ

''صبر کرنے والوں کو ان کا اجر و ثواب بے حساب دیا جائے گا۔

أُولَئِکَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَ أُولَئِکَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ.

(سورة البقرة:۱۵۷)

ترجمہ

''ان (صبر کرنے والوں) پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایتیں ہونگی اور وہ رحمت سے نوازے جائیں گے اور وہ ہدایت یافتہ ہوں گے۔''

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ. (سورة البقرة:۱۵۳)

ترجمہ

''اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِيْنَ. (سورة آل عمران:۱۴۶)

ترجمہ

''اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔''

ان آیات مبارکہ کی وجہ سے صبر کرنے پر حق تعالیٰ کی رحمتِ خاص و عام، خصوصی عنایت و مہربانی، محبت اور معیت حاصل ہونا، بے حساب اجر و ثواب عطا ہونا اور ہدایت مل جانا وہ خاص خاص انعامات ہیں جو کسی بھی خوش بخت انسان کو ملیں تو بلاشبہ وہ دونوں جہاں میں فلاح یاب ہو جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ بندۂ مؤمن کے حق میں صحت اور مرض دونوں ہی نعمتیں ہیں، ان میں سے کوئی بھی خیر سے اور نفع سے خالی نہیں ہے، صحت پر شکر کرنے سے اجر ملتا ہے، مرض پر صبر سے اجر ملتا ہے اور کس کے حق میں کیا بہتر ہے؟ یہ حق تعالیٰ ہی جانتے ہیں اور وہ اپنی بے شمار حکمتوں کے پیشِ نظر اور اپنے ضعیف بندہ پر بے انتہاء رحیم و مہربان ہونے کے بناء پر اگر اس کے حق میں صحت بہتر سمجھتے ہیں اس کو صحت دیتے ہیں اور اس کے لئے مرض بہتر سمجھتے ہیں تو اس کو نعمتِ مرض سے سرفراز رکھتے ہیں۔

www.Sukkurvi.com

چند احادیث ملاحظہ ہوں:

بیماری حفاظتِ ایمان کا ذریعہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا: اے محمد! آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے، میرے بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کا ایمان مالداری سے درست رہ سکتا ہے (اس لئے انہیں مالدار بنایا ہے) اگر میں انہیں فقیر بنادوں تو وہ کافر ہو جائیں گے، اور میرے بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کے ایمان کی اصلاح اسی میں ہے کہ وہ فقیر رہیں، اگر میں ان کو غنی بنادوں تو وہ کفر کرنے لگیں، اور میرے بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کے ایمان کی اصلاح اور درستی بیماری میں ہے، اگر میں ان کو تندرست کردوں تو وہ کافر ہو جائیں، اور میرے بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کے ایمان کی اصلاح کے لئے ان کی صحت ضروری ہے، اگر میں ان کو بیماری میں مبتلا کردوں تو وہ کافر ہو جائیں۔ (خدا کی باتیں: ۴۴)

بیماری مغفرت کا سبب

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم جب میں کسی بندے کی مغفرت کا ارادہ کرتا ہوں تو اس کو دنیا سے نہیں نکالتا جب تک اس کے جسم کو بیماریوں میں مبتلا کر کے اور اس کے رزق کو تنگ کر کے ان تمام گناہوں کا بدلہ نہیں لیتا جو اس کی گردن پر ہیں۔

بیماری سے صبر کرنے پر صدیقین میں شمار

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ لوحِ محفوظ میں جو چیز سب سے پہلے لکھی گئی ہے وہ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جو بندہ میرے فیصلہ اور تقدیر کا فرمانبردار رہا اور میرے حکم پر راضی رہا اور میری

بھیجی ہوئی بلا پر صبر کیا تو میں اس کا حشر قیامت میں صدیقین کے ساتھ کروں گا۔ (دیلمی)

لہٰذا جو تکلیف آپ کو ہے وہ مقدر ہے اور اسی میں خیر ہے، اس کو برداشت کرنے کے لئے دل سے تیار رہیں اور مذکورہ بالا اجر وثواب حاصل کرنے کے خاطر صبر وتحمل کا پہاڑ بن جائیں۔ اور ہر حال میں حق تعالیٰ سے راضی اور خوش رہیں اور ساری تکلیف و پریشانی تنہائی میں حق تعالیٰ کو سنائیں اور عافیت اور صحت کی دعا بھی خوب مانگیں علاج بھی کرتی رہیں، پھر بھی بیماری دور نہ ہو تو دل سے راضی رہیں، اسی کو اپنے حق میں رحمت سمجھیں اور یقین رکھیں کہ میرے حق میں یہی بہتر ہے اور طبعی پریشانی بھی صبر کے خلاف نہیں ہے۔ دعاؤں میں یاد رکھنا۔

والسلام

☆......☆......☆

تعزیت اور صبر و تسلی

بخدمتِ گرامی جناب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خط ملا جس سے آپ کے والد صاحب کی سخت علالت کی اطلاع ملی اور پھر فون پر وصال کی اطلاع ملی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حق تعالیٰ جل شانہ نے جو چاہا ہو گیا اور اُسی میں یقیناً خیرہ ہے، اور سب کے لئے عافیت ہے۔ یہ منزل اور وقت ہم سب پر یقیناً ایک روز آنا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے لئے تیار ہونے کی توفیق بخشے اور خاتمہ کامل ایمان پر فرمائے۔ آمین

بلاشبہ ان کی جدائی آپ سب کے لئے بڑے صدمہ کی بات ہے، حق تعالیٰ صبرِ جمیل عطا فرمائیں اور ان کی مغفرتِ کاملہ فرمائیں اور درجاتِ عالیہ عطا فرمائیں اور

ان سے ہم سے راضی ہو جائیں۔ آمین۔ حق تعالیٰ کے فیصلہ میں کسی کو مجال نہیں ہے اور اُس پر راضی ہونا عبدیت ہے۔ دراصل مرحوم حاجی صاحبؒ اپنے اصلی گھر تشریف لے گئے ہیں، اس لئے تسلی رکھیں، زیادہ پریشان نہ ہوں، حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے انتقال کے وقت اپنے پسماندگاہ کو یہ شعر پڑھ کر تسلی دی تھی جو ہمارے لئے بھی موجبِ تسلی ہے۔ ؎

لوگ کہتے ہیں کہ مظہر مرگیا
اور مظہر در حقیقت گھر گیا

اب ان کے لئے جس قدر ممکن ہو قرآن کریم پڑھ کر تسبیحات پڑھ کر اور حسبِ توفیق صدقہ وخیرات کر کے ایصالِ ثواب کریں اور تا زندگی اس کا معمول بنائیں اور ان کی مغفرت و بخشش کی بطورِ خاص دعا کیا کریں، اگر ان کے لئے کوئی صدقہ جاریہ کر دیں تو بہت ہی بہتر ہے۔

آپ کے لئے جنت میں داخل ہونے کے دو (۲) دروازہ تھے۔ ایک بند ہو گیا ہے، صرف ایک رہ گیا ہے، اس لئے والدہ محترمہ کی قدر کریں اور جس قدر ممکن ہو ان کی خدمت کریں، انہیں خوش رکھنے کی فکر کریں، انہیں تسلی دیں اور ان کی ضروریات کا بطورِ خاص خیال رکھیں، حق تعالیٰ ہمیں توفیق بخشیں۔ آمین ثم آمین

والدہ صاحبہ اور تمام بہن بھائیوں کو میرا سلام عرض کریں، اگر یاد رہے تو میری طرف سے بھی انہیں تسلی دیں اور صبر کی تلقین کریں بلکہ یہ خط پڑھ کر سنا دیں، آپ کو مزید کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ ماشاء اللہ آپ فہیم اور سمجھدار ہیں اور آپ کے روحانی باپ حضرت والد ماجد مدظلہ اور دیگر اکابر مدظلہم موجود ہیں، ان کی تسلی و تشفی اور دعا بہت بڑا سہارا ہے اور بہت بڑی سعادت ہے۔ امید ہے کہ تجہیز و تکفین اور تدفین کے تمام مراحل بآسانی اور بحسن وخوبی انجام پائے گئے ہوں گے۔ احقر آپ کے والد ماجد مرحوم کے لئے ایصالِ ثواب اور استغفار کر رہا ہے۔ مرحوم مجھ سے بہت ہی

www.Sukkur.com

محبت وشفقت سے پیش آتے تھے اور آخر میں تو بہت ہی شفقت فرماتے تھے، اس لئے آپ کے توجہ دلائے بغیر بھی مجھے وہ بہت زیادہ یاد آتے ہیں اور دل سے ان کے لئے دعا نکلتی ہے، آخر میں یہ دعا کرتا ہوں:

اَللّٰهُمَّ لَاتَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَ لَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ،يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَ لَهُ.

ترجمہ

''اے اللہ! ہمیں ان کے انتقال پر صبر کے اجروثواب سے محروم نہ فرما، اوران کے بعد کسی فتنہ میں مبتلا نہ فرما، ان کی اور ہماری مغفرت فرما۔''

آمین ثم آمین

والسلام

☆......☆......☆

انتقال پر تسلّی کا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیزم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے والد محترم کے انتقال کی اطلاع ملی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ آپ کے والد مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے، بخشش فرمائے، کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے، اور ہر طرح کی عافیت بخشے، ان کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنائے اور قبر کے عذاب اور جہنم کے عذاب سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ آمین۔ حق تعالیٰ آپ کو بھی صبر جمیل اور اجرِ عظیم عطا فرمائے اور ہر فتنہ سے محفوظ رکھے اور ہر قدم پر مدد فرمائے۔ آمین

آپ کی بڑی خوش نصیبی ہے کہ آخری وقت میں ان کی خدمت کی توفیق ملی، غسل دینے اور قبر میں اتارنے کی سعادت نصیب ہوئی، ناچیز کو بھی یہ سعادت ملی تھی،

www.Sukkurvi.com

حق تعالیٰ قبول فرمائے اور اس پر ملنے والا اجر بھرپور عطا فرمائے۔ آمین

دیکھئے! صبر بالآخر سب کو آہی جاتا ہے، کمال یہ ہے کہ جس وقت غم ہرا اور تازہ ہو، اس وقت صبر کیا جائے، اور "صبر" اللہ پاک کے فیصلہ اور اس کی مشیت پر دل میں راضی ہونے کا نام ہے۔ مرحوم کی جدائی پر اعتدال سے رونا، آنسو بہنا، غمگین ہونا، خلافِ صبر نہیں بلکہ یہ مرحوم کی جدائی پر مرحوم کا حقِ محبت ہے جو ادا ہونا چاہئے اور سنت سے ثابت ہے۔

قرآن کریم میں صبر والوں کے لئے بڑے اجر و ثواب کی بشارت ہے۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ. (سورة الزمر: ۱۰)

ترجمہ

"صبر کرنے والوں کو ان کا اجر و ثواب بے حساب دیا جائے گا۔"

أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَ أُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ.

(سورة البقرة: ۱۵۷)

ترجمہ

"ان (صبر کرنے والوں) پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایتیں ہونگی اور وہ رحمت سے نوازے جائیں گے اور وہ ہدایت یافتہ ہوں گے۔"

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِينَ. (سورة البقرة: ۱۵۳)

ترجمہ

"اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ. (سورة آل عمران: ۱۴۶)

ترجمہ

"اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔"

ان آیات مبارکہ کی وجہ سے صبر کرنے پر حق تعالیٰ کی رحمتِ خاص و عام، خصوصی

www.Sukurvi.com

عنایت و مہربانی، محبت اور معیت حاصل ہونا، بے حساب اجر و ثواب عطا ہونا اور ہدایت مل جانا وہ خاص خاص انعامات ہیں جو کسی بھی خوش بخت انسان کو ملیں تو بلا شبہ وہ دونوں جہاں میں فلاح یاب ہو جائے۔ ماں یا باپ، مال یا اولاد کے انتقال کی غم پر یا اور کوئی صدمہ پیش آنے پر صبر کر لیا جائے تو اس پر یہ ساری نوازشیں ہوتی ہیں، اس لئے صبر ہی کرنا اچھا ہے، بے صبری میں سوائے نقصان کے کچھ نہیں، اب چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

حدیث

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنے ایمان والے بندے (یا بندی) کے کسی پیارے کو جب میں اٹھا لوں، پھر وہ ثواب کی امید میں صبر کرے تو میرے پاس اس کے لئے جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں ہے۔ (صحیح بخاری)

اور ہر مؤمن مرد اور عورت کو جنت ہی چاہئے، مرحومہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ جنت میں گئی۔ پسماندگان صبر کر کے جنتی بن سکتے ہیں۔

حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کے کسی بندے کا بچہ انتقال کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ روح قبض کرنے والے فرشتے سے فرماتے ہیں: تم نے میرے بندہ کے بچہ کی روح قبض کی؟ وہ عرض کرتے ہیں جی ہاں! پھر فرماتے ہیں کہ اُس بندہ نے اس حادثہ پر کیا کہا (اور اپنا کیا تاثر ظاہر کیا؟) فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس بندہ نے آپ کی حمد کی آپ کا شکر ادا کیا اور "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا (یعنی ہم اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ (اس کے اس صبر والے رویہ پر) اس کے لئے جنت میں ایک عالیشان گھر بناؤ اور اس کا نام "بَیْتُ الْحَمْد" رکھو۔ (جامع ترمذی)

www.Sulkurvi.com

فائدہ

مطلب یہ ہے کہ ایسے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کریں یعنی وہ کلمات زبان سے ادا کریں جو حق تعالیٰ کی حمد پر مشتمل ہیں۔ جیسے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ"، "اَللّٰہُ اَکْبَرُ"، "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہنا اور چوتھا کلمہ بطور خاص اور کثرت سے "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھنا وغیرہ، اس کی فضیلت یہ ہے کہ ایسے صبر کرنے والے کے لئے جنت میں "بَیْتُ الْحَمْد" کے نام سے محل بنایا جائے گا۔

نیز ہم سب کی تعزیت کے لئے سب سے بہترین خط وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو ان کے ایک لڑکے کے انتقال پر لکھوایا ہے اور وہ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے معاذ بن جبلؓ کے نام۔ سَلَامٌ عَلَیْکَ! میں پہلے تم سے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں (بعد ازاں) دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس صدمہ پر اجرِ عظیم عطا فرمائے، اور تمہارے دل کو صبر عطا فرمائے، اور ہم کو اور تم کو نعمتوں پر شکر کی توفیق دے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری جانیں اور ہمارے مال اور ہمارے اہل وعیال یہ سب اللہ تعالیٰ کے مبارک عطیے ہیں، اور اس کی سپرد کی ہوئی امانتیں ہیں (اس اصول کے مطابق تمہارا لڑکا بھی تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت تھا) اللہ تعالیٰ نے جب تک چاہا خوشی اور عیش کے ساتھ تم کو اس نے نفع اٹھانے اور جی بہلانے کا موقعہ دیا، اور جب اس کی مشیت ہوئی اپنی اس امانت کو تم سے واپس لے لیا، وہ تم کو اس کا بڑا اجر دینے والا ہے، اللہ تعالیٰ کی خاص نوازش اور اس کی رحمت اور اس کی طرف سے ہدایت (کی تم کو بشارت ہے) اگر تم نے ثواب اور رضاء الٰہی کی نیت سے صبر کیا۔۔۔ لہٰذا اے معاذ! صبر کرو اور ایسا نہ ہو کہ (تمہارے حد سے زیادہ رونا دھونا) تمہارے قیمتی اجر کو غارت کردے اور پھر تمہیں ندامت ہو، (کہ صدمہ بھی پہنچا، اور اجر سے بھی محرومی رہی) اور یقین رکھو کہ رونے دھونے سے کوئی مرنے والا واپس نہیں آتا، اور نہ اس

سے رنج وغم دور ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم اترتا ہے، وہ ہو کر رہنے والا ہے، بلکہ یقیناً ہو چکا ہے۔ (المعجم الکبیر) والسلام

فائدہ

قرآن کریم میں مصائب پر صبر کرنے والے بندوں اور بندیوں کو تین چیزوں کی بشارت دی گئی ہے۔

(۱) ان پر اللہ تعالیٰ کی خاص نوازش اور عنایت ہوگی۔

(۲) اور وہ رحمت سے نوازے جائیں گے۔

(۳) اور ہدایت یاب ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس تعزیت نامہ میں اسی قرآنی بشارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"اے معاذ! اگر تم نے ثواب اور رضائے الٰہی کی نیت سے اس صدمہ پر صبر کیا تو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی خاص نوازش اور اس کی رحمت اور ہدایت کی بشارت ہے۔"

ہمیں بھی بالکل اسی طرح اور اس کے مطابق صبر کرنا چاہئے اور صبر دل سے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی ہونے کا نام ہے، اور زبان سے شکایت نہ کرنے اور نوحہ و ماتم نہ کرنے کا نام ہے۔ لیکن آں مرحومہ کے انتقال پر طبعاً رنجیدہ اور غمگیں ہونا، اور اس کے نتیجے میں آنکھوں سے آنسو بہنا اور بے اختیار گریہ طاری ہونا فطری بات ہے اور اس بات کی علامت ہے آں مرحومہ کی دل میں محبت ہے اور یہ حق محبت ادا ہونا چاہئے، احادیث سے یہی ثابت ہے اور ہمارا عمل بھی بس اسی کے مطابق ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دیں۔ آمین

والسلام

☆......☆......☆

مرحومہ آپا جیؒ کے انتقال پر تسلی کا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمتِ گرامی جناب حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج صبح بھائی اظہار احمد صاحب کے فون سے مخدومہ آپا جی رحمہا اللہ تعالیٰ کے انتقال کی اطلاع ملی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائے، کروٹ کروٹ جنت الفردوس عطا فرمائے، آخرت کے بلند درجات نصیب فرمائے، ہمیشہ کی راحتیں اور خوشیاں عطا فرمائے، اپنی رضا اور جنت عنایت فرمائے، اپنی ناراضگی اور عذابِ قبر وجہنم سے ہمیشہ کے لئے اپنی پناہِ کامل عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے انتقال پر موت کے اجر وثواب سے محروم نہ فرمائے، اور ان کے بعد ہر طرح کے فتنوں سے محفوظ رکھے، ہماری اور ان کی کامل بخشش فرمائے۔ آمین

آن مرحومہ ہمارے لئے سایۂ رحمت تھیں، اور ان کی پیہم دعائیں ہمیں پہنچتی رہتی تھیں، اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کا بہتر سے بہتر صلہ انہیں آخرت میں عطا فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے، آمین

حضرت! آپ کو صبر کی تلقین کرنا سورج کو چراغ دکھانا ہے، البتہ اپنے بہن بھائیوں کی تسلی کے لئے چند احادیث عرض کرتا ہوں۔

حدیث

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنے ایمان والے بندے

!(یابندی) کے کسی پیارے کو جب میں اٹھالوں، پھر وہ ثواب کی امید میں صبر کرے تو میرے پاس اس کے لئے جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں ہے۔ (صحیح بخاری)

اور ہر مؤمن مرد اور عورت کو جنت ہی چاہئے، مرحومہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ جنت میں گئی۔ پسماندگان صبر کر کے جنتی بن سکتے ہیں۔

حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کے کسی بندے کا بچہ انتقال کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ روح قبض کرنے والے فرشتے سے فرماتے ہیں: تم نے میرے بندہ کے بچہ کی روح قبض کی؟ وہ عرض کرتے ہیں جی ہاں! پھر فرماتے ہیں کہ اُس بندہ نے اس حادثہ پر کیا کہا (اور اپنا کیا تاثر ظاہر کیا؟) فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس بندہ نے آپ کی حمد کی آپ کا شکر ادا کیا اور ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھا (یعنی ہم اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ (اس کے اس صبر والے رویہ پر) اس کے لئے جنت میں ایک عالیشان گھر بناؤ اور اس کا نام ''بَیْتُ الْحَمْد'' رکھو۔ (جامع ترمذی)

فائدہ

مطلب یہ ہے کہ ایسے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کریں یعنی وہ کلمات زبان سے ادا کریں جو حق تعالیٰ کی حمد پر مشتمل ہیں۔ جیسے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ''، ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ''، ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہنا اور چوتھا کلمہ بطور خاص اور کثرت سے ''اِنَّـا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِـعُـوْنَ'' پڑھنا وغیرہ، اس کی فضیلت یہ ہے کہ ایسے صبر کرنے والے کے لئے جنت میں ''بَیْتُ الْحَمْد'' کے نام سے محل بنایا جائے گا۔

www.Sukkur.com

ہم سب کی تعزیت کے لئے سب سے بہترین خط وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو ان کے ایک لڑکے کے انتقال پر لکھوایا ہے اور وہ یہ ہے:

ہم سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور وہ دعائیں، اپنے، اور آن مرحومہ کے لئے دل سے مانگنی چاہئیں جو ایسے موقعہ پر رسول کریم علیہ ﷺ سے منقول ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

اے اللہ! آپ اس بندہ کی مغفرت فرما، اس پر رحمت فرما، اس کو عافیت عطا فرما، اس کو معاف فرما، اس کی باعزت مہمانی فرما، اس کی قبر کو اس کے لئے وسیع فرما (جہنم کی آگ اور اس کی جلن کے بجائے) پانی سے، برف سے اور اُولوں سے اس کو نہلا کر (ٹھنڈا اور پاک فرما) اور گناہوں کی گندگی سے اس کو پاکو صاف فرما جس طرح اُجلے کپڑے کو آپ نے مَیل سے صاف فرمایا ہے، اور اس کو دنیا کے گھر کے بدلہ میں اچھا گھر اور گھر والوں کے بدلہ میں اچھے گھر والے، اور رفیق حیات کے بدلہ اچھا رفیق حیات (اس کے مناسب) عطا فرما، اور اس کو جنت میں پہنچا دے اور عذاب قبر اور عذاب دوزخ سے اس کو پناہ عطا فرما۔ (صحیح مسلم)

حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے انتقال کے وقت اپنے پسماندگاہ کو اس شعر کے ذریعہ تسلی دی تھی، اس میں ہمارے لئے بھی تسلّی ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ مظہر مر گیا
اور مظہر در حقیقت گھر گیا

حضرت والد ماجدؒ کی بیٹھک میں یہ شعر نہایت خوشخط لکھا ہوا تھا۔

انساں کو چاہئے کہ خیالِ قضا رہے
ہم کیا رہیں گے جب نہ رسولِ خدا رہے

اس لئے اب ہم سب کو ان کے جانے سے اپنے جانے کو یاد رکھنا چاہئے، اور

اپنے اصلی گھر کو نیکیوں سے سجانا چاہئے۔ حضرت مجذوبؒ فرماتے ہیں:

دارِ فانی کی سجاوٹ پر نہ جا　　　نیکیوں سے اپنا اصلی گھر سجا

پھر وہاں بس چین کی بنسی بجا　　　اِنَّہ قَدْ فَازَ فَوْزاً مَنْ نَجا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

والسلام

☆......☆......☆

غم کی زیادتی کے لئے نسخۂ اکسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیدی وسندی حضرت والا مدظلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خیریت کا طالب بخیر ہے

عرض ہے کہ خدمت اقدس میں اپنی کوئی کیفیت بغرض اصلاح لکھنے بیٹھتا ہوں لیکن حالت پہلے جیسی ہی نظر آتی ہے، اپنے آپ کو مصروف رکھتا ہوں تا کہ غم بھلایا جاسکے، گھر پر آتا ہوں تو پھر غم تازہ ہو جاتا ہے۔ گھر پر نہ جاؤں تو بچیوں کے فون آنے لگ جاتے ہیں کہ آپ کہاں ہے؟ فوراً گھر آجائیں، بار بار دعا کرتا ہوں کہ باری تعالیٰ اس غم کو ختم فرما کر اس کے رُخ کو اپنی یاد اور اپنی ملاقات کی بے چینی کی طرف موڑ دے، بہت کمزور ہوں، برداشت نہیں ہوتا، مرحومہ رحمہا اللہ کی موجودگی میں بچیوں سے جدائی جتنی مشکل تھی، اب اتنی ہی آسان معلوم ہوتی ہے کہ اصل پالنہار و پروردگار تو حق تعالیٰ ہی ہیں، ہماری حیثیت کچھ بھی نہیں، کبھی اپنے غموم سے تنگ آجاتا ہوں تو سلامتی

www.Sukkurvi.com

ایمان و اعضاء، حواس اور مغفرتوں کے سائے میں اللہ پاک سے اپنے پاس بلانے کی دعا کرتا ہوں۔ بحمدہٖ تعالیٰ اس میں ''اپنے وقت پر'' کی قید بھی لگالیتا ہوں، دل ملامت کرتا ہے کہ دنیاوی مصائب سے تنگ ہو کر یہ دعا کر رہا ہے، اس خیال سے ڈر جاتا ہوں کہ بس رحیم و کریم اللہ تعالیٰ اپنی ملاقات کے شوق میں اپنے پاس بلالیں، دل و دماغ کہیں بھی خیال کو جمنے نہیں دیتے کہ ایسا شوق مرحومہ رحمہا اللہ کی موجودگی میں کیوں نہیں ہوا؟ اب جو یہ خیال آرہا ہے، یہ اس کی جدائی کے غم میں آرہا ہے، حضرت والا! کیا میں مذکورہ دعا مانگ سکتا ہوں؟ اور اس میں کیا نیت ہونی چاہئے؟ حضرت والا ہی اس سیاہ کار، خطا کار، نکمے، و نالائق کے لئے بھی دعا فرمادیں کہ کہیں یہ غم مجھے گناہوں میں یا فتنے میں مبتلا نہ کردے۔ فقط والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیزم سلمہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے یہ غم حد سے زیادہ بڑھالیا ہے اور اپنے اوپر طاری کرلیا ہے، یہ حد سے تجاوز ہے، طبعی غم مذموم نہیں مگر حد سے زیادہ بڑھانا بلاشبہ دینی اور دنیاوی لحاظ سے مذموم اور مضر ہے، اس لئے اس سے بچنا ضروری ہے، آگے آپ نے جو کیفیت ذکر کی ہے اور قید وغیرہ لگا کر مرنے کی دعا درست کرنے کی کوشش کی ہے، یہ درست نہیں، اس سے بلاتاخیر بچیں ورنہ اس کا انجام معطل ہونا ہے جو سخت نقصان دہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے معاذ بن جبلؓ کے نام۔ سلام علیک! میں پہلے تم سے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں (بعد ازاں) دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس صدمہ پر اجرِ عظیم عطا فرمائے، اور تمہارے دل کو صبر عطا فرمائے، اور ہم کو اور تم کو نعمتوں پر شکر کی توفیق دے۔ حقیقت

یہ ہے کہ ہماری جانیں اور ہمارے مال اور ہمارے اہل وعیال یہ سب اللہ تعالیٰ کے مبارک عطیے ہیں، اوراس کی سپرد کی ہوئی امانتیں ہیں (اس اصول کے مطابق تمہارا لڑکا بھی تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت تھا) اللہ تعالیٰ نے جب تک چاہا خوشی اور عیش کے ساتھ تم کواس نے نفع اٹھانے اور جی بہلانے کا موقعہ دیا، اور جب اس کی مشیت ہوئی اپنی اس امانت کو تم سے واپس لے لیا، وہ تم کواس کا بڑا اجر دینے والا ہے، اللہ تعالیٰ کی خاص نوازش اوراس کی رحمت اوراس کی طرف سے ہدایت (کی تم کو بشارت ہے) اگر تم نے ثواب اور رضاء الٰہی کی نیت سے صبر کیا۔۔۔۔۔۔

لہٰذا اے معاذ! صبر کرواور ایسا نہ ہو کہ (تمہارے حد سے زیادہ رونا دھونا) تمہارے قیمتی اجر کو غارت کردے اور پھر تمہیں ندامت ہو، (کہ صدمہ بھی پہنچا، اور اجر سے بھی محرومی رہی) اور یقین رکھو کہ رونے دھونے سے کوئی مرنے والا واپس نہیں آتا، اور نہ اس سے رنج وغم دور ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم اترتا ہے، وہ ہو کر رہنے والا ہے، بلکہ یقیناً ہو چکا ہے۔ (المعجم الکبیر)　　والسلام

فائدہ

قرآن کریم میں مصائب پر صبر کرنے والے بندوں اور بندیوں کو تین چیزوں کی بشارت دی گئی ہے۔

(۱) ان پر اللہ تعالیٰ کی خاص نوازش اور عنایت ہوگی۔

(۲) اور وہ رحمت سے نوازے جائیں گے۔

(۳) اور ہدایت یاب ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس تعزیت نامہ میں اسی قرآنی بشارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

”اے معاذ! اگر تم نے ثواب اور رضائے الٰہی کی نیت سے اس صدمہ پر صبر کیا

www.Sukkurwi.com

تو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی خاص نوازش اور اس کی رحمت اور ہدایت کی بشارت ہے۔"

ہمیں بھی بالکل اسی طرح اور اس کے مطابق صبر کرنا چاہئے اور صبر دل سے اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی ہونے کا نام ہے، اور زبان سے شکایت نہ کرنے اور نوحہ و ماتم نہ کرنے کا نام ہے۔ لیکن آں مرحومہ کے انتقال پر طبعًا رنجیدہ اور غمگیں ہونا، اور اس کے نتیجے میں آنکھوں سے آنسو بہنا اور بے اختیار گریہ طاری ہونا فطری بات ہے اور اس بات کی علامت ہے آں مرحومہ کی دل میں محبت ہے اور یہ حق محبت ادا ہونا چاہئے، احادیث سے یہی ثابت ہے اور ہمارا عمل بھی بس اسی کے مطابق ہونا چاہئے۔

حدیث

ایک مرتبہ رسول ﷺ حضرت سعد بن عبادہؓ کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور ان کو سخت حالت میں دیکھ کر آپ کو رونا آ گیا اور جب لوگوں نے آپ کو روتا دیکھا تو وہ بھی رونے لگے، اس وقت آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لوگو! اچھی طرح سن لو اور سمجھ لو! اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے رنج و غم پر تو سزا نہیں دیتے (کیونکہ اس پر بندہ کا اختیار اور قابو نہیں ہے، اور زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) لیکن اس زبان کی (غلط روی پر یعنی زبان سے نوحہ و ماتم کرنے پر) سزا دیتے ہیں۔ اور (یعنی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھنے پر اور دعا و استغفار کرنے پر) رحمت بھی فرماتے ہیں، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ میت کے گھر والوں کے رونے پیٹنے کی وجہ سے اس کو عذاب ہوتا ہے۔" (صحیح البخاری)

حدیث

ایک اور روایت میں:

"رسول ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کے انتقال کے وقت رسول ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ (جو ناواقفی سے سمجھتے تھے کہ

رسول ﷺ اس قسم کی چیزوں سے متاثر نہیں ہو سکتے تعجب سے) انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کی بھی یہ حالت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن عوفؓ! یہ (کوئی بُری بات اور بُری حالت نہیں ہے، بلکہ یہ) شفقت اور دردمندی ہے، پھر دوبارہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہے تو آپ نے فرمایا: آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہے اور زبان سے ہم وہی کہیں گے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے (یعنی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) اور اے ابراہیم تمہاری جدائی کا ہمیں صدمہ ہے۔" (صحیح البخاری)

فائدہ

معلوم ہوا کہ سنت طریقہ یہی ہے اور انسانیت کا کمال یہی ہے کہ خوشی کی باتوں سے خوش ہو اور رنج و غم کے واقعات سے رنج و غم ہو۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"ایک زمانہ میں میرے دل کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ اسبابِ مسرت سے مجھے مسرت نہیں ہوتی تھی، اور اسبابِ غم سے غم نہیں ہوتا تھا، اس زمانہ میں سنتِ نبوی کے اتباع کی نیت سے ایسے مواقع پر مسرت اور رنج و غم کو بہ تکلیف اپنے اوپر طاری کیا کرتا تھا، اس کے بعد خدا کے فضل سے وہ کیفیت زائل ہوگئی اور اب میرا یہ حال ہے کہ رنج و غم پہنچانے والے حوادث سے مجھے طبعی غم ہوتا ہے، اور اسی طرح خوشی اور مسرت والی باتوں سے مجھے طبع خوشی اور مسرت ہوتی ہے۔"

اب تک مختلف اوقات میں بندہ تسلی کی اور صبر کی باتیں عرض کرتا رہا ہے۔ ان پر عمل کریں مثلاً اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت سے اور حکم و حکمت سے یہ غم دیا تھا تو یہ غم شیریں ہے اور بذاتِ خود کچھ بھی نہیں ہے، کیونکہ محبوب کی طرف سے جو کچھ پیش آئے وہ بھی محبوب ہے، ان کی محبت پر ہزاروں غم قربان، پھر اس میں بھی ہمارا فائدہ اور امتحان مقصود ہے کہ دیکھیں ہماری رضا میں راضی رہتا ہے یا نہیں؟ اور رضا بالقضا

www.Sukkurvi.com

ضروری ہے، تقدیر کو یاد کریں، اس کے لئے یہ آیات ہی کافی ہیں۔

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ وَ مَنْ يُؤْمِن بِاللّٰهِ يهد قلبه والله بكل شئ عَلِيمٌ. (سورة التغابن: آيت/ ١١)

ترجمہ

''کوئی مصیبت اللہ کے حکم کے بغیر نہیں آتی، اور جو کوئی اللہ پر ایمان لاتا ہے، وہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہیں۔''

لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلَاتَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللّٰهُ لَايُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ. (سورة الحديد: آيت/ ٢٣)

ترجمہ

''یہ اس لئے تاکہ جو چیز تم سے جاتی رہے، اس پر تم غم میں نہ پڑو، اور جو چیز اللہ تعالیٰ تمہیں عطا فرما دے، اس پر تم اتراؤ نہیں، اور اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو اتراہٹ میں مبتلا ہو، شیخی بگھارنے والا ہو''

اس لئے حد سے زیادہ غم کرنا اور اب تک غم میں کمی نہ آنا، ایک طرح سے تقدیر پر راضی نہ ہونا ہے، حالانکہ یہ غم بھی بلاشبہ مقدر تھا اور آنا ہی تھا سو آگیا، اب صبر کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی رہنا چاہئے، زیادہ غم کر کے اور تنہائی میں رونے دھونے سے مرحومہ تو واپس آ نہیں سکتی، اپنی ہی نقصان کرنا ہے جس میں صحت کا بھی نقصان ہے، دل و دماغ کے غمگین رہنے کا نقصان ہے، دل کا اچاٹ اور بے زار رہنے کا نقصان ہے، زندگی بے مزہ رہنے کا نقصان ہے، بچیاں اور بہن بھائیوں کی افسردگی اور ان کے پریشان ہونے کا نقصان ہے یہ مختصراً دنیاوی نقصانات ہوگئے اور دینی نقصان بھی بہت ہیں، ان میں سے پہلا نقصان وہ ہے جو آپ نے ذکر کیا کہ اب اس

www.Sukurvi.com

غم کی وجہ سے مرنے کو دل چاہتا ہے جو سراسر غلط اور بے صبری ہے اور ممنوع ہے۔اور ایک حدیث شریف میں ہے:

قال رسول اللہِ صلی اللہ علیه وسلم لِرجل وهو يعظه: اغتنم خمسًا قبل خمسٍ شبابک قبل هرمک، وصحّتک قبل سقمِک، وغناک قبل فقرِکَ، وفراغک قبل شغلک. وحیاتک قبل موتک. (شعب الایمان، الطبعة الاولیٰ ۱۴۲۳ھ، الجزء: ۱۲، الصفحة:۱۷۷)

زندگی کوموت سے پہلے غنیمت سمجھو۔

یہ زندگی بڑی قیمتی ہے اس میں ذرا سی دیر میں لاکھوں نیکیاں کمائی جاسکتی ہیں، حسنِ اعمال اور حسنِ اخلاق اختیار کر کے آخرت کے بلند درجات حاصل ہوسکتے ہیں جو مرنے سے حاصل نہیں ہوسکتے اور ایک یہ نقصان ہے کہ یہ ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کے تصرف پر راضی نہ ہونا ہے یہ الگ نقصان ہے،اور تقدیر پر راضی نہ ہونا ہے یہ الگ نقصان ہے،غم کی زیادتی سے اصلاح کی طرف توجہ نہیں رہتی، دیکھ لو! مرحومہ کے بعد سے اصلاحی خطوط کا سلسلہ نہ ہونے کے برابر ہے یہ خود بڑا نقصان ہے،صبر کے جو فضائل اور اس پر جو اجرِ عظیم ملتا ہے ان کے مطابق عمل نہ ہونے کی وجہ سے اُن سے محرومی کا قوی خطرہ ہے اور یہ غم کی کثرت دیگر عبادات وطاعات سے غافل کرنے کا سبب ہے یہ جدا نقصان ہے۔

حد سے زیادہ غم کرنا حضور ﷺ کی سنت کے خلاف ہے آپ نے غم کے موقعہ پر غم کا اظہار بھی کیا، آنسو بھی بہائے لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی رہنے کا اقرار اور تعلیم دیکر فارغ ہوگئے ، بعد میں بار بار رونا اور غم کا اظہار کرنا آپ کا طریقہ نہیں ، البتہ

www.Sukkurvi.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یاد کرنا منقول ہے اور یاد کرنا الگ بات ہے، غم کرنا دوسری بات ہے آپ کا عمل دوسری بات پر ہے جو سنت نہیں۔ بہرحال آپ کا یہ حد سے زیادہ غم کرنا حد سے تجاوز ہے، مذموم ہے، غلط ہے، مضر اور نقصان دہ ہے، اس سے بچیں اور آرام سے رہیں، نکاحِ ثانی کی فکر کریں اور آخرت کی تیاری میں اداءِ حقوق کے ساتھ لگے رہیں۔ اس خط کو بار بار پڑھ کر عمل کریں۔ والسلام

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین وعلی

من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین

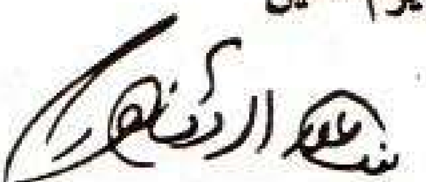

۷؍رجب ۱۴۳۱ھ بعد مغرب

بروز منگل

بندہ عبدالرؤف سکھروی عفا اللہ عنہ

(مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی)

www.Sukkurvi.com

www.Sukkurvi.com

مکتبۃ الاسلام کراچی

کی درج ذیل نئی اور اہم مطبوعات منظر عام پر آچکی ہیں،
ہر شخص کو ان کا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔

پانچ حدیثیں
ستر والی احادیث

مختصر سیرت طیبہ
شادی بیاہ کے اسلامی احکام

زکوۃ کے فضائل و مسائل
جنت کے پھول اور دوزخ کے کانٹے

وصیت کی اہمیت اور اس کے لکھنے کا طریقہ
موت کی بدعات اور رسمیں

کرسی پر نماز کے مسائل
ماہِ رمضان کے فضائل و مسائل

تراویح کے اہم مسائل
مسائلِ اعتکاف

ناجائز معاملات کی فہرست
منتخب خطبات جمعہ و عیدین

لعنت والے کام
عقیقہ کے فضائل و مسائل

حفاظت کی دعائیں
مجرب عمل

ترکی کا سفر
چند ہدایات اور نصیحتیں

ملنے کے پتے

مکتبۃ الاسلام کراچی
کورنگی، انڈسٹریل ایریا کراچی
موبائل : 0300-8245793

ادارۃ المعارف کراچی
احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی
موبائل : 0300- 2831960